u0656

انه لقول فصل وما هو بالهزل

اہل سنة کے مذہب کے تحقیق اور امامیہ مذہب کے ابطال میں

رسالہ موسومہ بہ

آیات بیّنات

مؤلفہ

مولوي سيد محمد مهدي علي صاحب تحصيلدار مرزاپور

مرزاپور

میں سنہ ۱۲۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸[illegible] عیسوی

کو چھاپا گیا *

MIRZAPORE ORPHAN SCHOOL PRESS.

انه لقول فصل و ما هو بالهزل

اہل سنۃ کے مذہب کی حقانیت اور امامیہ مذہب کے ابطال میں

رسالہ موسومہ بہ

آیات بیّنات

مؤلفہ

مولوي سید محمد مہدي علي صاحب تحصیلدار مرزاپور

مرزاپور

میں سنہ ۱۲۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸[illegible] عیسوی

دو چھاپا گیا*

MIRZAPORE ORPHAN SCHOOL PRESS.

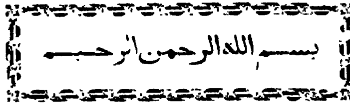
اعلام

جو کہ باهم شیعوں اور سنیہ کے ایک عرصہ دراز سے مذهبی مباحثہ چلا آتا هی اور صدها کتابیں فریقین کے علما نے تالیف کي هیں اسلیئے مولف نے چاها کہ اُردو میں ایک کتاب جامع تالیف کي جاوے اور فریقین کے دلایل تفصیل کے ساتھہ هر بحث میں بیان کي جاویں تا کہ دیکھنیوالے کو کوئي حسرت منتظرہ باقي نہ رہ جاوے اور فریقین کے سوال و جواب کو دیکھکر اِنصاف کرنیکا موقع ملجاے اسیواسطے مولف نے اِس کتاب کو لکھا هی *

یہہ کتاب چار هزار صفحے سے زیادہ کي هی اور مولف نے چاها کہ اول بحث فضایل صحابہ کي پوري چھپوا کر یہہ کتاب مشتہر کي جاوے مگر شایقین نے اصرار کیا اور جسقدر چھپ گئي تھي اسیکے مشتہر کرنے پر مجبور کیا اِسلیئے نہایت لاچاري سے ایک حصہ فضایل صحابہ کا مشتہر کیا جاتا هی اور عنقریب باقي حصہ اِس کے بعد چھپنے کے شایقین کے ملاحظہ سے گذریگا *

فہرست اور غلط نامہ اور تقریظات وغیرہ سب دوسرے حصہ کے اخیر میں شامل کیجاوینگي *

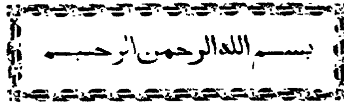
دوسرے حصہ سے صرف فضایل صحابہ کي بحث کا حصہ مراد هی ورنہ بہ لحاظ اور بحثوں کے اِس کتاب کے تیس ۳۰ حصے هیں فقط *



الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على نبيه و حبيبه سيدالمرسلين محمد و اله و صحبه و ازواجه و أمته اجمعين **بعد** حمد و صلوٰة کے جاننا چاهيئے که خدای عزو جل نے همارے هدايت کے واسطے اپنا محبوب پيغمبر بهيجا اور اپنا خاص کلام اُس پر نازل کيا اور چراغ رهنمائی کا اُسکے ذريعه روشن کيا اور اپني کمال مهرباني سے شرک اور کفر کے تاريکي سے نکالکر همارے دلوں کو نور ايمان سے روشن کيا پس ايمان اور اسلام ايک ايسي اُس کي نعمت هی که هم اُس کا شکر ادا نهيں کر سکتے ليکن شيطان نے بعد ايمان کے اکثر مسلمانونکو بهکايا اور اُنکے دلوں کو باطل عقيدوں سے پهر دهندلا کر ديا اور مسلمانوں ميں ايسا تفرقه ڈال ديا که ۷۲ بهتر فرقے گمراه هو گئے جنکي نسبت همارے رسول مقبول صلي الله عليه و سلم نے پهلے هي سے خبر دي تهي پس هم لوگوں کو فقط اسلام کے نام پر خوش نهونا اور صرف توحيد اور نبوت کے اقرار پر اپنے آپ کو ناجي سمجهنا نه چاهيئے بلکه هر عقيده کي تحقيق کرنا اور هر اعتقادي مسئله کي تطبيق کتاب الله اور کتاب الرسول سے دينا ضرور هی اور يهه ممکن نهيں هی که جو شخص اپنے سچے اور صاف دل سے صرف اپني نجات کي اُميد پر خدا کي کتاب کو ديکهے اور تعصب اور عناد کو دخل نه دے وه حق اور باطل ميں تميز نه کر سکے اور ايسے حق کے طالب کو خدا گمراهي ميں پڑا رکهے هاں جو کوئي پهلے هي سے سچائي کا طالب نهو اور مذهبي تعصب ميں گرفتار هو اور سوائے مجادله اور مکابره کے اُسے اور کچهه منظور نه هو اور اپنے آبائي دين و مذهب کو تقليداً سچ جانتا اور انا وجدنا آباءنا على أمة و انا على اثارهم مقتدون کهتا هو وه بيشک ابهي گمراهي ميں پڑا رهيگا اور اپنے دل کو باطل عقيدوں سے کبهي پاک و صاف نه کر سکيگا *

بعد اِس تمهيد کے بنده گنهگار مهدي علي ابن سيد ضامن علي عفي الله عنه اپنے بهائيوں کي خدمت ميں اِلتماس کرتا هی که منجمله مذاهب مختلفه مسلمانوں کے دو مذهب زياده جاري هيں ايک اهل سنت و جماعت دوسرا اماميه دونوں اپنے مذهب کو حق اور دوسرے کے مذهب کو باطل کهتے هيں اور اپنے آپ کو ناجي اور دوسرے کو ناري سمجهتے هيں هزاروں کتابيں تاليف هو گئيں اور صدها رسالے تحرير هوئے مگر يهه جهگڑا اب تک طی نه هوا جسکا جو عقيده تها وه اُس پر قايم رها بهت کم ايسے هيں جنهوں نے حق پر نظر کر کے اپنے آبائي دين کو چهوڑا هو اور دوسرے مذهب کو صرف اپني نجات کے ليئے اِختيار کيا هو ليکن ميں اپنے خدائے عزو جل کا هزار هزار شکر کرتا هوں که ميں اُن چند آدميوں ميں سے هوں جنهوں نے اپني نجات کي اُميد پر دونوں مذهب کے اصول پر

١٧ ١٩٦٢



الحمدلله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی نبیه و حبیبه سید المرسلین محمد و اله و عترته و ازواجه و امته اجمعین **بعد** حمد و صلوٰة کے جاننا چاهیئے که خدای عز و جل نے همارے هدایت کے واسطے اپنا محبوب پیغمبر بهیجا اور اپنا خاص کلام اُس پر نازل کیا اور چراغ رهنمائی کا اسکے هاته میں دیا اور اپنی کمال مهربانی سے شرک اور کفر کے تاریکی سے نکالکر همارے دلوں کو نور ایمان سے روشن کیا پس ایمان اور اسلام ایک ایسی اُس کی نعمت هی که هم اُس کا شکر ادا نهیں کر سکتے لیکن شیطان نے بعد ایمان کے اکثر مسلمانونکو بهکایا اور انکے دلوں کو باطل عقیدوں سے پهیر دیا تو دیکھ کر ایک مسلمانوں میں ایسا تفرقه ڈال دیا که ۷۲ بهتر فرقے گمراه هو گئے جنکی نسبت همارے رسول مقبول صلی الله علیه و سلم نے پهلے هی سے خبر دی تهی پس هم لوگوں کو فقط اِسلام کے نام پر خوش هونا اور صرف توحید اور نبوت کے اِقرار پر اپنے آپ کو ناجی سمجهنا نه چاهیئے بلکه هر عقیده کی تحقیق کرنا اور هر اعتقادی مسئله کی تطبیق کتاب الله اور کتاب الرسول سے دینا ضرور هی اور یهه ممکن نهیں هی که جو شخص اپنے تئیں صاف دل سے صرف اپنی نجات کی اُمید پر خدا کی کتاب کو دیکھے اور تعصب اور عناد کو دخل نه دے وه حق اور باطل میں تمئیز نه کر سکے اور ایسے حق کے طالب کو خدا گمراهی میں پڑا رکھے هاں جو کوئی پهلے هی سے سچائی کا طالب نهو اور مذهبی تعصب میں گرفتار هو اور سوائے مجادله اور مکابره کے اُسے اور کچهه منظور نه هو اور اپنے آبائی دین و مذهب کو تقلیداً سچ جانتا اور انا وجدنا آباءنا علیٰ اُمة و انا علیٰ اثارهم مقتدون کهتا هو وه بیشک اپنی گمراهی میں پڑا رهیگا اور اپنے دل کو باطل عقیدوں سے کبهی پاک و صاف نه کر سکیگا *

بعد اِس تمهید کے بنده گنهگار **مهدی علی** اِبن سید ضامن علی غفرالله ذنوبه اپنے بهائیوں کی خدمت میں اِلتماس کرتا هی که منجمله مذاهب مختلفه مسلمانوں کے دو مذهب زیاده جاری هیں ایک اهل سنت و جماعت دوسرا امامیه دونوں اپنے مذهب کو حق اور دوسرے کے مذهب کو باطل کهتے هیں اور اپنے آپ کو ناجی اور دوسرے کو ناری سمجهتے هیں هزاروں کتابیں تالیف هو گئیں اور صدها رسالے تحریر هوئے مگر یهه جهگڑا اب تک طی نه هوا جسکا جو عقیده تها وه اُس پر قایم رها بهت کم ایسے هیں جنهوں نے حق پر نظر کر کے اپنے آبائی دین کو چهوڑا هو اور دوسرے مذهب کو صرف اپنی نجات کے لیئے اِختیار کیا هو لیکن میں اپنے خدائے عز و جل کا هزار هزار شکر کرتا هوں که میں اُن چند آدمیوں میں سے هوں جنهوں نے اپنی نجات کی اُمید پر دونوں مذهب کے اصول پر

انصاف سے غور دیا اور مذهب اهل سنت کو مطابق کلام الهي کے پاکر اور مذهب امامیه کو اس کے مخالف دیکھکر اپنے آبائي دین کے چهوڑنے میں اور تمام کنبه قبیله سے جدا هونے میں کچهه کسیکا لحاظ نهیں کیا اور امامیه مذهب کو جو بفحواي بر عکس نهند نام زنگي کافور کے مخالف عقاید ائمه علیهم السلام کے هي چهوڑکر سچا مذهب اهلسنت و جماعت کا اختیار کیا چونکه میرے عزیز و قریب اور بهائي بهتیجے اکثر اپنے قدیم مذهب پر هیں اور مجهے گمراه جانتے هیں اس لیئے میں اُن دلائل عقلي کو ظاهر کرتا هوں جنهوں نے میرے دل کو اُن کے مذهب سے متنفر کیا اور اُن شواهد نقلي کو بیان کرتا هوں جنکے سبب میں نے مذهب اهلسنت و جماعت کو اچها جانکر اختیار کیا اسي واسطے میں یهه رساله اهلسنت و جماعت کے مذهب کي خوبیوں میں لکهتا هوں خدا کرے که میرے اقربا بهائي اسکو انصاف سے دیکهیں اور اپنے باطل عقیدوں کو چهوڑیں اللهم آمین *

تمهید

سب پر ظاهر هی که دونوں مذهب کا اس اختلافي مسئله معامله صحابه کرام رضوان الله تعالی علیهم اجمعین میں هی که اهل سنت اُن کو اچها جانتے هیں اور شیعه اُنکو برا سمجهتے هیں بلکه جسطرح اهل سنت اُن کو تمام اُمت سے ایمان میں اعلی اور افضل اور ایمان اور اسلام میں سب سے بهتر و کامل جانتے هیں اسیطرح سے شیعه اُن کو سب سے زیاده تر برا اور خراب حتی که کافر اور مرتد کهتے هیں اور درحقیقت یهي ایک مسئله ایسا هی جسپر دونوں مذهب کے حقیت اور بطلان کا مدار هی اسلئے که اگر دونوں مذهب اهلسنت کے صحابه کا ایمان اور اسلام میں کامل هونا اور مرنے دم تک اُن کا اسي پر ثابت قدم رهنا ثابت هو گیا تو بلا شبهه سنیوں کا مذهب حق اور شیعوں کا مذهب جهوٹا اور اگر برخلاف اسکے اُن کا کافر اور مرتد هونا و نعوذبالله من ذلک معلوم هوا تو شیعوں کا مذهب سچا اور سنیوں کا مذهب جهوٹا هی اسواسطے هم اول صحابه کي فضائل بیان کرتے هیں پهر خلافت راشده کو ثابت کرینگے پهر جواب مطاعن کا جو صحابه کي نسبت امامیه کرتے هیں دینگے *

دلایل عقلي صحابه کے فضیلت میں *

پهلي دلیل

سب جانتے هیں که جب پیغمبر خدا صلي الله علیه و سلم کو خدا نے عرب میں مبعوث کیا اور مکه معظمه میں اول اول حضرت کو اظهار نبوت کا حکم دیا تو اُس وقت میں سب کافر اور مشرک تهے اور آپ کے عزیز اور قریب اور رشتهدار اور بهائي بند اِس خبر کو سنتے هي

آپ کے دشمن ہو گئے تھے اور آپ کي تکذيب کرتے تھے کوئي مجنون کہتا تھا کوئي ديوانہ بتلاتا تھا و نعوذ بالله من ذلک اور چھ برس تک باوجود دعوت اور اظہار معجزات کے صرف چند آدمي جو چاليس سے کم تھے مسلمان ہوئے مگر ٦ برس کے بعد کسي قدر جماعت مسلمانوں کي ہو گئي اور دعوت عام اسلام کي شيوع ہونے لگي اور ارکان دين کو حضرت نے علي رؤس الاشہاد ظاہر کرنا شروع کيا تب اہل مکہ نے يہاں تک تکليف اور ايذا ديني شروع کي کہ آخر کار مکہ چھوڑنا اور مدينہ کو ہجرت کرنا پڑا اور بعدہ آہستہ آہستہ دين اسلام کي ترقي ہوني شروع ہوئي اور پھر اس قدر جلد اسلام پھيلا کہ چند سال کے عرصہ ميں سيکڑوں سے ہزاروں کي اور ہزاروں سے لاکھوں کي نوبت آ گئي اور جماعت کي جماعت اور فوج کي فوج خدا کے دين ميں داخل ہو گئے پس غور کرنيکا مقام ہي کہ جن لوگوں نے ابتداء دعوت ميں اسلام قبول کيا اور سب سے پہلے پيغمبر صاحب کے کہنے کو سچ جانا اور اول ہي اول آپ کي نبوت کو تصديق کيا اور بلا توقف بلا تامل کلمہ شہادت پڑھا اور بغير صلاح اور مشورہ اپنے عزيزوں اور رشتہ داروںکے اپنے قديمي دين کو چھوڑ ديا اور اپنے بھائي بندوں سے عليحدہ ہوکر اول ہي اول آپکا دامن رحمت پکڑا اور اپنے دوست آشناؤں سے مخالفت کر کے خلعت اصحاب ہونے اپنے دوش پر رکھا تو ايسے لوگوں کے اسلام کا جو ايسے نازک وقت ميں اپنے باپ دادا کے دين کو چھوڑ کر نئے دين ميں آئے کوئي نہايت قوي سبب ہو گا ورنہ يہہ بات سب جانتے ہيں کہ اپنے قديمي دين کا چھوڑنا اور نيا دين اختيار کرنا نہايت ہي مشکل ہوتا ہي اور اپنے عيش و آرام کا ترک کرنا اور مصيبت اور ايذا ميں پڑنا اور تکليفيں اٹھانا بغير کسي خاص سبب کے کسي کو گوارا نہيں ہوتا پس اگر ہم اس بات کو سوچيں جن سے اول اول صحابہ نے ايمان قبول کيا تو صرف دو سبب معلوم ہوتے ہيں يا دين کي خواہش اور نجات کي اُميد يا دنيا کي طمع اور مال دولت کا لالچ اگر پہلے سبب کو ہم تسليم کريں اور اس امر کو مانيں کہ صحابہ نے اپنے نجات کي اُميد پر دين اسلام قبول کيا تھا اور صرف خدا کي رضامندي کے ليئے اپنے گھر بار کو چھوڑا تھا تو ہمارے وہم ميں بھي يہہ بات نہيں آتي کہ پھر ايسے لوگ کسي وقت ميں اُس دين سے پھر گئے ہوں اور کبھي اُنھوں نے اُس محبت کو جو اُنکو ايمان اور اسلام کے ساتھہ تھي دل سے نکال ديا ہو بلکہ ہم يقين کر سکتے ہيں کہ جن لوگوں نے صرف خدا کي رضا حاصل کرنيکے ليئے اسلام کو مصيبت اور تکليف کے وقت ميں اختيار کيا ہوگا اور برسوں اُس کے پيچھے رنج اور دکھہ اُٹھائے ہونگے وہ کبھي اُس دين سے نہ پھرے ہونگے بلکہ مرتے دم تک اُس پر ويسے ہي ثابت قدم رہے ہونگے اور اگر ہم دوسرے سبب پر نظر کريں کہ وے لوگ دنيا کي طمع اور مال دولت کي لالچ سے مسلمان ہوئے ہوں تو يہہ ايسي بات ہي کہ جسکي نسبت ہم فرضي خيال بھي نہيں کر سکتے اور نہ کوئي شخص جس کو ذرا ايمان اور عقل اور شرم کا پاس ہوگا اس امر کو خيال کر سکتا ہي اس ليئے کہ ابتداء اسلام ميں جو کچھہ دنيا کي طمع تھي وہ ظاہر جو کچھہ دولت اور مال کي حرص تھي وہ معلوم پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ايمان لانا اور مسلمان ہونا صرف نجات آخرت کي اُميد پر تھا اور جب اُس اُميد پر ايمان لانا اُن کا ثابت ہوا تو پھر اُس سے پھرنا اُن کا غير ممکن تھا *

انصاف سے غور کیا اور مذہب اہل سنت کو مطابق کلام الہی کے پاکر اور مذہب امامیہ کو اُس کے مخالف دیکھکر اپنے آبائی دین کے چھوڑنے میں اور تمام کنبہ قبیلہ سے جدا ہونے میں کچھہ کسیکا لحاظ نہیں کیا اور امامیہ مذہب کو جو بفحوای من نسی نهفد نام زنگی ماہور کے مخالف عقاید ائمہ علیہم السلام کے ہی چھوڑکر سچا مذہب اہلسنت و جماعت کا اختیار کیا چونکہ میرے عزیز و قریب اور بھائی بھتیجے اکثر اپنے قدیم مذہب پر ہیں اور مجھے گمراہ جانتے ہیں اِس لیئے میں اُن پر اُن دلائل عقلی کو ظاہر کرتا ہوں جنہوں نے میرے دل کو اُن کے مذہب سے متنفر کیا اور اُن شواہد نقلی کو بیان کرتا ہوں جنکے سبب میں نے مذہب اہلسنت و جماعت کو اچھا جانکر اختیار کیا اسی واسطے میں یہہ رسالہ اہلسنت و جماعت کے مذہب کی خوبیوں میں لکھتا ہوں خدا کرے کہ میرے اقربا و بھائی اسکو بنظر اِنصاف سے دیکھیں اور اپنے باطل عقیدوں کو چھوڑیں اللهم آمین *

تمہید

یہہ سب پر ظاہر ہی کہ دونوں مذہب کا اصل اختلافی مسئلہ معاملہ صحابہ کرام رضوان‌الله تعالی علیہم اجمعین کا ہی کہ اہل سنت اُن کو اچھا جانتے ہیں اور شیعہ اُنکو برا سمجھتے ہیں بلکہ جسطرح پر اہل سنت اُن کو تمام اُمت سے مرتبہ میں اعلی اور افضل اور ایمان اور اِسلام میں سب سے بہتر و عادل جانتے ہیں اُسیطرح پر شیعہ اُن کو سب سے زیادہ تر برا اور خراب حتی کہ کافر اور مرتد کہتے ہیں پس در حقیقت یہی ایک مسئلہ ایسا ہی جسپر دونوں مذہب کے حقیت اور بطلان کا مدار ہی یعنی اگر موافق اصول مذہب اہلسنت کے صحابہ کا ایمان اور اِسلام میں کامل ہونا اور مرتے دم تک اُن کا اُس پر ثابت قدم رہنا ثابت ہو گیا تو بلا شبہہ سنیوں کا مذہب حق اور شیعوں کا مذہب باطل اور اگر برخلاف اُسکے اُن کا کافر اور مرتد ہونا و نعوذبالله من ذلک معلوم ہوا تو شیعوں کا مذہب سچا اور سنیوں کا مذہب جھوٹھا ہی اِسواسطے ہم اول صحابہ کی فضائل بیان کرتے ہیں پھر خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے پھر جواب مطاعن کا جو صحابہ کی نسبت امامیہ کرتے ہیں دینگے *

دلایل عقلی صحابہ کے فضیلت میں *

پہلی دلیل

یہہ سب جانتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا صلی الله علیہ و سلم کو خدا نے عرب میں مبعوث کیا اور مکہ معظمہ میں اول اول حضرت کو اظہار نبوت کا حکم دیا تو اُس وقت میں سب لوگ کافر اور مشرک تھے اور آپ کے عزیز اور قریب اور رشتہ‌دار اور بھائی بند اِس خبر کو سنتے ہی

آپ کے دشمن ہو گئے تھے اور آپ کی تکذیب کرتے تھے کوئی مجنون کہتا تھا کوئی دیوانہ بتلاتا تھا و نعوذباللہ من ذلک اور چھ برس تک باوجود دعوت اور اظہار معجزات کے صرف چند آدمی جو چالیس سے کم تھے مسلمان ہوئے مگر ۶ برس کے بعد کسی قدر جماعت مسلمانوں کی ہو گئی اور دعوت عام اسلام کی شروع ہونے لگی اور ارکان دین کو حضرت نے علی رؤس الاشہاد ظاہر کرنا شروع کیا تب اہل مکہ نے یہاں تک تکلیف اور ایذا دینی شروع کی کہ آخر کار مکہ چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کرنا پڑا اور بعدہ آہستہ آہستہ دین اسلام کی ترقی ہونی شروع ہوئی اور پھر اس قدر جلد اسلام پھیلا کہ چند سال کے عرصہ میں سیکڑوں سے ہزاروں کی اور ہزاروں سے لاکھوں کی نوبت آ گئی اور جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج خدا کے دین میں داخل ہو گئے پس غور کرنیکا مقام ہے کہ جن لوگوں نے ابتداء دعوت میں اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے پیغمبر صاحب کے کہنے کو سچ جانا اور اول ہی اول آپ کی نبوت کو تصدیق کیا اور بلا توقف بلا تامل کلمہ شہادت پڑھا اور بغیر صلاح اور مشورہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروںکے اپنے قدیمی دین کو چھوڑ دیا اور اپنے بھائی بندوں سے علحدہ ہوکر اول ہی اول آپکا دامن رحمت پکڑا اور اپنے دوست آشناؤں سے مخالفت کرکے غضب و عداوت اپنے دوش پر رکھا تو ایسے لوگوں کے اسلام کا جو ایسے نازک وقت میں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین میں آئے کوئی نہایت قوی سبب ہو گا ورنہ یہہ بات سب جانتے ہیں کہ اپنے قدیمی دین کا چھوڑنا اور نیا دین اختیار کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہی اور اپنے عیش و آرام کا ترک کرنا اور مصیبت اور ایذا میں پڑنا اور تکلیفیں اٹھانا بغیر کسی خاص سبب کے کسی کو گوارا نہیں ہوتا پس اگر ہم آپ اس کو سوچیں جن سے اول اول صحابہ نے ایمان قبول کیا تو صرف دو سبب معلوم ہوتے ہیں یا دین کی خواہش اور نجات کی اُمید یا دنیا کی طمع اور مال دولت کا لالچ اگر پہلے سبب کو ہم تسلیم کریں اور اس امر کو مانیں کہ صحابہ نے اپنے نجات کی اُمید پر دین اسلام قبول کیا تھا اور صرف خدا کی رضامندی کے لیئے اپنے گھر بار کو چھوڑا تھا تو ہمارے وہم میں بھی یہہ بات نہیں آتی کہ پھر ایسے لوگ کسی وقت میں اُس دین سے پھر گئے ہوں اور کبھی اُنہوں نے اُس محبت کو جو اُنکو ایمان اور اسلام کے ساتھہ تھی دل سے نکال دیا ہو بلکہ ہم یقین کر سکتے ہیں کہ جن لوگوں نے صرف خدا کی رضا حاصل کرنیکے لیئے اسلام کو مصیبت اور تکلیف کے وقت میں اختیار کیا ہوگا اور برسوں اُس کے پیچھے رنج اور دکھہ اُٹھائے ہونگے وہ کبھی اُس دین سے نہ پھرے ہونگے بلکہ مرتے دم تک اُس پر ویسے ہی ثابت قدم رہے ہونگے اور اگر ہم دوسرے سبب پر نظر کریں کہ وے لوگ دنیا کی طمع اور مال دولت کی لالچ سے مسلمان ہوئے ہوں تو یہہ ایسی بات ہی کہ جسکی نسبت ہم فرضی خیال بھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی شخص جس کو ذرا ایمان اور عقل اور شرم کا پاس ہوگا اِس امر کو خیال کر سکتا ہی اس لیئے کہ ابتداء اسلام میں جو کچھہ دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر ہے کچھہ دولت اور مال کی حرص تھی وہ معلوم پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ایمان لانا اور مسلمان ہونا صرف نجات آخرت کی اُمید پر تھا اور جب اُس اُمید پر ایمان لانا اُن کا ثابت ہوا تو پھر اُس سے پھرنا اُن کا غیر ممکن تھا *

دوسري دليل

جب که هم خلفاء راشدين اور مهاجرين وانصار کے حالات پر نظر کرتے هيں اور اُن کي چال چلن پر خيال کرتے هيں تو اُس سے هم کو يقين کامل هوتا هی که وہ قدم به قدم اپنے پيغمبر کے چلتے تهے اور حرص و هوا کو کسي کام ميں دخل نه ديتے تهے اور شب و روز خدا اور اُس کے رسول کي رضا کے طالب رهتے تهے اُن کے دشمن بهي اِس سے اِنکار نهيں کر سکتے که اُنهوں نے حضرت کي رفاقت کا حق نهايت خوبي سے ادا کيا اور اپنے جانوں اور مالوں کو نهايت خوشي سے حضرت پر فدا کيا کون سي مصيبت رہ گئي که جو کفار نے اُن کو نهيں دي کون سي تکليف باقي رہ گئي که مشرکين نے اُن کو نهيں پهنچائي جب کفار نے پيغمبر خدا کو ستانا اور ايذا دينا شروع کيا اُسوقت اصحاب نبي نے کيسي حمايت اور رفاقت کي اور دعوت اِسلام ميں کيسي سعي بليغ فرمائي جب عرب عامةً اور قريش خاصةً حضرت صلي‌الله عليه و سلم کے ايذا دهي پر مستعد هوئے اُس وقت ياران وي خود را سپروي ساخته از مشرب عشق چه بادها که نه خوردند و چه مستيها که نه کردند و هر گاهکه آنجناب به هجرت و جهاد مامور شد اصحاب وی درمقابله کفار چه رنجها که نه کشيدند و چه غمها که نه چشيدند پس اگر خدا اور اُس کے رسول کي محبت اِن لوگوں کو نه تهي تو کيوں اپني جانوں اور مالوں کو تلف کرتے تهے اور کيوں سختياں اور مصيبتيں اپنے اُوپر اُتهاتے تهے سوچنا چاهيئے که مهاجرين کو کسکے عشق نے گهروں سے نکالا انصار کو کس کي محبت نے ديوانه کيا آخر

رنگين که کرد پنجه مژگانم اينچنين　　　لعل و گہر که ريخت بدامانم اينچنين

ميں حضرات شيعه سے پوچهتا هوں که صحابۂ کبار اور مهاجرين وانصار مصيبت اور رنج کے وقت ميں حضرت کے شريک هوئے يا نهيں اور مال اور جان اور عزت اور آبرو کو آپ پر نثار کيا يا نهيں حضرت کے پيچهے اُنهوں نے اپنے عزيزوں اور قريبونکو چهوڑا يا نهيں اِسلام کے پهيلانے ميں اُنهوں نے تکليف اور ايذا پائي يا نهيں پس يا ايسي بديهيات سے اِنکار کيجيئے يا اِقرار چونکه اِنکار کرهي نهيں سکتے اِس ليئے لازم آيا که اِقرار کريں اور اگر اُن کي محنتوں اور کوششوں کا اِقرار کريں تو پهر ذرا اِنصاف بهي کريں که جسکے پيچهے اُنهوں نے يهه تکليفيں گوارا کي هونگي اُس کي نگاہ ميں کيا کچهه بهي قدر و منزلت اُن کي نهوگي اور جسکي خاطر اُنهوں نے اپنے گهر بار کو چهوڑا هوگا اُس کے دل ميں کيا کچهه بهي محبت اُن کي نهوگي اے يارو تمکو علي مرتضیٰ هي کي قسم هی که اگر مصيبت کے وقت ميں کوئي تمهارا شريک هو اور دکهه درد کي حالت ميں کوئي تمهارا ساتهه دے اور اپنے بهائي بندوں کو چهوڑکر تمهارے همراہ هووے اور اپني جان و مال کو تمهارے پيچهے ضايع کرے تو تمهاري نگاہ ميں اُسکي کچهه عزت اور تمهارے دل ميں اُسکي کچهه محبت هوگي يا نهيں اگر هووے تو وهي مهاجرين وانصار کي نسبت حضرت صلي‌الله عليه و سلم کي طرف سے سمجهو اور اِنصاف کرو که جس وقت لوگ چاروں طرف سے يا ساحر يا مجنون کهکر آپ کا دل دکهاتے هونگے اُسوقت جو لوگ يا رسول‌الله اور يا حبيب‌الله کهکر آپکو پکارتے هونگے اور جب که خويش و اقارب آپ کے آپ کو ستاتے اور تکليفيں ديتے هونگے اُسوقت جو لوگ اپنا سينه سپر کر ديتے اور حضرت کو بچاتے هونگے اُن کي اِس اعانت کي کيا کچهه قدر و منزلت آپ کے نزديک هوتي هوگي ای يارو اگر اِنصاف کي آنکهه بند نه کرو تو صحابه کرام کے مرتبوں کي کوئي اِنتها نهيں هی کون

شخص اِس دنیا میں ایسا هی که اب اُن کے مرتبه پر پهنچے اور اُن کے سا درجه پا سکے کہاں هیں اب رسول خدا که وه دعوت کریں اور اُنکے کنبے قبیلے کے لوگ اُنکو جهٹهلاویں اور هم میں سے کوئی سامهنے آکر صدقت یا رسول‌الله کهکر آپ کے دل کو خوش کرے کہاں هی وه وقت که پیغمبر خدا هجرت کریں اور غار میں جاکر چهپیں اور کوئي هم میں سے اُسوقت ساتهه هووے اور یار غار کہلاوے کہاں هی وه زمانه که فقراء مهاجرین کو لیکر حضرت مدینه میں پهنچیں اور مدینه والے اپنے اُپر مصیبت گوارا کر کے اُنکو اپنے گهروں میں تهہراویں اور انصار کہلاویں ایا اب پهر وه دن مل سکتے هیں که پیغمبر خدا بدر کي لڑائي پر جاویں اور هم لوگ حضرت کے ساتهه هوں اور همارے مدد کے لیئے خدا ملائکه کو بهیجے اور لقد رضي الله عنهم کهکر اپنے رضامندي ظاهر فرماوے اي بهائیو وه زمانه گذر گیا وه وقت باقي نهیں رها جنکو یهه نعمت ملنے والي تهي اُنکو مل گئي جنکو یهه دولت حاصل هونیوالي تهي اُنکو حاصل هوچکي جو لوگ مهاجرین میں داخل هونیوالے تهے وه مهاجرین میں داخل هوگئے جو انصار میں شامل هونیوالے تهے وه انصار میں شامل هو چکے اب هزار جان و مال کو کوئي نثار کرے مگر والسابقون‌الاولون من‌المهاجرین والانصار کي فضیلت پا نهیں سکتا تمام جهاں کي دولت کوئي لٹاوے مگر اصحاب بدر یا یاران بیعت‌الرضوان میں داخل نهیں هو سکتا اِن دولتونکو لینیوالے لیگئے اِن نعمتونکو لوٹنیوالے لوٹ لیگئے *

حریفان بادها خوردند و رفتند تهي خمخانها کردند و رفتند

اي یارو جن لوگوں نے بلا واسطه پیغمبر خدا سے تعلیم پائي اور جن شخصوں نے خود صاحب شریعت سے هدایت حاصل کي کیونکر تمهارے دل میں اُنکي محبت اور تمهاري نظر میں اُنکي قدر و منزلت نهیں هی کیا تمهاري عقل اِسکو قبول کرتي هی که اُن هزاروں لاکهوں آدمیوں میں جو برسوں پیغمبر صاحب کي صحبت اور رفاقت میں رهے کسي کے دل پر ایمان کا کامل اثر نهوا اور اُن بیشمار آدمیوں میں جو نمازوں اور جهادوں میں حضرت کے شریک رهے کوئي اِسلام پر ثابت قدم نرها باوجودیکه حضر اور سفر میں آپ کے همراه رهے شب و روز اپنے کانونسے وعظ و نصیحت سنتے رهے اپنے آنکهوں سے جبرئیل کا آنا وحي کا لانا دیکهتے رهے لیکن اپنے نفاق اور کفر سے (والعیاذ بالله منه) باز نه آئے گو که حضرت نے طرح طرح کے معجزے اُن کو دکهلائے انواع انواع کي دعائیں اُنکے حق میں فرمائیں لیکن نه کسي معجزه کا اُنپر اثر هوا نه کوئي دعا اُنکے حق میں مقبول هوئي بهلا اِنصاف کرو که کوئي مسلمان ایسا عقیده رکهیگا اور اپنے پیغمبر کي شان کو داغ لگاویگا اور اُسکے تمام شاگردوں اور دل مریدوں کو کافر اور مرتد کهیگا ذرا تو سوچو که اگر کسي عالم کے تمام شاگرد جاهل رهیں اور کسي امیر کے مصاحب سب کے سب بد چلن هوں اور کسي ولي کے مرید کلهم اجمعین فسق فاجر هوں تو دنیا اِس سے کچهه بد ظني اُس عالم اور اُس امیر اور اُس ولي کي نسبت لوگوں کو نهوگي بیشک ضرور هوگي پس اِسي طرح پر تمام صحابه کے کفر اور ارتداد پر اعتقاد رکهنا در پرده حضرت کے نبوت میں داغ لگانا هی و نعوذ بالله من ذلک*

تیسري دلیل

اِس کا کوئي اِنکار نهیں کر سکتا که پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و سلم ایسےوقت میں مبعوث هونے

کہ لوگ توحید سے مُنکر ہو گئے تھے عبادت اور اِستعانت میں شرک کرنے لگے تھے معاد پر یقین نہ رہتے تھے عبادت کے طریقوں کو بھول گئے تھے دین ابراھیمي میں تحریفیں کرنے لگے تھے جانوروں کی طرح آپس میں لڑتے اور وحشیوں کے مانند باہم جھگڑتے تھے علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو گئے تھے اخلاق حسنہ کو چھوڑکر جاھلانہ رسموں کے پابند ہو گئے تھے چنانچہ اللہ جلشانہ نے توحید کے بتلانے شرک کے چھڑانے عبادت کے طریقے سکھلانے دین ابراھیمي کے جاري کرنے اخلاق حسنہ کي تعلیم دینے کے لیئے حضرت صلي‌الله علیہ و سلم کو نبوت اور رسالت کا مرتبہ دیا اور تمام بني آدم کے ہدایت کا بار آپ کے اوپر رکھا اور چونکہ بعد حضرت کے خدا کو دوسرا نبي بھیجنا منظور نہ تھا اور سلسلہ نبوت کا آپ کي ذات پر ختم کرنا منظور تھا اِس لیئے جو فضائل اور کمالات اور معجزات جدا جدا اور انبیا علیہم‌السلام کو دیئے گئے تھے وہ سب حضرت کو دیئے گئے اور جو طریقے ہدایت اور تعلیم کے علحدہ علحدہ اور پیغمبروں کو سکھلائے گئے تھے وہ سب حضرت کو سکھلائے گئے بلکہ اِس نظر سے کہ کوئي فرقہ کوئي گروہ آپ کے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور آپ کي ہدایت اور تعلیم مثل بعض اور نبیوں کے بے اثر نہو جاے اور کسي کو کوئي عذر اِیمان اور اِسلام لانے پر باقي نہ رہے اور کسي کو موقع آپ کي نبوت کے اِنکار کرنے کا نہ ملے وہ معجزات حضرت کو دیئے گئے جو اور کسي نبي کو نہیں دیئے گئے اور اُن اُن باتوں کي اِجازت آپ کو دي گئي کہ اور کسي پیغمبر کو نہیں دي گئي اِسیواسطے آپ کي ہدایت کا اثر جلد اور کامل ہوا اور کچھہ ایک ہي ذریعہ سے نہیں بلکہ بہت ذریعوں سے لوگوں نے اِیمان کو قبول کیا جو لوگ فصحا اور بلغا مشہور تھے وہ قران مجید کي فصاحت دیکھکر قایل ہو گئے اور جو لوگ علم و حکمت کا دعوی کرتے تھے وہ آپ کے تعلیم حکیمانہ دیکھکر معتقد ہو گئے جو شخص معجزہ کے طالب تھے وہ معجزات دیکھکر اِیمان لائے جو لوگ شجاعت اور مردانگي میں مشہور تھے وہ میدان جنگ میں مقابلہ کي تاب نہ لا سکے آخر مغلوب ہوکر مطیع بن گئے اور جو غرض اللہ جلشانہ کي آپ کے نبوت سے تھي کہ دین اِسلام تمام دنیا میں پھیل جاے اور سب باطل دینوں پر غالب ہو جاے وہ حاصل ہو گئي لیکن یہہ فائدہ جو بعثت نبوي سے ہوا صرف اھل سنت کے اصول کے مطابق ثابت ہوتا ھی اور موافق اصول مذھب شیعہ کے ہرگز ثابت نہیں ہوتا اِس لیئے کہ جو لوگ حضرت کے سامھنے اِیمان لائے جب اُنکي نسبت یہہ اِعتقاد کیا جاے کہ وہ اِیمان اور اِسلام میں کامل تھے اور دل سے حضرت کے نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اُسپر ثابت قدم رھے تو یہہ امر البتہ تسلیم کیا جا سکتا ھی کہ حضرت کے ہدایت سے جو غرض تھي وہ حاصل ہو گئي مگر جب کہ اُن لوگوں کي نسبت یہہ گمان کیا جاے کہ وہ ظاھر میں مسلمان تھے اور باطن میں عیاذاً باللہ کافر یا حضرت کے وفات کے بعد ھي مرتد ہو گئے تو کس کے مُنھہ سے یہہ بات نکل سکتي ھی کہ حضرت کے ہدایت سے کچھہ فائدہ ہوا حقیقت یہہ ھی کہ جو اعتقاد شیعوں کا بہ نسبت صحابہ کے ھی اُس سے اِلزام آپ کے نبوت پر آتا ھی اور سننیوالے کو مذھب اِسلام پر شبہہ ہوتا ھی اِس لیئے کہ جب کوئي اِس امر پر یقین کرے کہ جو لوگ حضرت پر اِیمان لائے اُن کے دلوں پر کچھہ اثر اِیمان اور اِسلام کا نہ تھا اور وہ صرف ظاھر میں مسلمان اور عیاذاً باللہ باطن میں کافر تھے یا حضرت کے اِنتقال کرتے ھي وہ اُس سے پھر گئے وہ حضرت کے نبوت کي تصدیق کرنہیں سکتا اورکہہ

سکتا هی که اگر حضرت سچے نهي هوتے تو کچهه نه کچهه آنکے هدایت میں تاثیر هوتي اور کوئي نه کوئي دل سے آنپر ایمان لایا هوتا اور منجمله هزاروں لاکهوں آدمیوں کے جو آن پر ایمان لائے سو دو سو آدمي تو ایمان پر ثابت قدم رهتے اگر صحابه کرام تمهارے عقائد باطله کے موافق اسلام اور ایمان میں کامل نه تهے تو پهر وہ لوگ کون سے هیں جن پر حضرت کے هدایت کا اثر هوا اور وے لوگ کتنے هیں جن کو حضرت کے نبوت سے فائدہ هوا اگر اصحاب نبی سواے معدودي چند کے بقول تمهارے سب کے سب عیاذاً بالله منافق اور مرتد تهے تو دین اسلام کو کسنے قبول کیا اور پیغمبر صاحب کي تعلیم اور تلقین سے کسکو نفع پهنچا کن لوگوں نے حضرت کے کهنے سے شرک چهوڑ کر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصوں نے عبادت کے طریقوں کو سیکها کس گروہ نے دین محمدي کو جاري کیا کس فرقه نے ایمان کو پهیلایا ای یارو تمکو تو اسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب کی نبوت کا اقرار ظاهري بهي کرنا نه چاهیئے اگر پیغمبر صاحب پر ایمان لانیوالوں میں سے سو دو سو هزار دو هزار کو تم کافر کهتے یا آن لوگوں کو جو بعد غلبۂ اسلام کے مسلمان هوئے تم منافق جانتے تو صبر آتا مگر افسوس تو اسي بات پر آنا هی که تم آنهیں پر اعتراض کرتے هو جو سب سے پهلے ایمان لائے اور آنهیں کو منافق بتلاتے هو جنهوں نے خدا کے ۂ جاري کیا او ر آن هزاروں لاکهوں آدمیوں میں سے جو حضرت پر ایمان لائے تهے سواے چار چهه ۔ کے کسي کو اچها نهیں کهتے هو بهلا کیونکر ایسے عقیدہ پر تعجب ۔ آ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔س

ذکر ؛
ي پر افسوس نهووے *
تذکرہ
کرتے
ا

چوتهي دلـیـل

هم لوگ کیا شیعه او ر کیا سني پیغمبر صاحب کے زیارت کو افضلترین سعادات اور بهترین قربات سے سمجهتے هیں اورچونکه اب زمانه آپ کے حیات کا نهیں هی اسلیئے آپ کے قبرمبارک کے دیکهه لیفے کو اور آپ کے روضۂ انور کي خاک آنکهوں میں لگانے کو غنیمت جانتے هیں اور اسیکو بهترین سعادت سمجهتے هیں اور اگر کوئي شخص خواب میں آپ کے زیارت سے مشرف هو جاتا هی تو وہ بڑے بزرگوں میں شمار کیا جاتا هی اور حقیقت میں جب تک کوئي شخص نهایت هي نیک اور مخلص اور پرهیزگار نهیں هو تا وہ خواب میں بهي سعادت زیارت سے مشرف نهیں هو سکتا پس نهایت افسوس کا مقام هی که هم آن لوگونکي بزرگي اور فضیلت کا کچهه بهي اعتقاد نه کریں جو برسوں حضرت کي زیارت کرتے رهے اور رات دن آپکے صحبت میں حاضر رهے اور هر لحظه اورهرساعت آپکے دیدار سے مشرف هوئے او رهمیشه آپسے همکلام رهے اور نه صرف زیارت اور صحبت کي سعادت پائي بلکه حضرت کے غم اور خوشي میں شریک رهے اور آپکي یاري اورمددگاري اعلاء کلمةالله میں کرتے رهے

از وطنها مهاجرت کردند ۔۔۔ بر المها مُصابرت کردند
در سفر همرکاب او بودند ۔۔۔ درحضر همخطاب او بودند
همه آثار وحي دیدہ ازو ۔۔۔ همه اسراردین شنیدہ ازو
با نبي در شدائد واهوال ۔۔۔ بذل ارواح کردہ و اموال

پایۂ دین بلند از یشاں شد　　کار شرع ارجمند از یشاں شد
رضي الله عنهم از سوے حق　　بہر ایشان بشارت مطلق

غرضکه صرف زیارت اور صحبت هي حضرت سیدالانبیا علیه التحیه والثنا کے ایسي فضیلت هی که کوئي بزرگي اُسکو نهیں پاتي نه که جب اُسکے ساتهه اور فضائل ذاتي بهي صحابه میں موجود هوں تو پهر اُن کے مراتب اور مدارج کي کیا اِنتها هی *

پانچویں دلـیـل

اِس امر کو سب مسلمان تسلیم کرتے هیں که مکه اور مدینه اِسلام کے اِبتدا اور ترقي کے مقام هیں اور اِنهیں دو جگهوں کو سب دنیا سے بڑهکر عزت هی ایک خدا کا گهر اور رسول کا مولد هی دوسرا حضرت کا شهر اور آپ کا مدفن هی مکه معظمه میں بنیاد اِسلام کي قایم هوئي اور مدینه منوره میں اُسکي ترقي هوئي اور اِن دونوں جگهوں کي بزرگي ایسي هی که کبهي کوئي مذهب باطل اُنمیں جاري نهوگا اور دجال ملعون کا بهي گذر اُنمیں نهوگا پس همکو غور کرنا چاهیئے که اِن دونوں شهر کے رهنے والے ابتک صحابه کي نسبت کیسا اعتقاد رکهتے هیں جو کچهه اُنکا اعتقاد هو اُسیکو اصل اِیمان سمجهنا چاهیئے پس خدا کے فضل سے اُن دونوں شهرونکے رهنے والے بلکه تمام عرب کے باشندونکا جو اعتقاد صحابه کي نسبت هی وه ظاهر هی اگر هم موافق شیعوں کے یهه کهیں که وه سب کے سب گمراه هیں اور باطل اِعتقاد پر اب تک قایم هیں تو اِس سے اصل مذهب اِسلام پر بڑا اِلزام آتا هی کیونکه خداوند نے جهاں اپنے نبي کو پیدا کیا اور جهاں اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا اور جن جگهوں کو عرش و کرسي کے برابر رتبه دیا اور جهاں سے اِسلام اور اِیمان جاري کیا اُنهیں جگهوں کے رهنے والونکو خدا نے ابتک باطل اعتقاد پر قایم رکها اور اُن لاکهوں کروڑوں آدمیوں کو جو اِس باره سو برس کے عرصه میں وهاں پیدا هوئے اور وهاں رهے گمراه رکها اور گمراهي پر اُنکا خاتمه کیا اور ایک مومن کا گذر بهي وهاں نهونے دیا اور ابتک خداے عزوجل کو وهي اصرار هی که اُنهیں بد اعتقادونسے مکه اور مدینه بهرا هوا هی اور وهي گمراهي اور ضلالت ابتک تمام عرب میں پهیلي هوئي هی اور باوجود گذر جانے اِسقدر عرصه دراز کے اب بهي کوئي مومن پاک بغیر تقیه کے وهاں جانے نهیں پاتا اور اپنے اِیمان اور اِعتقاد کو بخوف اپنے عزت اور جان کے ظاهر نهیں کرسکتا قیامت تو قریب آ گئي اِس دنیا کے ختم هونے کے دن نزدیک هوگئے لیکن خدا اُن ظالموں اور بد اعتقادوں سے اپنے گهر اور اپنے رسول کے گهر کو پاک نهیں کرتا اور مومنین سے اُن شهروں کو آباد نهیں فرماتا اور گمراهوں کو ایسے پاک جگهوں سے نهیں نکالتا اگرچه جسقدر زمانه نبوت کا دور هوتا گیا اور اِسلام میں ضعف آتا گیا مذهب شیعوں کا ترقي پاتا گیا اور اُن کے عقاید باطله کو رواج هوتا گیا اور اکثر شهروں اور ملکوں میں اُن کي حکومت بهي هو گئي اور بادشاهت اور سلطنت بهي نصیب هوئے لیکن با ایں همه مکه اور مدینه اور عرب میں جو دین پیغمبر خدا کے وقت میں تها وهي جاري هی اور جو مذهب رسول مقبول کے سامهنے تها وهي اب بهي هی

هست محفل بران قرار که بود　　هست مطرب بران ترانه هنوز

هم حيران هيں كه جب مكه معظمه اور مدينه منورة ميں اِس تيرة سو برس كے عرصه ميں ايک مسلمان پاک اعتقاد نهوا اور ايسے پاک جگهه ميں كسي مومن پاک كا گذر نهوا تو پهر كون سا مقام هوگا جهاں كے رهنے والے مومن اور مسلمان هونگے اور خدا كے گهر اور رسول كے گهر كو چهوڑ كر كس كے گهر ميں ايمان والے رهتے هونگے اى بهائيو بغير اِسكے كه يهه امر قبول كيا جاوے كه اصل دين اور مذهب وهي هى جو مكه اور مدينه كے رهنے والوں كا هى كوئي دوسرا علاج نهيں هى *

شواهد نقلي صحابه كي فضيلت ميں

هم صحابه كرام رضوان الله تعالى عليهم اجمعين كے فضائل كے ثبوت ميں تين قسم كي نقلي شهادتيں بيان كرتے هيں اول وة شهادتيں جو توريت و اِنجيل ميں مذكور هيں دويم وة شهادتيں جو قران مجيد ميں مذكور هيں سويم وة شهادتيں جو ائمهٔ كرام عليهم السلام سے كتب اماميه ميں منقول هيں *

توريت و اِنجيل كي شهادتيں صحابه كي فضيلت ميں *

اِتني بات تو اِماميه مذهب والے بهي جانتے هيں كه جسطرح پر الله جلشانه نے كتب سماوي ميں ذكر پيغمبر خدا صلي الله عليه وسلم كا بطور پيشين گوئي كے كيا هى اُسيطرح [illegible] تذكرة فرمايا هى اور اُنكي صفات اور حالات كو مثالوں ميں بيان كيا هى اور اِس سے اِنكار [illegible] نهيں كرتے كه خدا نے خود فرمايا هى كه (محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم ترىهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله و رضوانا سيماهم في وجوههم من اثر السجود ذلک مثلهم في التورىة ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج شطاه فازرة فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار) (معني) محمد رسول الله كا هى اور جو لوگ ساتهه اُنكے هيں سخت هيں اُوپر كفار كے رحم دل هيں درميان اپنے ديكهتا هى تو اُنكو ركوع كرنيوالے سجدة كرنيوالے چاهتے هيں فضل خدا كا اور رضامندي اُسكي نشاني اُنكي اُنكے چهرے پر هى اثر سے سجدے كے يهه هى صفت اُنكي بيچ توريت كے اور صفت اُنكي بيچ اِنجيل كے جيسے كهيتي نكالے اكهوا اپنا پس قوي كرے اُسكو پس موٹے هو جاويں پس كهڑے هو جاويں اُوپر چهڑي اپنے كے خوش لگتي هى كهيتي كرنيوالے كو تو كه غصه ميں لاوے الله بسبب اُن مسلمانوں كے كافروں كو *

اب هم اُن مثالوں كو جو توريت و اِنجيل ميں مذكور هيں اور جنكي خبر خدا نے جلشانه نے اِس آيت ميں دي هى بيان كرتے هيں *

پهلي شهادت توريت كي

توريت كي كتاب اِستثنا كے تيرهويں باب كے چهٹهويں ورس ميں لكها هى (كه اگر تيرا بهائي يا بيٹا يا جورو يا دوست كوئي تجهے بهسلاوے اور كهے كه آؤ غير معبودوں كي بندگي كرو تو تو اُس كے موافق نه هونا اور اُس كي بات نه سننا اور اُس پر رحم كي نگاه نه ركهنا اور اُس كي رعايت نه كرنا اور

اُسے پوشیدہ نہ رکھنا بلکہ اُس کو ضرور قتل کر ڈالنا اُس کے قتل پر پہلے تیرا ہاتھہ پڑے) پس غور کرنا چاہیئے کہ جو کچھہ حضرت موسیٰ نے اپني قوم سے کہا صحابہ کرام نے اُس کو کر دکھلایا اور جیسي کچھہ شدت اور سختي کافروں پر چاہیئے اُس کا ظہور صرف پیغمبر صاحب کے یاروں کے ہاتھہ سے ہوا اِسي واسطے خدا نے اُن کے شان میں اشداء علےالکفار فرمایا اگرچہ صحابہ کرام کي شدت اور صلابت کا جو دین میں تھے امامیہ اِنکار نہیں کر سکتے مگر ہم اُنکے اِطمینان کے لیئے حضرات شیخین کي حالات کو جو بڑے دشمن شیعوں کے ھیں اور جو صنمی قریش کرکے اُن میں مشہور ھیں بیان کرتے ھیں اوٗر زیادہ تو نہیں کہہ سکتے اِتنا عرض کرتے ھیں کہ اپني ھي کتابوں کي روایتوں کو سنیں اور پھر اُسکو توریت کے مضمون سے اور قران شریف کي آیت سے ملاویں اور خود ھي اِنصاف کریں اور اگر حیا و شرم مانع نہ ھووے تو تعصب اور عناد کو چھوڑکر اُنکي فضیلت کا اِقرار کریں اور اپنے باطل عقیدوں کو چھوڑکر جماعت میں داخل ھو جاویں *

پہلي روایت کہ حضرت صدیق اکبر رضي‌اللہ عنہ نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا

امام اعظم شیعوں کے حضرت شیخ خلي تذکرۃالفقہا کي چھٹھویں فصل میں لکھتے ھیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اُحد کے دن اپنے باپ کے قتل کرنیکا اِرادہ کیا مگر حضرت صلي‌اللہ علیہ و سلم نے منع کر دیا اور فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئي یہہ کام کر لیگا *

پس اى بھائیو خدا کے واسطے ذرا اپنے امام اعظم کے تصدیق کو دیکھو کہ وہ صدیقیت صدیق‌اکبر کو کیسے تصدیق کرتے ھیں اور جو کچھہ توریت میں کفار پر شدت کرنیکا ذکر ھی اُسکو شان میں حضرت ابوبکر صدیق کے کیسا تسلیم کرتے ھیں کیوں یارو اشداء علی‌الکفار کا مصداق کیا سواے اُسکے کوئي دوسرا ھوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ھو اور توریت کے اِس مضمون کا (کہ غیر معبودوں کي بندگي پر پھسلانیوالے کو اگرچہ بھائي یا بیٹا یا جورو یا دوست ھو تو قتل کر ڈالنا اور پہلے اپنا ہاتھہ اُس کے قتل پر اُٹھانا) اطلاق کسي اوٗر پر ھوگا تعجب ھی شیعوں سے اور اُن کے امام اعظم سے کہ ایسي روایت کو تصدیق بھي کریں اور صدیق اکبر کي مستعدي کو باپ کے قتل پر قبول بھي کریں اور پھر اُنکي صدیقیت سے اِنکار فرماویں *

دوسري روایت کہ حضرت عمر فاروق رضي‌اللہ عنہ نے رشتہ‌دارونکے قتل کا مشورہ دیا

تفسیر مجمع‌البیان اور منہج‌الصادقین اور خلاصہ تفسیر جرجاني میں اِمامیہ مذھب کے مفسرین نے لکھا ھی کہ جب بدر کي لڑائي فتح ھوئي اور بہت سے لوگ مکہ کے قید ھوئے جنمیں اکثر مہاجرین

کے عزیز اور قریب تھے اور حضرت نے اُنکے معاملہ میں صحابہ سے مشورہ کیا تب حضرت عمر نے فرمایا (کہ جو کوئي جسکا رشتہ‌دار هی وہ اُسکے حوالہ کیا جاے تاکہ وہ اپنے هاتھہ سے اپنے کافر رشتہ‌دار کو قتل کرے اور خدا کي محبت کے سامھنے رشتہ اور قرابت کا خیال نہ کرے اِسلیئے عقیل علي کو اور نوفل مجھے اور فلاں فلاں کے حوالہ کیا جاوے واسطے قتل کے) *

ای شیعیان پاک ذرا اِس روایت کو اپنے تفسیرونمیں دیکھو اور اِنصاف کرو کہ اشداء علی‌الکفار کا مضمون حضرت عمر پر صادق هی یا نہیں اور جو حضرت موسیٰ نے کفار پر شدت کرنے کے لیئے فرمایا وہ اُنکے حال سے مطابق هی یا نہیں اور اگر اِسپر بھي نہ سمجھو تو خدا تمسے سمجھے*

دوسري شهادت اِنجیل کي

متي کي اِنجیل کے باب ۱۳ کے ورس ۳۱ و ۳۲ میں لکھا هی (کہ آسمان کي بادشاهت رائي کے دانہ کے مانند هی جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت میں بویا اور وہ سب بیجوں سے چھوتا هی پر جب اُگتا هی تب سب ترکاریوں سے بڑا هوتا هی اور ایسا درخت هوتا هی کہ هوا کے پرندے اُسکي ڈالیوں پر بسیرا کرتے هیں) اِس پیشینگوئي کو اِس آیت سے ملانا چاهیئے جو ابھي مذکور هوئي کہ (مثلهم في‌الانجیل کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علیٰ سوقہ یعجب‌الزراع) یعنے خداوند [illegible] کہ پیغمبر کے یاروں کي مثال اِنجیل میں اِسطرح لکھي هی جسطرح ایک چھوتا سا دانہ [illegible] پتي نکلتي هی پھر وہ بڑھتا جاتا هی یہانتک کہ بڑا درخت هو جاتا هی اور دیکھنےوالے کو تعجب آتا هی پس اِس آیت کے مضمون کي اُس عبارت سے اِن[illegible] کي کیسي تصدیق هوتي هی اور اِس سے بہ شهادت قران و بہ شهادت اِنجیل [illegible] یہہ مثال بالکل صحابہ کے حال کے مطابق هی اِسلیئے کہ وہ اول تھوڑے تھے پھر [illegible] بڑا لشکر اُنکا هوگیا جسکي جماعت اور کثرت کو دیکھکر کفار تعجب کرتے تھے اور اُنکي قوت [illegible] دیکھکر جلے مرتے تھے پس جو کوئي اُنکي بزرگي کا قائل اور اُنکي فضیلت کا معتقد نہو وہ درحقیقت قران اور اِنجیل اور تمام کتب سماوي کا منکر هی ای صاحبو اگر صحابہ رسول کے اِیمان اور اِسلام کے تم قائل نہیں هو تو مہرباني کرکے ذرا اِرشاد فرماؤ کہ والذین معہ سے کیا مراد هی یعنے وہ کون لوگ حضرت کے ساتھہ تھے جنکي صفت الله جلشانہ اِس آیت میں فرماتا هی اور اشداء علی‌الکفار کا مصداق بتلاؤ کہ وے کون حضرات تھے جو کفار پر سختیاں کرتے تھے اگر صحابہ کبار سواے چار چھہ کے سب کے سب منافق اور کافر تھے و نعوذبالله‌من ذلک تو وے کون لوگ تھے جنکے سبب سے اِسلام ایک دانہ سے بڑا درخت هو گیا اور وہ کتنے شخص تھے جنکو کفار دیکھکر غیظ میں آتے تھے کیا کسي کے قیاس میں آ سکتا هی کہ چار چھہ شخصوں کو دیکھکر کافر جلتے هوں اور معدودي چند کے اِیمان لانے پر تعجب کرتے هوں اگر هزاروں آدمي مسلمان نہیں هو گئے تھے اور وے سب کے سب اِیمان میں کامل نہ تھے تو الله جلشانہ فاستغلظ فاستوی علیٰ سوقہ کیوں فرماتا اور اگر هزاروں شخص اِسلام نہیں لائے تھے تو کن کو دیکھکر کفار کو غصہ آتا پس جب تک کوئي صحابہ کے فضیلت اور اُن کے کثرت کو تصدیق نہ

کرے وہ اِن آیتوں کو بھي تصدیق کر نہیں سکتا ای یارو خدا کي قسم سچ جاننا اور یقین کرکے ماننا کہ همکو نہایت هي تعجب آتا هی کہ جو لوگ ایسي آیتوں کو تصدیق کرتے هیں اور جو مثال اِنجیل میں مذکور هی اُس کو پیغمبر خدا کے نبوت کي نسبت پیشینگوئي پر محمول کرتے هیں اور پهر صحابہ کبار کي فضیلت اور کثرت سے اِنکار کرتے هیں اور ایسي آیتوں اور پیشینگوئیوں کو صرف چار چهہ شخصوں پر ختم کرتے هیں اور صحابہ سے عداوت رکهکر لیغیظ بهم الکفار کي تهدید سے ذرا بهي نہیں ڈرتے *

قران مجید کي شہادتیں صحابہ کي فضیلت میں

پہلي آیت

کنتم خیرامة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر و تؤمنون بالله ولوامن اهل الکتاب لکان خیرالهم منهم المؤمنون و اکثرهم الفاسقون معني تم بہترین اُمت هو چن لیئے گئے هو آدمیوں کے لیئے حکم کرتے هو نیک باتوں کا اور روکتے هو بري باتوں سے اور ایمان رکهتے هو خدا پر اور اگر اِیمان لاتے اهل کتاب تو بہتر هوتا اُن کے حق میں بعضے اُن میں سے مومن هیں اور اکثر فاسق *

اِس آیت میں الله جلشانہ صحابہ کي فضیلتونکو اور اُنکي بزرگیوں کو خود اُن سے بیان فرماتا هی اور اُنسے مخاطب هوکر اِرشاد کرتا هی کہ تم بہترین اُمت سے هو اور تمکو میں نے اور مخلوق سے منتخب کر لیا هی تاکہ لوگوں کو هدایت کرو چنانچہ تم جس کام کے واسطے مقرر هوئے وہ کرتے هو اور جو خدمت تمهارے سپرد هوئي اُسکو ادا کر رهے هو تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر کہ لوگوں کو نیک کام سکهلاتے هو اور بري باتوں سے بچاتے هو *

جو شخص ذرا غور اور اِنصاف سے دیکهے تو یهي ایک آیت عقاید شیعیان عبدالله ابن سبا کے بطلان پر کافي هي کہ خداوند کریم جب کہ اصحاب رسول کي نسبت فرماوے کہ وہ بہترین اُمت سے هیں اور واسطے هدایت بني آدم کے پیدا کیئے گئے هیں اور اُنکے افعال حسنہ کي تصدیق کرے کہ وہ امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کرتے هیں اور باوجود اِس کے حضرات شیعہ اُنکو بد ترین اُمت سے جانیں اور اُن کي بزرگي اور فضیلت سے اِنکار کریں *

هم نہایت تعجب کرتے هیں کہ ایسي صریح آیتوں اور ایسي صاف شہادتوں پر بهي وے اپنے عقیدہ کے فساد پر خیال نہیں کرتے اور ذرا بهي قران مجید کے لفظوں کو نہیں دیکهتے اگر صحابہ کبار بہترین اُمت سے نہیں تهے تو خدا کا یہہ خطاب کہ کنتم خیر اُمة یعنے بہترین اُمت سے هو کس سے هی اور اگر اُن کے اعمال نیک نہ تهے تو الله جلشانہ کا یہہ اِرشاد کہ تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر کہ تم نیک کام اوروں کو بتلاتے هو اور برے کاموں سے منع کرتے هو کسکي طرف هی اگر وے سچے دل سے اِیمان نہیں لائے تهے تو خدا کے اِس تصدیق کے کہ تؤمنون بالله کہ تم خدا پر سچے دل سے اِیمان رکهتے هو کیا معني هیں *

یہہ آیتیں تو ایسي صاف هیں کہ اُن میں کوئي تاویل اور کوئي بناوٹ هو هي نہیں سکتي

سیدھي سیدھي لفظوں میں الله جلشانه صحابه کے ایمان اور اعمال کو بیان کر رہا ھی اور کمال عنایت سے اُنھیں سے مخاطب ھوکر خود اُنکي تعریفیں کر رہا ھی لیکن ھمکو سخت حیرت ھی که شیعیان پاک کے نزدیک اِس آیت کے الفاظ کیا مہمل ھیں جنکي کچھه معني نه ھوں یا یهه کوئي لغز اور پہیلي ھی جو اُس کا مطلب اُن کي سمجهه میں نه آوے یا کوئي دقیق معما ھی که وہ اُس سے حل نهو سکے یا اُنکے عقیدہ میں یهه الفاظ قران کے نہیں ھیں اور جامع قران نے اپني اور اپنے بھائیوں کي بزرگي ظاھر کرنے کے لیئے بڑھا دیئے ھیں که اُسپر ایمان نه ھو آخر اِن باتوں میں سے اگر کوئي بات نہیں ھی تو یهه کیا بات ھی که اِس کا اِقرار کرتے جاتے ھیں که یهه آیتیں خدا کي کتاب کي ھیں اِسکو تصدیق کرتے جاتے ھیں که صحابه کي شان میں نازل ھوئي ھیں اور پھر صحابه کي فضیلت پر اِعتقاد رکھنے کا کیا ذکر اُنکے اِیمان اور اِسلام کي بھي تصدیق نہیں کرتے اور جنکو خداوند کریم (خیر اُمة) فرماوے اُن کو (شر اُمة) سمجھتے ھیں اور جنکي نسبت خدا (تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر) کہے اُن کے حق [illegible] (یامرون بالمنکر و ینھون عن المع[illegible]) کہتے ھیں اگرچه یهه آیات بینات قران مجید [illegible] صریح اور صاف ھیں که [illegible] لیکن ھم حضرات شیعه کے اطمـ[illegible] خاطر کے لیئے اُنھیں کے [illegible] تفسیر مجمع البیان طبرسي میں (جو که تمھارے تفسیروں میں سے بہت [illegible] بمقام طهران دارالسلطنت ایران چھپي ھی) اُس کے صفحه ۰۰ [illegible] امر و نہي کا ذکر کیا پیچھے اُسکے اُن لوگوں کا بیان کیا جو [illegible] ھیں اور اِس واسطے اُن لوگوں کي تعریف کي تاکه اَور لوگ اُن کي پیروي کریں اور اِسواسطے اُنھیں سے مخاطب ھوکر فرمایا که تم بہترین اُمت سے ھو) اور اِس واسطے که کسي کو شبهه نه رہے که یهه خطاب کنتم خیر اُمة کا کس سے ھی اُسي تفسیر میں فرمایا ھی که † (بعضوں نے لکھا ھی که مراد اِس سے خاص مہاجرین ھیں اور بعضوں نے کہا ھی که یهه خطاب صحابه سے ھی لیکن اَور اُمت بھي شامل ھیں) ای یارو اِس تفسیر کو دیکھو اور اپنے مفسر کي تصدیق پر غور کرو که وہ خود اِقرار کرتا ھی که خدا نے اِن آیتوں میں صحابه کا ذکر اِس لیئے کیا که اَور لوگ اُنکي پیروي کریں تو کیا پیروي اِسي کا نام ھی جو تم کرتے ھو اگر بیزاري تمھاري اِصطلاح میں بمعني پیروي ھی تو بیشک تم خدا کے کلام کي تصدیق کرتے ھو ورنه صریح تکذیب *

اِس مقام پر جاھلوں کو کنتم کے لفظ پر ایک شبهه پیدا ھو سکتا ھی که خدا صحابه سے فرماتا ھی که (تم بہترین اُمت سے تھے) اِس سے یهه ثابت نہیں ھوتا که وہ اخیر تک ویسے ھي رہے ھوں شاید بعدہ بدترین اُمت سے ھو گئے ھوں، لیکن اُنھیں کے علامه طبرسي نے اِس کا بھي جواب دے دیا چنانچه اپني تفسیر میں علامۀ موصوف لکھتے ھیں که ‡ (کنتم خیر اُمة الله جلشانه نے واسطے تاکید کے فرمایا که ضرور ایسا ھي ھوگا اور اُسکے وقوع میں کچھه شک نه ھوگا اور صحابه جیسے بہتر ھیں ویسے ھي رھینگے اور اِسکي مثال یهه ھی که خدا اپني نسبت فرماتا ھی وکان الله غفور رحیما تو کیا اِسکے معني یهه ھیں که خدا تھا بخشنیوالا مہربان اور اب نہیں ھی یا آیندہ نه رھیگا) غرض که جب اِن آیتوں اور تفسیروں سے صحابه کي فضیلت ثابت ھوگئي اور کوئي موقع اُنکي بزرگي کے اِنکار کا نرھا تب بعض

* لما تقـ[illegible]
النھي [illegible]
من تصد[illegible]
مد جھـ[illegible]
الاقتداء
[illegible]

† واخذ[illegible]
بالخطاء
المھاجر[illegible]
قيل
للصحابة
الامة

‡ ورابعھ[illegible]
دخولها ک[illegible]
تاکیداً لو[illegible]
لانه بمنزلة
الحقیقة و[illegible]
تعالی وا[illegible]
قلیل وفي
کنتم قلیلا
قوله تعالی
رحیما
المستانفة
تحقیق الو[illegible]
مجمع ال[illegible]

حضرات نے اپنا قدم دوسري راہ پر اُٹھایا اور قرآن مجید کي تحریف کا اقرار کیا چنانچہ بعضوں نے فرمایا ھی کہ بجاے (کنتم خیر اُمۃ) کے (خیرائمۃ) تہا اور یہہ خطاب خدا نے اماموں سے کیا تھا کہ (کنتم خیرائمۃ) یعنے تم سب اماموں سے بہتر ھو مگر جامعان قرآن نے بجاے ائمہ کے لفظ اُمت کا بنا دیا اگرچہ اور علماء شیعہ کو کسیقدر حیا نے منع کیا اور اُنہوں نے اِس جواب کو پسند نہیں کیا مگر جاننےوالے جانتے ھیں کہ اثر اُسکا ابتک باقي ھی چنانچہ جناب میرنصاحب قبلہ بھي اپنے حدیقہ سلطانیہ کے باب سویم میں اِسکا ذکر کرتے ھیں اور اپنے پدر بزرگوار کي صوارم کا حوالہ دیکر یوں اِرشاد فرماتے ھیں کہ (تغیٖر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیزاست یکے تبدیل لفظے بہ لفظ آخر مثلاً اینکہ گفتہ شود بجاے کنتم خیراُمۃ خیرائمۃ بودہ لکن بعضے از اعداے اھلبیت ان را تبدیل نمودہاند) اور پھر اخیر پر خود ھي فرما دیا ھی کہ (وجہہ اول بعیداست) ھمارے نزدیک بجاے اِسکے کہ خیراُمت کي تصدیق کرکے صحابہ کے خیراُمت ھونے سے اِنکار کریں شیعیان پاک کے حق میں یہي بہتر ھی کہ بجاے خیراُمۃ کے خیرائمہ کے ھونیکا اِقرار کریں اور تحریف قرآني کے عذر سے اپنے آپ کو صریح منکر آیات بینات کا نہ بناویں افسوس کہ جناب میرنصاحب قبلہ اور اُنکے والد ماجد اِنتقال فرما گئے ورنہ میں اُس حدیقہ سلطانیہ اور صوارم لیئے ھوئے خدمت میں حضرات کے حاضر ھوتا اور پوچھتا کہ کنتم خیراُمۃ صحیح ھی یا کنتم خیرائمۃ اگر فرماتے کہ کنتم خیرائمۃ صحیح ھی اور خیراُمۃ تحریف جامعین قرآن کي ھی تو بندہ عرض کرتا کہ اُس وقت اور ائمہ کرام سواے علي مرتضیٰ کے کون تہا اور کس نے امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کیا تہا جسیے خدا یہہ خطاب کرتا اور جنکي یہہ فضیلتیں بیان کرتا اور اگر فرماتے کہ نہیں خیراُمۃ صحیح ھی تو کمترین اِلتماس کرتا کہ پھر اُس گروہ سے جسکو خدا خیراُمۃ فرماتا ھی اور جسکي آپ بھي تصدیق کرتے ھیں بیزاري کفر ھی یا نہیں اور اُنکے آگے اُنہیں کي کتاب کھولکر اُسکے صفحہ ۱۸۶ کے یہہ عبارت نکالکر پوچھتا کہ حضرت اِسکا کیا مطلب ھی وھوھذہ (ازانجملہاست آنچہ از حضرت صادق علیہالسلام ماثوراست کہ فرمود ان ھذالقرآن فیہ منارالھدي و مصابیحالدجي یعنے دریں قرآن انوار ھدایت و چراغہاے دور کنندہ تاریکي ضلالت و غوایت روشناست) اور قسم دیکر پوچھتا کہ تمکو اپنے اجتہاد ھي کي قسم ھی کہ جس قرآن کو اِمام صاحب فرماتے ھیں کہ اُسمیں انوار ھدایت اور چراغ روشن ھیں اُسمیں صحابہ کي نسبت کیا لکھا ھوا ھی اگر کنتم خیراُمۃ اخرجت للناس لکھا ھی تو پھر آپ کیوں اُس سے اِنکار کرتے ھیں اور کیوں روشني چھوڑ کر تاریکي میں پڑتے ھیں اور پھر اُسي کتاب کي یہہ عبارت نکالتا کہ (از حضرت اِمام محمد باقر علیہالسلام منقول است کہ در ھنگامیکہ فتنہا برشما ملتبس شود مانند پارھاے شب تار پس رجوع آرید بہ قرآن کہ شفاعت کنندہ و مقبولالشفاعت است ھرکسیکہ آن را پیش نہد اللہ اورا براہ جنت میبرد) اور یہہ کہتا کہ قبلہ و کعبہ سنیئے آج کل کوئي فتنہ اِس سے بڑھکر نہیں ھی کہ ھم صحابہ کو بہترین اُمت سے جانتے ھیں اور آپ بدترین اُمت سے اور نہ آپ ھماري مانتے ھیں نہ ھم آپکي اب آپ آئیئے اِمام باقر علیہالسلام کے قول پر عمل کیجیئے اور قرآن سے رجوع کیجیئے اگر اُسمیں کنتم خیر اُمۃ صحابہ کي نسبت ھو تو بس راہ جنت کي اِختیار کیجیئے اور اپنا مذھب چھوڑیئے اور اگر اُسمیں کنتم شراُمۃ اُنکي نسبت ھو تو ھم کو اپنے مذھب میں لیجیئے اور تاریکي سے

نکالیئے معلوم نهیں که اگر حضرات موصوف زنده هوتے تو کیا جواب دیتے اور خبر نهیں که اب آنکے جانشین کیا جواب دینگے *

دوسري آیت

فالذین هاجروا واخرجوا من دیارهم واوذوا في سبیلي وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنهم سیئاتهم ولادخلنهم جنات تجري من تحتها الانهار ثوابا من عندالله والله عنده حسن الثواب *

اِس آیت میں الله جلشانه مهاجرین کي تعریف کرتا هی اور آنکے جنتي هونیکي بشارت دیتا هی اور فرماتا هی که جن لوگوں نے میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کنبه قبیله کو چھوڑا اور جنپر میرے اوپر اِیمان لانے سے تکلیفیں پهنچیں اور جنکو میري راہ میں اِیذائیں دي گئیں تو میں بهي اپنے ایسے سچے اِیمان لانیوالوں اور پکے مسلمانوں سے بڑي مهرباني سے پیش آؤنگا اور آنکي محنتوں اور مصیبتوں اور جانفشانیونکا آنکو اچھا بدلا دونگا آنکے گناهونسے درگذر کرونگا آنکي بھول چوک کو نه دیکھونگا بلکه آنکے گناهونکو نیکیونسے بدل دونگا اور بے پوچھے بتلائے آنکو ایسے جنتوں میں جگهه دونگا جنکے نیچے نهریں بهتي هیں جهاں آنکو نه کچهه غم رهیگا نه رنج نه کوئي فکر آنکو رهیگي نه کهٹکا اور یهه ثواب آنکو اپنے طرف سے دونگا اور اپني فضل اور مهرباني سے آنکے اعمال سے بهت بڑهکر آنکو درجه عطا کرونگا اب اِن آیتوں کو دیکھکر مهاجرین کی فضیلت اور بزرگي پر [illegible] ذیل جن آنکا ذکر کرتا هی اور آنکے مدارج [illegible] فرماتا هی اور آنکے قطعي جنتي هونے کا اِقرار کرتا هی اور آنکے گناهوں اور سیئات سے درگذر کرنے کا اور نیکیونسے بدل دینے کا وعده کرتا هی اور آنکے اعمال کے جزا میں جو کچهه دیگا وہ تو ایک طرف اپنے طرف سے براہ تفضلات ثواب دینے کا بیان کس مهرباني سے فرماتا هی پس اب اِن آیتوں کے دیکھنے والوں سے هم عرض کرتے هیں که جن مهاجرین کي نسبت خدا نے یهه وعدے کیئے هیں اور جنکے بهشتي هونے کا ذکر فرمایا هی وہ کون تھے کیا وہ لوگ مهاجرین نه تھے جنکا نام ابوبکر اور عمر اور عثمان هی اور کیا گھر بار چھوڑنے والوں میں وہ اشخاص نه تھے جنکو شیعه برا جانتے هیں اور کیا یهه لوگ اِس آیت سے مستثني کر دیئے گئے هیں اور کیا یهه اشخاص (لاکفرن عنهم سیئاتهم) کے وعده سے خارج کر دیئے گئے هیں ای بهائیو اِس آیت کو پڑهکر اب تم مهاجرین کے گناهوں کے ڈهونڈهنے میں اوقات ضایع نه کرو اور آنکے برائیوں کي تلاش میں اپني عمر نه گنواؤ اگر دو چار عیب آنکے تمنے ڈهونڈه بهي لیئے توبهي جب تک تم مهاجرین میں هونے سے آنکا اِنکار نه کروگے اور جب تک تم آنکے هجرت کا اِقرار کرتے رهوگے تمهاري عیب جوئي اور نکته چیني کچهه کام نه آویگي اور اِس سے آنکے یقیني جنتي اور قطعي بهشتي هونے میں کچهه ضرر نهوگا اِسلیئے که وہ خود فرما چکا هی که لاکفرن عنهم سیئاتهم که میں آنکے گناهوں سے درگذر کرونگا اور ضرور ضرور آنکو جنت میں داخل کرونگا اِسلیئے که وہ میرے پیچھے گهرونسے نکالے گئے میري بدولت رنجوں اور مصیبتوں میں گرفتار هوئے اپنے دوستوں کو چھوڑ کر میرے دوست کے ساتهه هوئے اپنے محبوبوں سے جدا هوکر میرے محبوب کے شریک هوئے پس آنکا هجرت هي کرنا ایک ایسا عمل هی که هزار اعمال اور لاکهه عبادت اور کروڑ نیکیونسے بهتر هی *

تیسري آیت

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه واعدلهم جنات تجري تحتها الانهار خالدين فيها ابدا *

اِس آیت میں الله جلشانه مهاجرین اور انصار کي نسبت اپني رضامندي ظاهر فرماتا هي اور اُن کو اور اُنکي پیروي کرنیوالوں کو جنت کي خوشخبري پهنچاتا هی همارے نزدیک اگر کوئي شخص اِس آیت پر ذرا بهي غور کرے اور اُسکے مطلب کو سوچے تو وہ هرگز صحابه کبار اور مهاجرین اور انصار کي نسبت سواے فضیلت اور بزرگي کے دوسرا اعتقاد نه رکهے اِس لیئے که جب اُن کے شان میں خدای جلشانه فرماوے که (رضي الله عنهم و رضوا عنه) که میں اُن سے راضي اور وہ مُجهه سے راضي اور اُن کے حق میں الله تبارک و تعالی اِرشاد کرے که (اعدلهم جنات) که طیار کر رکهي گئي هیں اُن کے لیئے جنتیں اور آراسته کر دي گئي هیں اُن کے واسطے بهشتیں تو پهر کون هی که اُنکي فضیلت کا قایل نهو پس شیعیان پاک کو صرف اِس قدر غور کرنا چاهیئے که مهاجرین اور انصار میں صحابه کبار جن سے وہ عداوت رکهتے هیں داخل هیں یا نهیں اگر هیں تو پهر اُنکے جنتي هونے میں کیا شک هی اور اگر نهیں هیں تو یهه خطاب خدا کا کس سے هی ای بهائیو ذرا سوچو که قران مجید پر ایمان اِسي کا نام [illegible] مندي ظاهر [illegible] اُن سے تم ناراض هو اور جنکے جنتي هونے کي خدا [illegible] اِس آیت پر بهي کوئي اِیمان نه لاوے اور یهه شبهه کرے که اِس میں خلفاء ثلثه کے نام تو مذکور هي نهیں هیں اِس سے اُن کي فضیلت کا اِنکار مستلزم اِنکار آیت نهیں هی تو اُسکے شبهه دور کرنے کے لیئے هم امام باقر علیه السلام کي شهادت پیش کرتے هیں اور جس طرح پر اُنهوں نے خلفاء ثلثه کو داخل حکم اِس آیت کے بیان کیا هی اُسکو هم بیان کرتے هیں اُس کو ذرا دل سے سنو اور اپنے هي مذهب کي کتاب سے اُس کي سند لو (و هو هذه)

* صاحب الفصول نے امام باقر علیه السلام سے روایت کي هی که (ایک روز حضرت امام باقر علیه السلام کا گذر ایک جماعت پر هوا جو که خلفاء ثلثه کي عیب جوئي کر رهے تهے آپ نے پوچها که مجهے بتلاؤ که تم اُن مهاجرین میں سے هو که جو خدا کے لیئے گهر سے نکالے گئے اور خدا کے لیئے اُن کا مال لوٹا گیا اور جنهوں نے خدا اور رسول کي مدد کي اُنهوں نے کها که نهیں هم اُن میں سے نهیں هیں تب آپ نے پوچها که پهر کیا تم اُن لوگوں میں سے هو که جنهوں نے دار هجرت میں اور دار اِیمان میں گهر بنایا تها اور مهاجرین کو آرام دیا تها اُنهوں نے کها که نهیں تب آپ نے کها که خود تم بیزار هوئے اور نهیں چاهتے که دونوں فریق میں سے هو اور میں اِس بات کي گواهي دیتا هوں که تم اُن میں سے بهي نهیں هو جنکي نسبت خداوند تعالی فرماتا هی که جو لوگ بعد اِن مهاجرین اور انصار کے آوینگے وہ ایسے مومن هونگے که یهه دعا کیا کرینگے که الٰهي همارے اور همارے اگلے بهائیوں کي جو هم سے اِیمان میں سبقت لے گئے هیں مغفرت کر اور همارے دلوں میں مسلمانوں کي طرف سے کینه مت رکهه بیشک تو نرمي کرنیوالا مهربان هی) *

ای بهائیو تم اپنے آپ کو امامیه کهتے هو اور ائمه کرام کے اقوال کو کم از آیات نهیں سمجهتے

* انه قال لجماعة خاضوا في ابي بكر وعمر وعثمان الا تخبروني انتم من المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم و اموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا و ينصرون الله ورسوله قالوا لا قال فانتم من الذين تبوؤ الدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجر اليهم قالو لا قال اما انتم فقد برئتم ان تكونوا احد هذين الفريقين و انا اشهد انكم لستم من الذين قال الله تعالى والذين جاؤ من بعدهم يقولون ربنا اغفرلنا و لاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنو ربنا انك رؤف رحيم

مگر نہیں معلوم کہ اُن اقوال کو جو صحابہ کے فضایل میں ھیں کیوں نہیں مانتے اور کیوں اپنے اماموں کي پیروي نہیں کرتے اور کیوں اُن کو صحابہ کے فضائل بیان کرنے میں جھوٹھا جانتے ھو غرض کہ اِس حدیث سے امام باقر علیہ‌السلام کے ثابت ھوا کہ اُنکے نزدیک خلفاء ثلثہ اِس آیت کے حکم میں داخل ھیں اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدا نے مہاجرین اور انصار سے کیئے اُن میں وہ شریک ھیں اور یہہ بھي ظاھر ھوا کہ جو لوگ اُنکي عیب‌جوئي کرتے تھے اُنسے حضرت امام موصوف بیزار تھے اور اُنکو اِسلام اور اِیمان سے خارج سمجھتے تھے پس سواے تقیہ کے اور تو دوسرا کوئي جواب ھو ھي نہیں سکتا لیکن معلوم نہیں کہ کہاں تک تقیہ کا عذر کیا کرینگے اور کب تک تقیہ کو ڈھال بنائے رھینگے افسوس ھی نہ جب خدا صاف صاف مہاجرین اور انصار کي تعریف کرے اور ائمہ علیہم‌السلام خلفاء ثلثہ کي صاف فضیلت بیان کریں اور پھر بھي حضرات شیعہ قائل نہ ھوں اب معلوم نہیں کہ مہاجرین اور انصار کي فضیلت کے لیئے کیسي دلیل چاھتے ھیں *

حضرات شیعہ بعض مرتبہ یہہ شبہہ بیان کرتے ھیں کہ اللہ جلشانہ نے اُن مہاجرین اور انصار کي تعریف کي ھی جنھوں نے خاص خدا کے لیئے ھجرت اور نصرت کي تھي نہ کہ اُنکي جنھوں نے دنیا کي طمع سے ھجرت اور نصرت کي تھي اِس شبہہ کو ھم تین طرح سے رد کرتے ھیں اول یہہ کہ جب مہاجرین نے ھجرت کي اور انصار نے نصرت اُس وقت دنیا اور دولت کہاں تھي جسکي طمع ھوئي ھو جب مہاجرین نے مکہ سے ھجرت کي تب کیا مدینہ میں کسي [illegible] کو مال تھي جسکے لوٹنے کے لیئے گئے ھوں یا جب انصار نے مہاجرین کي [illegible] ٹھہرایا تو کیا مہاجرین کچھہ بہت سا مال اپنے ھمراہ لیکر گئے تھے جسکے چھین لیئے اور لوٹ لیئے کي نیت سے اُنھوں نے اُن کي مدد کي ھو اگر مہاجرین نے خدا کے لیئے ھجرت اور انصار نے اللہ کے واسطے نصرت نہیں کي تو پھر اُنکي ھجرت اور نصرت کا کیا سبب تھا دوسري اگر تمام مہاجرین اور انصار نے ھجرت اور نصرت دنیا کي طمع پر کي تھي تو خدا کا مہاجرین اور انصار کي تعریف کرنا معاذ اللہ فضول اور مہمل ھوا جاتا ھی اِسلیئے کہ جب کسي نے خدا کے لیئے ھجرت اور نصرت نہیں کي تو خدا کس کے شان میں والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار فرماتا ھی اور جب سب کے سب منافق تھے تو کن کي نسبت لقد رضي‌اللہ عنھم و رضواعنہ اِرشاد کرتا ھی اور اگر بعضوں کي ھجرت اور نصرت خدا کے لیئے اور بعضوں کي دنیا کے لیئے تھي اُنکا نشان دیجیئے کہ وے کتنے صاحب تھے جنھوں نے خدا کے لیئے ھجرت اور نصرت کي جب نام لینا اور نشان دینا شروع کروگے تو سواے تین چار کے اور کوئي نہ نکلیگا اور تین چار کي ھجرت اور نصرت کے ثبوت سے کچھہ فائدہ حاصل نہ ھوگا تیسري اللہ جلشانہ نے خود اپني کتاب پاک میں اِس شبہہ کو دور کر دیا اور اپنے مہاجرین اور انصار کي طرف سے جواب دے دیا چنانچہ اور دو آیتوں میں اللہ جلشانہ نے اِس امر کو تصدیق کر دیا کہ مہاجرین اور انصار نے جو کچھہ کیا وہ میرے ھي واسطے کیا ھی چنانچہ ھم دو آیتوں کو ایک مہاجرین کي نسبت دوسري انصار کي نسبت بیان کرتے ھیں *

پہلي آیت اللہ جلشانہ مہاجرین کے نسبت فرماتا ھی کہ (الذین اخرجوا من‌دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنااللہ) کہ جو لوگ نکالے گئے اپنے گھروں سے اُنسے کوئي قصور نہیں ھوا تھا سواے اِسکے کہ وہ

اللہ کو اپنا پروردگار کہتے تھے اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے پس اِس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ مہاجرین کے ہجرت کا باعث سواے اِسکے دوسرا نہ تھا کہ کفار اُنکے اِسلام لانے سے خفہ ہو گئے تھے اور اُنکے خدا کو رب کہنے سے ناراض ہو گئے تھے کہ اِسي قصور میں اُنہوں نے اِیذا دینی شروع کي اور بہ مجبوري اُنکو گھر بار چھوڑنا پڑا اب اِس آیت کو بھي سنکر اگر حضرات شیعہ یہہ کہیں کہ مہاجرین نے بہ طمع دنیا کے ہجرت کي تھي تو اُنکو زیبا ہی ہمارے تو منہہ سے ایسي بات نکل بھي نہیں سکتي *

دوسري آیت اللہ جلشانہ انصار کے شان میں فرماتا ہی (والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجرالیھم ولا یجدون في صدورھم حاجة مما اوتوا ویوثرون علي انفسھم ولوکان بھم خصاصة ومن یوق شح نفسه فاولئک ھم المفلحون) کہ جو لوگ مہاجرین سے پہلے مدینہ میں رہتے ہیں وہ چاہتے ہیں اُن لوگوں کو جو ہجرت کرکے آویں اُنکے پاس اور جو کچھہ مہاجرین کو دیا جاتا ہی اُسکا کچھہ خیال نہیں کرتے اور اُس سے رنجیدہ نہیں ہوتے اگرچہ وے خود بھي محتاج ہیں اور اپنے جانوں سے زیادہ مہاجرین کو چاہتے ہیں اور کچھہ بھي حرص و طمع نہیں رکھتے اور جو ایسے ہیں وہ فلاح پاوینگے پس دیکھنا چاہیئے کہ خدا انصار کي نصرت کي کیسي تعریف کرتا ہی اور اِس امر کي کہ اُنکي نصرت صرف واسطے خدا کے ہی کیسي تصدیق فرماتا ہی پس اب ہم حیران ہیں کہ جب اللہ جلشانہ مہاجرین کے ہجرت کو صرف اپنے واسطے فرماوے اور انصار کي نصرت کو فقط اپنے لیئے تصدیق کرے اور پھر شیعوں کے منہہ سے یہہ بات نکلے کہ اُنکي ہجرت اور نصرت دنیا کے واسطے تھي ای یارو ذرا تو سوچو کہ تم خدا کے کلام کي تصدیق کرتے ہو یا تکذیب اللہ کے حکم کو مانتے ہو یا اُس سے مقابلہ کرتے ہو خدا تو فرماوے کہ مہاجرین اور انصار اچھے تم کہو کہ نہیں وے برے سے برے وہ کہے کہ میں اُنسے راضي وے مجھہ سے راضي تم کہو کہ نہیں بالکل غلط نہ خدا اُنسے راضي نہ وے خدا سے راضي اللہ فرماوے کہ اُنہوں نے ہجرت میرے لیئے کي اور نصرت میرے واسطے کي اور تم کہو کہ نہیں وہ دنیا کے طمع سے نکلے حرص دولت کے پیچھے پیغمبر کي نصرت میں شریک ہوئے آخر ذرا تو غور کرو کہ کیا کہتے ہو اور کیا کرتے ہو ای بھائیو ایک آیت ہو دو آیت ہوں اُسکي تاویل ہو سکتي ہی اُسکے معني بن سکتے ہیں جب سارا قران مجید مہاجرین اور انصار کے ذکر سے بھرا ہوا ہی تو کہاں کہاں تاویل کروگے کس کس آیت کي تحریف معنوي فرماؤگے (تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہي) حقیقت یہہ ہی کہ مذہب تو عبداللہ ابن سبا کا اِختیار کر لیا مگر اب کوئي بات بن نہیں پڑتي نہ قران مجید سے اِنکار ہو سکتا ہی نہ اُسکي تصدیق کیجاتي ہی *

ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت　　عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود

چوتھي آیت .

لقد رضي اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرة فعلم ما في قلوبھم فانزل السکینة علیھم واثابھم فتحا قریبا ومغانم کثیرة یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما وعدکم اللہ مغانم کثیرة تاخذونھا فعجل لکم ھذہ وکف ایدي الناس عنکم ولتکون آیة للمومنین ویھدیکم صراطا مستقیما واخري لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا وکان اللہ علی کل شئ قدیرا *

سبب نزول اِس آیت کا یہہ هی کہ حضرت صلي الله علیه و سلم نے اِرادہ کیا کہ عمرہ ادا کریں پس اعراب اور بادیہ نشینونکي اِس سفر میں همراهي کے لیئے دعوت فرمائي اِسلیئے کہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ میں لڑائي کریں اور اندر مکہ کے نہ جانے دیں لیکن اکثر اعراب نے حضرت کي دعوت کو نہ سنا اور اِس سفر میں آپ کے همراہ نہ هوئے مگر وهي خالص مخلص کہ جو سراپا اِیمان سے بھرے هوئے تھے حضوري میں چلے جب کہ مکہ کے نزدیک پہنچے قریش مانع هوئے تب حضرت نے حراش کو اهل مکہ کے پاس بھیجا مگر لوگ اُسکے قتل کے درپی هوئے وہ لوٹ آیا تب حضرت نے حضرت عثمان کو بھیجا کہ اهل مکہ نے حضرت عثمان کو قید کر لیا اور اُن کے قتل کي خبر مشہور هوئي تب حضرت نے اپنے یاروں کو جو آپ کے ساتھہ تھے جمع کیا جنکي تعداد بہ اختلاف روایات ۴۰۰ چارسو سے لیکر ۲۳۰۰ دو هزار تین سو تک تھے اور حضرت نے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر اِن سب سے بیعت لي کہ قریش سے لڑیں اور کسي طرح پر منہہ نہ پھیریں چنانچہ اُن سب نے خوشي سے بیعت کي اور سواے قید بن قیس منافق کے کسي نے تخلف اِس بیعت سے نہیں کیا چونکہ اِس سفر میں منافقوں کا نفاق اور مخلصوں کا اخلاص ظاهر هوا * اور بیعت میں صحابہ کي مضبوطي اور اِیمان کا حال کھل گیا اِس لیئے اِس بیعت کا نام بیعت الرضوان هوا اور اُنهیں بیعت کرنیوالوں کي شان میں خدا نے فرمایا کہ لقد رضي الله عن المؤمنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ کہ خدا راضي هوا اُن اِیمان والوں سے کہ جنھوں نے درخت کے نیچے تجھسے بیعت کي فعلم مافي قلوبهم اور اُن کے دلوں [illegible] گیا اگر وہ منافق هوتے تو اِس سفر میں ساتھہ نہ آتے اور کبھي ایسے و[illegible] پر بیعت [illegible] السکینۃ علیهم اور اُن کے دلوں کو طمانیت اور تسکین دے دے تاکہ بلا خوف و خطر لڑائي پر مستعد هوئے اور مرنے اور مارنے پر تیرے هاتھہ پر بیعت کي واثابهم فتحا قریبا اور اُن کي شکستگي دور کرنے کے لیئے اُنکو بہت هي جلد بہت سي غنیمتیں دیں اور آیندہ بڑے بڑے فتوحات اور غنایم کا مثل روم اور پارس کے وعدہ کیا پس اِن آیتوں سے اُن سب اصحاب کي جنھوں نے حضرت کے ساتھہ درخت کے نیچے بیعت کي بزرگي ثابت هوتي هي اور اُنکا اخلاص اور اِیمان میں کامل هونا ظاهر هوتا هی کوئي لفظ کوئي حرف بهي خدا نے اِن آیتوں میں ایسا ذکر نہ کیا جس سے کوئي موقع کوئی محل اِنکار کا هو بلکہ اپني رضامندي کا اِظهار اِس طور سے کیا کہ جسکا کبھي زوال نہ هو اور اُن فتوحات کا وعدہ کیا جنکا ظهور اُنهیں صحابہ کے هاتھہ سے هوا اب هم شیعیان علي سے پوچھتے هیں کہ وہ اول یہہ فرماویں کہ یہہ آیت قرآن مجید کي هی یا نہیں اگر هی تو یہہ اُنهیں لوگوں کي شان میں هی جنھوں نے پیغمبر خدا کي بیعت درخت کے نیچے کي تھي یا نہیں اگر اُنهیں کي شان میں هی تو اُن میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر وغیرہ صحابہ کرام داخل تھے یا نہیں اگر تھے تو جو کچھہ خدا اُن بیعت کرنیوالوں کے حق میں فرماتا هی کہ (لقد رضي الله) کہ میں اُن سے راضي هوا تو اِس رضا میں وے لوگ بھي آ گئے یا نہیں اگر نہیں آئے تو اُن کے مستثني هونے پر کیا دلیل هی اور اگر وہ بھي آ گئے تو جنسے خدا راضي هو اور جن کي شان میں خود (لقد رضي الله) فرماوے اُنسے ناراض هونا اور اُن کو برا جاننا اِنکار آیات قرآني سے هی یا نہیں اگر یہہ کہو کہ وہ منافق تھے تو اُسکا رد بھي خدا نے خود کر دیا کہ فرماتا هی (فعلم مافي قلوبهم فانزل السکینۃ علیهم) کہ میں نے اُنکے دلوں کا اِمتحان کر لیا اور سمجھہ لیا

* یہہ روایت موافق روایت شیعوں کے هی جسکا ثبوت آیندہ همنے کیا هی اور ترجمہ [illegible] سے اِسي [illegible] هی

کہ یہہ بڑے پکے مسلمان اور سچے ایمان والے ھیں اِسي لیئے میں نے نازل کي اُنپر تسلي اور دي اُن کو فتح اور اگر وے لوگ منافق ھوتے تو کیوں خدا اُن کے ایمان پر شھادت دیتا اور کیوں اُن کو فتح اور غلبہ عطا کرتا *

اِن آیتوں کو دیکھکر اگر کسي شیعہ کو یہہ خطرہ پیدا ھو کہ جب ایسي آیت صریح صحابہ کي فضیلت میں خدا کي کتاب میں موجود ھی تو پھر کیا سبب ھی کہ ھمارے مذھب کے علما نے صحابہ کي فضیلت سے اِنکار کیا ضرور کوئي نہ کوئي سبب ھوگا ورنہ کیا سب عالم سب مولوي سب فاضل سب مجتھد ھمارے مذھب کے نادان تھے کہ ایسي آیت سے ایسا صریح اِنکار کیا اور باوجود اِسکے بھي صحابہ کو برا جانا اِس لیئے ھم اُنھیں کے مذھب کي معتبر تفسیروں سے اپنے دعوے کو ثابت کرتے ھیں اور یہہ امر کہ اُن کے عالم اور مولوي نادان تھے یا دانا ایمان والے تھے یا بےایمان منصف تھے یا متعصب اُنھیں کي عقل پر چھوڑتے ھیں اُن کي تفسیروں کو دیکھکر جو کچھہ وہ اِنصاف سے مناسب جانیں ویسا سمجھیں ای بھائیو سنو کہ تمھارے یہاں کے مفسرین نے اِس آیت کي تفسیر میں کیا لکھا ھی (کاشني) اپني تفسیر میں لکھتے ھیں کہ (آن حضرت فرمودند بدوزخ نرود یک کس ازان مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند و این را بیعت‌الرضوان نام نہادہ‌اند بجہت آنکہ حق تعالی درحق ایشان فرمود کہ لقد رضي الله عن‌المومنین اذیبایعونک تحت‌الشجرۃ) * الخ

اگراِس روایت پر اِطمینان نہو اور حضرات شیعہ کو اپنے متکلمین اور متعصبین کے جواب سننے کا اِشتیاق ھو تو اُسکو بھي سنیں کہ اُنکے علما نے اِس آیت کو دو طرح پر رد کیا ھی * بعضوں نے یہہ فرمایا ھی کہ اِس آیت سے ثابت ھوتا ھی کہ خداوند تعالی اِس فعل خاص سے یعني بیعت سے راضي ھوا اِس سے یہہ لازم نھیں آتا کہ خدا اُنکے سب کاموںسے راضي ھوا ھو اور آیندہ بھي راضي رھے اور بعض کا یہہ قول ھی کہ بعد اِس بیعت کے صحابہ کبار نے وہ کام کیئے جو مخالف اِس بیعت کے تھے یعنے لڑائیوں میں بھاگ گئے خلافت خلیفۂ برحق کي غصب کر گئے پس وہ اِس آیت کي وعدہ سے خارج ھوگئے † پس بہ نسبت امر اول کے ھم یہہ جواب دیتے ھیں کہ خدا کي نسبت یہہ گمان کرنا کہ وہ صحابہ کے اوْر کاموںسے راضي نہ تھا صرف ایک فعل خاص بیعت سے راضي ھوا اِسلیئے (لقد رضي الله عن‌المومنین) فرمایا ایسي تھمت ھي کہ کوئي مسلمان اپنے دل میں اُسکا خیال بھي نھیں کرسکتا کیا یہہ ممکن ھی کہ اگر خداے عزوجل اُن بیعت‌کرنیوالوں سے ھرطرحپر راضي نہوتا تو وہ (لقد رضي‌الله عن‌المومنین) صرف اُنکے دل خوش کرنے کو برلہ تدلیس فرماتا اور جن باتوں سے اُن کے ناراض تھا اُنکو تقیۃً ظاھر نہ کرتا اور یہہ امر بھي غور کرنے کے لایق ھي کہ حضرات شیعہ کو کسطرح معلوم ھوا کہ صحابہ کے اوْر کاموںسے خدا ناراض تھا آخر کیونکر اُنکو اُسکي نارضامندي کا حال معلوم ھوا نہایت تعجب کا مقام ھی کہ خدا اُنکے اُس فعل کو جس سے راضي ھوا لقد رضي‌الله کہکر ظاھر کرے اور اُنکے اُن افعالوں کا جن سے ناراض ھو سواے شیعیان عبدالله اِبن سبا کے کسي پر اِظھار نہ فرماوے شاید شیعیان پاک یہہ جواب دیں کہ اُس قران میں جو اِمام مھدي کے پاس ھی اصحاب کي برائیاں لکھي ھوئي ھیں مگر ھم جبتک کہ اُسکو اپنے آنکھہ سے نہ دیکھہ لیں اور اِمام صاحب سے اُسکي تصدیق نہ کرلیں اُسکو قبول نھیں کرسکتے لیکن افسوس تو یہي ھی کہ نہ اِمام

*قاضي نوراللہ شوستري نے مجالس المومنین میں لکھاھی کہ مدلول آیت عـنـد التحقیق رضاء حق تعالی‌ست ازان فعل خاص کہ بیعت است و کسے منکر این نیست کہ بعضے از افعال حسنہ مرضیہ از یشان واقع است سخن درین است کہ بعضے افعال قبیحہ از ایشان بوجود آمدہ کہ مخالف آن عہد و بیعت است چنانکہ در امر خلافت

† صاحب تقلیب المکاید نے بجواب کید نود و یکم تحفہ اثنا عشریہ کے لکھا [illegible] و عمر [illegible] ر اھل‌بیعت رضوان پس فائدہ بحال شان نمیرساند زیرا کہ حق سبحانہ و تعالی مي فرماید ان الذین یبا یعونک الخ این کلام معجزنظام دلالت مي کند بر اینکہ بعضے اھل بیعت رضوان نکث بیعت خواھند کرد چنانچہ از ابوبکر و عمر و دیگران بظھور رسید بیانش آنکہ بیعت باین شرط بودہ است کہ فرار و ھزیمت نہ کنند و در حرب ثابت بمانند یا کشتہ شوند بعد ازین بیعت درھمان سال جنگ خیبر پیش آمد ابوبکر و عمر فرار کردند و ھزیمت خوردند

صاحب کا کچھہ نشان ملتا هی نہ اُس قران کا کچھہ پتہ چلتا هی هزار برس تو گذر گئے اور هنوز معلوم نہیں کہ ابھي اور کتنے دن اِمام کے ظہور میں باقي هیں شعر

صد شب هجر گذشت ومہ من پیدا نیست طرفہ عمرے کہ بصد سال نہ دیدم یک ماہ

اور بہ نسبت امر دویم کے کہ صحابہ کبار اِس آیت کے وعدہ سے بہ سبب نکث بیعت کے خارج هیں اُسکا جواب هم اِس طرح دیتے هیں کہ اِس اِعتراض سے بھي اِتنا ثابت هوتا هی کہ بیعت رضوان کے وقت تک صحابہ کبار اور مہاجرین و انصار سچے مسلمان اور پکے مومن تھے نہ منافق تھے نہ کافر اور اُنکي بیعت صادقانہ تھي نہ منافقانہ چنانچہ یہہ فقرہ صاحب تقلیب المکاید کا کہ (این کلام معجز نظام دلالت میکند بر اینکہ بعضے از اهل بیعت رضوان نکث بیعت خواهند کرد) دلیل اِسپر هی کہ جب بیعت کي تھي اُسوقت تک نہ منافق تھے نہ کافر بلکہ (لقد رضي الله عن المومنین) میں داخل تھے اور شہید ثالث نوراللہ شوستري کا یہہ کلمہ کہ (مدلول آیۃ عندالتحقیق رضاء حق تعالی است ازان فعل خاص کہ بیعت است و کسے منکر این نیست کہ بعضے از افعال حسنہ مرضیہ از یشان واقعست) شاید اِسپر هی کہ اُنکا بیعت کرنا فعل حسنہ تھا پس اِسي سے یہہ اِعتقاد کہ صحابہ کبار اول هي سے منافق تھے باطل هوا اور جب تک یہہ آیت جسمیں خدا نے اپني رضامندي ظاهر کي نازل هوئي اُنکا مسلمان اور با اِیمان هونا ثابت هوا خیر اب آگے چلیئے اور بعد اِس بیعت کے اُنکے حال پر نظر کیجیئے کہ کیا کام اُنسے ایسے هوئے جن سے اُنکا نکث بیعت کرنا ثابت هو اور وہ کام کسوقت هوئے پیغمبر صاحب کے جیتے جي وفات کے بعد چنانچہ اُسکي نسبت شہید ثالث اور صاحب تقلیب المکاید نے جو کچھہ لکھا سے ظاهر هوتا هی کہ بعد اِس بیعت کے پیغمبر صاحب کے سامھنے اُنسے نکث بیعت هوا یعنے وہ جنگ خیبر پر ثابت قدم نہ رهے بلکہ بھاگ گئے اُسکي نسبت هم یہہ جواب دیتے هیں کہ اگرچہ قلعہ خیبر حضرت صدیق اکبر یا حضرت عمر کے هاتھہ سے فتح نہیں هوا لیکن فتح نہونا مستلزم قرار نہیں هی بھاگنا جنگ خیبر سے حضرات شیعہ نے کہاں سے ثابت کیا اور بالفرض اگر وہ جنگ خیبر سے بھاگے اور اُنھوں نے نکث بیعت کیا تو جس طرح پر همنے اُنکي بیعت کو خدا کے کلام سے ثابت کیا اور خدا کي رضامندي کا (لقد رضي الله عن المومنین) کي آیت پیش کرکے ثبوت دیا اِسیطرح پر حضرات شیعہ کے ذمہ هی کہ بمقابلہ اِس آیت کے اُنکا بھاگنا جنگ خیبر سے اور نکث بیعت کرنا اور خدا کا اُنسے ناراض هونا کسي آیت سے ثابت کر دیں (واذنیس فلیس) اور هم خوب یقین کرتے هیں کہ اگر صحابہ کبار سے کوئي فعل بعد اِس بیعت کے موجب نا رضامندي خدا کا هوتا تو ضرور وہ اُس سے بھي خبر دیتا اور جس طرح پر اُن کي بیعت سے راضي هوکر (لقد رضي الله) فرما دیا اِسي طرح پر اُنکے فرار اور نکث بیعت سے ناراض هوکر لقد غضب الله علیهم اِرشاد کرتا اِس لیئے کہ لڑائي سے بھاگنا اور بیعت کا توڑنا آخر پیغمبر هي صاحب کے سامھنے هوا اُس وقت تک سلسلہ وحي کا جاري تھا جبرئیل کا آنا بند نہ هوا تھا پھر کیا سبب هی کہ خدا اُن کے اچھے کاموں کو ظاهر کرے اور برے کاموں کي خبر تک نہ دے اُن کے افعال حسنہ کي تو شہرت دے دي اور اُن کے افعال قبیحہ کي پردہ پوشي کرے پس یا تو خدا اُن سے ڈرتا تھا کہ اُن کي برائي بیان نہ کرسکتا تھا یا درحقیقت اُن سے کوئي برائي نہ هوتي تھي جس کو ظاهر کرتا یا اگر کوئي لغزش هو جاتي تھي تو اُس کو عفو کر دیتا تھا اور اُن کے اور نیک

کاموں پر خیال کرکے اُس کو براہ ستارے چھپا دیتا تھا اور اگر یہہ کہا جاے کہ بعد وفات پیغمبر خدا صلي الله عليه و سلم کے صحابہ کبار نے ایسے کام کیلیئے کہ جن سے خدا ناراض ہوا مثل خلافت غصب کرنے وغیرہ کے اُس کي نسبت ہم یہہ کہتے ہیں کہ اگر اُن سے بعد وفات پیغمبر خدا کے کوئي کام ایسا ہونیوالا تھا کہ جس سے خدا ناراض ہوتا تو ضرور اُس کي خبر دیتا اور کبھي اُن کے حق میں (لقد رضي الله) نہ فرماتا اور جب کہ خدا نے اِس آیت میں یہہ فرما دیا کہ (فعلم مافي قلوبهم) کہ میں اُن کے دلون کي بات جانتا ہوں اور فرمایا کہ (فانزل السکینة علیهم) کہ میں نے نازل کي اُن پر تسلي تو کیونکر قیاس میں آ سکتا ہی کہ ایسے لوگ کبھي جادہ حق سے منحرف ہوئے ہوں لیکن ہم حضرات شیعہ سے عرض کرتے ہیں کہ وہ کیوں سوال و جواب میں اپني اوقات ضایع کرتے ہیں اور کیوں علامہ کاشاني کي تفسیر کے اِن لفظوں کو نہیں دیکہتے کہ (ان حضرت فرمود بدوزخ نرود یک کس ازان مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند) اِس مفسر نے تو کچھہ قصہ جھگڑا باقي هي نہیں رکھا عام بشارت جنت کے اُن لوگوں کے حق میں جو اِس بیعت میں شریک تھے پیغمبر صاحب کي زبان سے تصدیق کر دي لیکن اگر اِس ایک روایت پر اطمینان نہیں ہوتا تو اُس کي تائید میں دوسري روایت سنیے کہ ترجمہ کشف الغمہ میں لکھا ہی کہ (از جابر بن عبدالله انصاري روایت است کہ مادران روز ہزار و چہار صد کس بودیم دران روز من از حضرت پیغمبر خدا صلي الله علیه و سلم شنیدم کہ ان حضرت خطاب بہ حاضران نمود و فرمود کہ شما بہترین اهل روے زمینید و ما همه دران روز بیعت کردیم و کس از اهل بیعت نکث نہ نمود مگر قید بن قیس کہ ان منافق بیعت خود را شکست) *

اِس روایت سے چند فائدے حاصل ہوئے اول یہہ ثابت ہوا کہ بیعت کے وقت چودہ سو صحابے موجود تھے جنکے اِیمان اور اِسلام کي خبر خدا دیتا ہی کہ (فعلم مافي قلوبهم) اور اُنکي شان میں فرماتا ہی (لقد رضي الله عن المومنین) دوسرے حضرت پیغمبر خدا نے اُن کي نسبت فرمایا کہ تم بہترین اهل زمین سے ہو تیسرے ثابت ہوا کہ سواے ایک منافق کے اور کسي نے بیعت کو نہیں توڑا پس اي شیعیان پاک اب تم اِنصاف سے اِن روایتوں کو دیکھو اور اپنے شہید ثالث اور صاحب تقلیب المکاید کے اِیمان اور اِنصاف پر خیال کرو کہ وہ محبت اهلبیت کے پردہ میں کیسي خدا کي آیتوں کي تکذیب کرتے ہیں اور کس طرح ایسے صریح نصوص سے اِنکار فرماتے ہیں *

لیکن اگر ہم صحابہ کي برائیونکو تسلیم بھي کرلیں تب بھي کچھہ فائدہ شہید ثالث کے تقریر کا نظر نہیں آتا اِس لیئے کہ جو علامہ کاشاني نے اپنے تفسیر میں لکھا ہی کہ (ان حضرت فرمود بدوزخ نرود یک کس ازان مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند) اِسکا کیا جواب ہی بغیر اِسکے کہ یہہ کہا جاے کہ حضرت نے تقیہ سے کہدیا ہوگا *

اِس مقام پر یہہ امر بھي لایق لکھنے کے ہی کہ اگر کوئي شبہہ کرے کہ حضرت عثمان رضي الله تعالی عنہ اِس بیعت میں شریک نہ تھے اِسلیئے وہ بیعت الرضوان سے خارج ہیں اُسکا جواب یہہ ہی کہ پیغمبر خدا کو حضرت عثمان سے ایسي محبت تھي کہ باوجود نہ موجود ہونے اُنکے وقت بیعت کے اُنکو شریک کرلیا اور کیسا شریک کیا کہ جن سے اُنکو اپنا ہاتھہ بنا دیا چنانچہ اِس مقام پر جو کچھہ مولانا

و بالفضل اولانا مولوي علي بخش خاں صاحب نے اپنے ایک رساله میں لکھا هی اُسي کو هم بجنسه نقل کرتے هیں وهو هذه *

اور واسطے حصول شرف بیعت الرضوان کے رسول صلي الله علیه وسلم نے عثمان غني کي طرف سے بهی اپنے دونوں هاتهه سے وه معامله فرمایا که دست حق پرست اپنے کو عثمان کا هاتهه قرار دیا . روضهٔ کلیني میں حدیث وارد هی که بیعت لي پیغمبر خدا نے مسلمانوں سے اور ایک هاتهه کو اپنے دوسرے پر مارا واسطے عثمان کے که وه لشکر میں مشرکوں کے تهے † *

اِس حدیث سے علاوه قطعیت مغفرت و رضوان الهي کے ایک لطیفه عمده هاتهه آیا که دست نبي دست عثمان قرار پایا اور دست نبي وه هی که مجازاً دست خدا هی (یدالله فوق ایدیهم) اب دیکهیئے عثمان غني کو یدالله یا یدالنبي کا لقب منصف مزاج عنایت کرتے هیں یا اُس لقب کو پهر بهي مخصوص واسطے علي مرتضیٰ کے کہے جاتے هیں انتهي بلفظه ولله دره و علي الله اجره اور اِس حدیث سے ثابت هوتا هی که پیغمبر خدا صلي الله علیه و سلم کو اپنے یاروں کي یاري پر نهایت بهروسا تها اور آن کے اِستقلال پر یقین کامل تها اِس لیئے که جب لوگوں نے کها که خوشا حال عثمان کا که اُنکو خانه کعبه کا طواف نصیب هوا تو حضرت نے فرمایا یهه ممکن نهیں هی که عثمان بغیر همارے طواف کرے آخر ویسا هي هوا که بغیر حضرت کے حضرت عثمان نے طواف نه کیا چنانچه اِسي حـ
کے مضمون کو حمله حیدري کے مولف نے بهي نظم کیا هی کما

طلب کرد پس اشرف انبیا	ز اصحاب عثمان صاحب حیا
با وهم همان گفت خیرالبشر	که زان پیشتر گفته بد با عمر
ببرسید عثمان زمین و زمان	بمقصد روان شد جو تیر از کمان
چو او رفت اصحاب روز دگر	بگفتند چندین به خیرالبشر
خوشا حال عثمان با احترام	که شد قسمتش حج بیت الحرام
رسول خدا چون شنید این سخن	بیا سخ چنین گفت با انجمن
به عثمان نداریم ما این گمان	که تنها کند طوف آن آستان

اور بعد اِسکے یهي مولف لکهتا هی که جب حضرت عثمان مکه میں پهنچے اور ابو سفیان سے کها که پیغمبر خدا طواف کعبه کے لیئے آنا چاهتے هیں اُس نے کها که یهه ممکن نهیں هی مگر تمهارا دل چاهے تو طواف کر لو تب حضرت عثمان نے اِنکار کیا اور اِس پر ابو سفیان نے اُن کو قید کر لیا کما قال

به جوشید انکه به دل مهر خون	به عثمان چنین گفت آن سرنگون
که گر میل داري تو طوف حرم	بکن مانعت نیست کس زین حشم
و لیکن محالست این بے گزاف	که آید محمد براے طواف
چو بشنید عثمان ازو این سخن	چنین داد پاسخ بان اهر من
که طوف حرم بے رسول خدا	نباشد بر پیر دانش روا
ازین گفته سفیان براشفت بیش	بگرداند از سوي او روي خویش
به فرمود پس با دگر مشرکان	که عثمان واین ده کس از پیروان

† فلما انطلق عثمان لقي ابان بن سعید فتاخر عن السرج فحمل عثمان بین یدیه ودخل عثمان فاعلمهم وكانت المناوشة فجلس سهل بن عمرو عند رسول الله صلعم و فی .

فقد یفعل قال له رسول الله اطفت بالبیت فقال ما كنت لاطوف بالبیت ورسول الله لم یطف به ثم ذكر القصه و ما كان فیها الحدیث

نبیا بند رفتن به نزد رسول | اگر شاد باشند زین گر ملول
چو عثمان ازو این حکایت شنید | علاجے بجز صبر کردن نه دید
مقید نمودندش اعداي دین | بیان نجاتش کنم بعد ازین

غرض که هم حضرات شیعه سے اِلتماس کرتے هیں که وے ذرا اِنصاف فرماویں که آنکے مفسرین اور محدثین اور مورخین صحابه کي نسبت کیا لکھتے هیں اور آنکے اِستقلال اور صبر اور ایمان اور اِسلام کو کیسا تسلیم کرتے هیں اور پھر با این همه آنسے عداوت رکھتے هیں اور ایسے لوگوں کو جن کے ایمان اور اِسلام پر پیغمبر صاحب کو اِطمینان هووے اور جن کے لغزش کرنے کا شبهه تک حضرت کے دل پر نه گذرے اور جو باوجود مصیبتوں اور محنتوں کے سر مو اطاعت نبوی سے باهر نه هوں اور جن کي اِستقلال اور صبر کي خدا تعریفیں کرے منافق اور مرتد کهتے هیں و نعوذ بالله من ذلک *

همارے سمجهه میں نهیں آتا که حضرات شیعه کسطرح ایسے سچے مسلمانوں اور پکے ایمان والوں کو منافق کهتے هیں اور کیونکر ایسي صریح آیات اور سچے روایات سے اِنکار کرتے هیں اِس لیئے که جب کوئي شخص اِن آیتوں اور حدیثوں اور روایتوں کو دیکھے تو بهلا ممکن هی که وه صحابه کرام کے فضایل میں شبهه کر سکے یا آنکي نسبت نفاق و اِرتداد کا خطرہ بهي آسکے دل میں گذر سکے غور کرنے کا مقام هی که خدا نے آنکے حالات بیان کرنے میں فقط کنایه اور اِشارہ پر قناعت نه فرمائي بلکه صاف تصریح کر دي اور ٹهیک ٹهیک پته اور نشان آنکا بتلا دیا اور ایسي صریح آیتوں کو نازل کرکے منکرین کے شبهات کو دور کر دیا اگر پیغمبر صاحب کے اوپر ایمان لانیوالوں کي فقط خدا تعریف اور کرتا تو منکرین کو تاویل اور شبهه کا موقع تها مگر جب صاف کهه دیا که میں آن مسلمانوں سے راضي هوں جنهوں نے پیغمبر کے هاتهه پر بیعت کي اور جگهه بهي بیعت کرنے کي بتلا دي که درخت کے نیچے اور یهه بهي کهدیا که یهه لوگ پیغمبر کے هاتهه پر بیعت نهیں کرتے هیں بلکه میرے هاتهه پر تو اب کون شخص هی که ایسے بیعت کرنیوالوں کے ایمان اور اِخلاص پر شبهه کر سکے هاں یهه شبهه هو سکتا تها که شاید بیعت کرنیوالے وهي معدودي چند هوں جو موافق اِعتقاد شیعوں کے مرتد نهیں هوئے لیکن جبکه علماء شیعه نے اِس امر کو تسلیم کرلیا که صحابه کبار ۱۴۰۰ چوده سو اِس بیعت میں شریک تهے اور یهه بهي قبول فرما لیا که آنهیں کي شان میں اِس آیت کو خدا نے نازل کیا اور اِسکا بهي اِقرار کیا که سواے ایک منافق کے اور کسي نے بیعت کو نهیں توڑا تو هم کو نهایت هي تعجب آتا هی که کیونکر ایسے بیعت کرنیوالوں کے حق میں ایسا فاسد اِعتقاد رکھتے هیں لیکن یهه خیال کرکے که حضرات کو نه خدا کے کلام پر یقین هی نه پیغمبر صاحب کے حدیثوںپر نه اِماموں کے قول پر تو کچهه تعجب نهیں هوتا اگر آن میں سے کسي پر عمل هوتا تو کبهي ایسا عقیده نه رکھتے اى بهائیو تمهارے حق میں هم خدا سے دعا کرتے هیں که الله جلشانه تم کو ایک ذره بهر ایمان عطا کر دے تاکه تم لوگ اپنے عقیدوں کي برائیوں پر خود هي اِقرار کرنے لگو اور جو هم تم کو سمجهاتے هیں وه تم خود هي سمجهنے لگو اى یارو ذرا اپنے عقیدوں پر غور کرو اور سوچو که آن میں کچهه بهي اثر ایمان اور اِسلام کا هی اگر هی تو دکهلاؤ *

نالۀ حزینت کو آه آتشینت کو | لاف عشقبازي چند عشق را نشانیهاست

پانچویں آیت

لولا کتاب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم فیه عذاب عظیم *

شان نزول اِس آیت کا یهه هی که جب لڑائي بدر کي فتح هوئي اور مشرکیں قید میں آئے تب پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و سلم نے صحابه سے مشورہ کیا که اِن قیدیوں کو کیا کرنا چاهیئے حضرت ابوبکر نے کہا که فدیه لیکر چهوڑ دینا چاهیئے حضرت عمر نے کہا که اِنکي گردنیں مار دینا چاهیئے بلکه جو جسکا رشته دار هو وهي اپنے هاتهه سے اُسکو قتل کرے اور خدا کي محبت کے سامنے دوسرے کي محبت کا خیال نه کرے لیکن حضرت نے موافق مشورہ ابوبکر صدیق رضي‌الله تعالیٰ‌عنه اور اور صحابه کي فدیه لیکر چهوڑ دیا اُسپر یهه آیت نازل هوئي اور اِس روایت کو علما اور مفسرین امامیه بهي تصدیق کرتے هیں چنانچه تفسیر † خلاصة‌المنهج کاشاني میں لکھا هی که بدر کي لڑائي میں ستر آدمي قید هوئے منجمله اُن کے عباس اور عقیل بهي تهے حضرت نے اُنکے باب میں اپنے یاروں سے مشورہ کیا ابوبکر نے که وہ بهي مهاجرین میں سے تهے کہا که یا رسول الله یهه سب چهوٹے ترے آپ کے قوم اور قبیله کے هیں اگر هرایک بقدر طاقت اور اِستطاعت اپنے کے کچهه فدیه دے تو اُمید هی که ایک دن دولت اِسلام پر پهنچیں اور ‡ مجمع‌البیان طبرسي میں لکھا هی که پیغمبر خدا نے بدر کے دن [illegible] اپنے یاروں سے کہا که اگر تم چاهو اِنکو مار ڈالو اور چاهو جانے دو تب حضرت ع[illegible] اِنهوں نے آپ کو جهٹهلایا اور آپ کو نکالا اِسلیئے اِنکي گردنیں مارنا چاهیئے عقیں [illegible] فرمائیئے که وہ اُنکو ماریں اور فلاں شخص میرے سپرد کیجیئے که میں اُسکو قتل کروں اور یهه سب سرداران کفار سے هیں اور حضرت ابوبکر نے کہا که یا رسول‌الله یهه آپ کے قوم اور رشته کے لوگ هیں فدیه لیکر چهوڑ دینا چاهیئے چنانچه اُسیطرح پر حضرت نے کیا تب یهه آیت نازل هوئي اور پیغمبر خدا نے فرمایا که اگر عذاب نازل هوتا آسمان سے تو سواے عمر اور سعد بن معاذ کے کوئي نجات نه پاتا اِن روایتوں سے به اِقرار علماء اِمامیه چند فائدے حاصل هوئے *

اول حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کا مهاجرین اور اهل بدر میں سے هونا دوسرے پیغمبر خدا کا اُنسے مشورہ کرنا تیسرے حضرت عمر کا کافروں پر سخت هونا اور خدا کي راہ میں قرابت اور برادري کا کچهه خیال نه کرنا اور جو کچهه اِن فائدوں سے فائدے حاصل هوتے هیں اُنکو هم بیان کرتے هیں که جب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کا مهاجرین میں سے هونا ثابت هوا تو جو فضیلتیں الله جلشانه نے مهاجرین کي بیان کي هیں اور جنکو اُوپر هم نقل کر چکے هیں وہ سب اُنکے حق میں ثابت هوئیں *

دوسرے جو بعض علماء امامیه نے اِنکار کیا هی که اصحاب ثلثه مهاجرین میں سے نه تهے وہ قول باطل هوا چنانچه تقلیب‌المکائد کے مولف نے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس‌الله سرہ کي تحفه کے باب مکاید شیعیاں کے کیدنود ویکم کے جواب میں صاف لکھا هی که (اصحاب ثلثه از مهاجرین اولین نه بودند) تیسرے امامیه کا یهه گمان که معاذالله حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اِبتدا هي سے منافق تهے اور کبهي دل سے اِیمان نه لائے تهے اور اُنکي نیت نیک نه تهي فاسد تهہرا جیسا که جناب میرن

† روزبدر هفتاد تن
شدند واز جمله ا[illegible]
عباس و عقیل ب[illegible]
حضرت درباب ای[illegible]
با اصحاب مشاور[illegible]
ابوبکر که از مها[illegible]
بود گفت یا رسو[illegible]
[illegible]
طاقت و اِستط[illegible]
فداے بدهد باشد
روزي بدولت [illegible]
برسد الخ

‡ فقال رسول الله
ید ریک یا عمر لعل
اطلع علی اهل
فغفرلهم فقال اعمل[illegible]
شئتم فقد غفرت
بلفظه قدرالضرورة

صاحب قبلہ حدیقۂ سلطانیہ کے باب سویم میں لکہتے ہیں کہ (سیرت شیخین دلالت برخبث سریرت آنہا دارد کہ در وقت کتمان از حضرت نبوے درخواست اِظہار دعوت نمودہ و در فکر اضرار آن حضرت برمي آمدند و در وقت اعلان از نصرت دست میکشیدند فاعتبروا یا اولي الابصار انتہي بلفظہ *

اگر میرنصاحب قبلہ زندہ ہوتے تو میں پوچہتا کہ حضرت اگر شیخین کي نیت نیک نہ ہوتي اور وہ وقت اعلان کے نصرت سے ہاتہہ کہینچتے ہوتے تو بدر کي لڑائي میں کیوں شریک ہوتے اور کیوں خدا اُن کے ہتہہ پر فتح دیتا اور کیوں پیغمبر خدا اُن سے مشورہ کرتے اور کیوں آپ کے جد امجد کاشاني اور طبرسي مہاجرین اور اہل شوریٰ میں ہونا اُن کا قبول کرتے ای مسلمانو شیعوں کے اِیمان اور عقل اور حیا پر غور کرو کہ وہ شیخین کي نسبت جو کہ تمام جان سے اپنے عاشق پیغمبر کے تہے اور تمام مال اپنا حضرت پر فدا کر چکے تہے اور جو شب و روز اِظہار دعوت کے لیئے اِصرار کیا کرتے تہے یہہ گمان کرتے ہیں کہ اُن کي نیت اِس اِصرار سے یہہ تھي کہ پیغمبر خدا اِظہار دعوت کریں اور لوگ اُنکو ستاویں اور ہلاک کر ڈالیں افسوس ایسے عقیدے پر خیر بہرحال میرنصاحب قبلہ جو چاہیں فرماویں اور اُن کے پدر بزرگوار جو دل میں آوے اِرشاد کریں لیکن اِس امر کو کہ شیخین مہاجرین اور اصحاب بدر میں سے تہے جہٹلا نہیں سکتے اور ہمارا مطلب اِتني ہي بات سے حاصل ہوا جاتا ہی اِس لیئے کہ جب وے مہاجرین میں سے تہے تو اُن فضیلتوں کے مستحق ہیں جو خدا نے بجا قران مجید میں ہجرت کرنیوالوں کي بیان کي ہیں اور جب کہ وے اہل بدر سے تہے تو وہ اس مغفرت کے وعدہ میں شریک ہیں جو الله جلشانہ نے اہل بدر سے کیا ہی کہ میں نے اُن کو مرفوع القلم کر دیا ہی چنانچہ اِس امر کو علماء امامیہ بهي قبول کرتے ہیں علامہ کاشاني خلاصۃالمنہج میں تفسیر کریمہ (ما کان للنبي ان یکون لہ اسري) کي بابت الفاظ کرتے ہیں کہ (اگر نہ حکمي و فرماني مي بود از خدایتعالیٰ کہ پیشي گرفتہ شدہ اثبات آن در لوح محفوظ کہ بے نہي صریح عقوبت نہ فرماید یا اصحاب بدر را عذاب نکند) اور اِسي طرح پر تفسیر مجمع البیان طبرسي میں لکہا ہی کہ پیغمبر خدا صلي الله علیہ و سلم نے فرمایا (لعل الله اطلع علیٰ اہل بدر فغفرلہم فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم) کہ خدا نے اہل بدر کي شان میں فرما دیا ہی کہ جو چاہو سو کرو میں تم کو بخش چکا ہوں اور تفسیر خلاصۃالمنہج میں لکہا ہی کہ (خدای تعالیٰ بدریان را وعدہ مغفرت دادہ و ایشانرا بخطاب مستطاب اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم نوازش فرمودہ) پس جب پیغمبر خدا کي زبان مبارک سے تمام اہل بدر کا قطعي جنتي ہونا اور خدا کا اُنکي نسبت (اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم) کہنا ثابت ہوا تو پہر اب صحابۂ کبار علي الخصوص اصحاب ثلثہ کے قطعي جنتي ہونے میں کون سا شبہہ رہا ای یارو ہم اب تک نہیں سمجہے کہ حضرات شیعہ کے مذہب کا مدار کس پر ہی اگر خدا کے کلام پر ہی تو وہ صحابہ کي فضیلتوں سے بہرا ہوا ہی اگر پیغمبر خدا کي حدیثوں پر ہی تو اُن میں بهي اُنہیں کے صفات کا تذکرہ ہی اگر ائمہ کرام علیہم السلام کي روایتوں پر ہی اُن میں بهي اُنکي خوبیوں کا بیان ہی اگر اپني هي تفسیروں اور کتابوں پر ہی تو اُنسے بهي اُنکے فضائل کا ثبوت ہوتا ہی پس اب اور کیسي سند حضرات چاہتے ہیں جو صحابہ کي فضائل پر ہم پیش کریں اور کیسي دلیل چاہتے ہیں جو اُن کي بزرگیوں کے ثبوت میں بیان کریں اصل یہہ ہی کہ اگر اِیمان اور اِنصاف ہو تو خدا کے کلام اور رسول

کے احادیث اور ائمہ کے اقوال کو مانیں جب ایمان اور اِنصاف ہي نہیں ہی اور پیروي عبدالله ابن سبا کي کرني منظور ہی تو پھر کیونکر اپنے پیر و مرشد کے سکھلائے ہوئے عقیدونکو چھوڑیں افسوس ہزار افسوس کہ بارہ سو برس گذر گئے اور اُس ملعون یہودي کي ہذیاں خاکستر تک ہو گئیں مگر جو کچھہ وہ اپنے شیعوں کو سکھلا گیا اُس کو وے نہیں بھولتے اور جس راہ پر وہ اپنے یاروں کو چلا گیا اُس سے نہیں ہٹتے ہزار ہزار کوئي سمجھاوے لاکھہ آیتیں اور حدیثیں دکھلاوے مگر اپنے پیر و مرشد کے قول کے روبرو ایک پر بہي نظر نہیں کرتے کلام الله کي تاویل کر دیں حدیثوں کو بنا ڈالیں اماموں کے قولوں کو رد کر دیں مگر اپني جد امجد کي بات کو نہیں بھولتے جس عقیدہ کو خیال کیجیئے اُس میں اُسي ملعون کي تعلیم کا اب تک اثر ہی جس مسئلہ پر غور کیجیئے اب تک اُسي کمبخت کے قول پر عمل ہی و لنعم ما قیل *

بہ لب ز درد دل آہے کہ داشتم دارم　　نشستني سر راہے کہ داشتم دارم

چھٹھویں آیت

والذین امنوا وہاجروا وجاہدوا في سبیل الله والذین اووا ونصروا اولئک ہم المؤمنون حقالہم مغفرة و رزق کریم *

اِس آیت کے معني یہہ ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور . . ہجرت کي اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہہ دي اور مدد کي وہي . . . . اور رزق با کرامت ہی *

اِس آیت پر ایمان لانیوالے مہاجرین اور انصار کے ایمان اور اِسلام پر کچھہ شبہہ نہیں کر سکتے اور اُنکي مغفرت اور جنتي ہونے میں کچھہ شک نہیں لا سکتے اِس لیئے کہ جب الله جلشانہ خود تصدیق فرماتا ہی کہ جن لوگوں نے ہجرت کي اور اپنے گہر بار کو چھوڑا اور جنہوں نے پیغمبر صاحب کو اور ہجرت کرنیوالوں کو اپنے گھروں میں جگہہ دي اور اُنکي مدد کی وے سچے مسلمان اور پکے ایمان لانیوالے ہیں اور مغفرت اور رزق کریم اُنکے حصہ میں ہی پس خدا کي ایسي شہادت کو سنکر کون سا شخص ہوگا کہ مہاجرین اور انصار کے ایمان میں شبہہ کرے اور اُنکي مغفرت میں کلام کرے شیعیان عبدالله ابن سبا کو ذرا سوچنا چاہیئے کہ جب الله جلشانہ مہاجرین و انصار کے ایمان کي تصدیق کرتا ہی اور اُنکے حق میں شہادت (اولئک ہم المومنون حقا) کي دیتا ہی اور اُنکي شان میں (لہم مغفرة و رزق کریم) فرماتا ہی پھر کیونکر اُنکے دل میں ایسے پاک لوگوں کي طرف سے شبہہ ہوتا ہی اور کس طرح اُنکي زبان سے ایسے شخصوں کي نسبت کفر و نفاق کا کلمہ نکلتا ہی (کبرت کلمة تخرج من افواہہم) اگر کسي کو شک ہو کہ یہہ آیت اُن مہاجرین اور انصار کي شان میں نہیں ہی جنکي نسبت حضرات شیعہ نیک اعتقاد نہیں رکھتے اِسلیئے ہم تفسیر *مجمع البیان* سے جو معتبر تفاسیر امامیہ سے ہی تفسیر اِس آیت کي لکھتے ہیں جسکو شک ہو وہ صفحہ ۴۰۲ تفسیر مذکور مطبوعہ طہران سنہ ۱۲۷۵ ہجري کو دیکھہ لے مفسر موصوف لکھتا ہی کہ خدا نے پھر اِن آیتوں میں مہاجرین اور انصار کا ذکر کیا اور اُنکي ثنا اور صفت بیان کي پس خدا کے اِس قول کا (کہ والذین امنوا وہاجروا وجاہدوا في سبیل الله) یہہ مطلب ہی

* ثم عاد سبحانہ ذکر المہاجرین والا[نصار] ومدحہم والثناء [علیہم] فقال والذین امن[وا و] ہاجروا و جاہدوا [في] سبیل الله اي صـ[دقوا] الله و رسولہ و ہا[جروا] من دیارہم و اوطـ[انہم] یعني من مکة ا[لی] المدینة و جاہدوا [في] ذلک في اعلاء دین [الله] والذین اووا ونصروا [اي] ضموہم الیہم و نصـ[روا] النبي اولئک [ہم] المؤمنون حقا ا[ي] اولئک الذین حقـ[قوا] ایمانہم بالہجرة والنصـ[رة] (مجمع البیان)

که تصدیق کي اُنهوں نے خدا کي اور اُسکے رسول کي اور هجرت کي اپنے گھروں اور وطن سے یعني مکه سے مدینه کو اور جهاد کیا اُنهوں نے خدا کے دین کي ترقي کے لیئے اور (والذین آؤوا و نصروا) کے یهه معني هیں که جگهه دي مهاجرین کو اپنے گھروں میں اور مدد کي پیغمبر کي اور (اولئک هم المومنون حقا) کا یهه مطلب هی که وهي لوگ سچے مسلمان هیں اِسلیئے که اُنهوں نے اپنے اِیمان کو هجرت کرکے اور مدد دیکر ثابت کردیا *

اِس تفسیر کو دیکھکر اگر حضرات شیعه مهاجرین اور انصار کي فضیلت کا اِقرار نکریں تو سواے تعصب اور ضلالت کے کیا تصور کیا جاے کاش اگر حضرات بمقابله ایسي صریح آیتوں اور ایسے صاف بشارتوں کے ایک دو آیت بهي قران سے نکال کر همکو دکهلاتے اور جس طرح پر هم نے اُنکے فضایل اور درجات کو کلام الله سے ثابت کیا وه قران هي کي سند سے اُن کي ایک بهي برائي کا ثبوت پهنچاتے تو هم اُن کو کسي قدر معذور بهي جانتے لیکن افسوس تو هم کو اِسي بات کا هی که هم تو مهاجرین اور انصار کے فضایل میں قران کي آیتوں کو پیش کرتے هیں رسول کے احادیث کو بیان کرتے هیں اماموں کے قولوں کو اُنهیں کي کتابوں سے نکالکر دکهلاتے هیں اور وے اِن سب کو چهوڑکر چند مفتري کذابوں کي جهوٹهي باتوں کو پیش کرتے هیں اور اُن لوگوں کے قولوں پر عمل کرتے هیں جن کو اماموں نے نکال دیا اور جن پر اپني زبان سے لعنت کي اور جن کو جهوٹها اور فریبي خطاب دیا (جسکا ثبوت هم آینده کرینگے اِنشاء الله تعالی) پس اِنصاف کرنیوالے اِنصاف کر سکتے هیں که خدا کے کلام پر هم اِیمان رکهتے هیں یا حضرات شیعه اور قران کي آیات کي هم تصدیق کرتے هیں یا شیعیان عبد الله اِبن سبا *

اي یارو اگر فرض کیا جاوے که جو همارا اِعتقاد به نسبت صحابه کے هی وه معاذ الله باطل هووے اور جو عقیده شیعوں کا به نسبت اُن کے هی وهي صحیح هووے اور قیامت کے دن الله جلشانه عدالت کي کرسي پر بیٹهکر همارے اِعتقاد باطل پر هم سے جواب چاهے تو هم اُسي کي کتاب کو اُس کے سامهنے کر دینگے اور نهایت ادب سے عرض کرینگے که الله العالمین تو عادل هی اور موافق مذهب شیعوں کے تیرا عدل اصول اِیمان میں سے هی تو اب تو هي اِنصاف کر که یهه کتاب تیري هی جس کو تو نے همارے هدایت کے واسطے اپنے پیغمبر کي معرفت نازل کیا اور اِس کا نام کتاب مبین رکها اور اُس کي عبارت اور مضمون میں اغلاق اور تصنع کو دخل نه دیا هر چیز کو صاف صاف بیان کر دیا اور خود اُس کا حافظ رهکر اُس کو تحریف سے محفوظ رکها پس خداوندا هم نے تیرے هي کتاب کو اپني آنکهوں کے سامهنے رکهه لیا اور جو کچهه اُس میں تو نے کهه دیا اور فرما دیا اُسي پر هم نے یقین کیا مهاجرین اور انصار کي اِس قدر بزرگیاں اور فضیلتیں تو نے بیان کیں که هم اُن کي نسبت نیک اِعتقاد رکهنے پر مجبور هو گئے اور تیرے هي شهادت سے اُن کے اِیمان اور اِسلام پر بلکه اُن کے فضایل اور درجات پر معتقد هو گئے کهیں تو نے اُن کے حق میں فرمایا الذین امنوا و هاجروا و جاهدوا في سبیل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عندالله اولئک هم الفائزون کسي مقام پر تو نے اُن کي نسبت اِرشاد کیا والذین امنوا وهاجروا و جاهدوا في سبیل‌الله والذین آووا و نصروا اولئک هم‌المومنون حقا کسي جگهه اُن کي شان میں تو نے فرمایا (لهم مغفرة و رزق کریم) کسي مقام پر اُن کي صفت میں تو نے کها

(لیرزقنهم الله رزقا حسنا) غرض که خدایا جب همنے تیري کتاب کو کهولا تو کوئي ورق اور کوئي صفحه اُس کا مهاجرین اور انصار کے ذکر سے خالي نه پایا کسي آیت سے اُن کي برائي کا ثبوت کیسا اُن کي فضیلت پر شبهه تک نه هوا جب تیري کتاب سے اُن کي نسبت شهادت چاهي تو یهي معلوم هوا که (اولئک هم‌المومنون) جب قران سے اُن کے واسطے فال کهولے تو یهي نکلا که (اولئک هم‌الفائزون) پس جب تو نے بایں بے نیازي اُن کي صفات اور فضایل سے اپني کتاب کو بهر دیا اور اُن کي شان میں بار بار (لقد رضي الله عنهم و رضواعنه) فرمایا اور هم کو اُن کے اِقتدا اور پیروي کي تاکید کي اور اُن سے محبت رکهنے کي تحریص اور عداوت اور کینه رکهنے پر تهدید فرمائي تو هم اگر اُن سے محبت نه رکهتے اور اُن کو اچها نه جانتے اور اُن کي اِقتدا نه کرتے کیا کرتے الله العالمین تو نے هم کو اُن لوگوں میں تو پیدا نهیں کیا تها جن کي نسبت تو نے فرمایا هی الذین اخرجوامن دیارهم یبتغون فضلا من‌الله و رضوانا اُس گروه میں تو نے هم کو شامل هي نه کیا تها جس کي صفت میں تو نے اِرشاد کیا هی والذین تبوءوا الدار و الایمان من قبلهم یحبون من هاجرالیهم هم کو تو اُن سب کے پیچهے مخلوق کیا اور هم لوگوں کي نسبت پہلے هي سے تو نے یهه لکهه دیا که والذین جاءوا من بعدهم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذین امنوا تو کیونکر هم اُن پیشواؤں سے محبت نه رکهتے اور کس طرح اُن سے کینه اور عداوت رکهتے یهه کتاب تیري موجود هی جس کي نسبت تو نے فرما دیا تها که (نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون) اور اِسي وعده پر هم اُس کو [illegible] سمجهتے هے اور اُس پر اِیمان رکهتے آئے اگر یهه آیتیں جو مهاجرین اور انـ[illegible] کتاب میں موجود هیں تو پهر خدایا همارا کیا قصور اور کیا گناه هی جن کو تو نے اچهه [illegible] جانا جن کي تو نے تعریفیں کیں اُن سے هم نے محبت رکهے هاں اگر اِن لفظوں کي تو نے اور کچهه معني رکهے هوں اور اِس عبارت کا مطلب اور کچهه هو تو هم نهیں جانتے موافق تیرے اِرشاد کے تیري کتاب کو کهلي اور روشن کتاب سمجهتے تهے اور اُس کو معما اور پهیلیوں کا مجموعه نه جانتے تهے غرض که هم نهیں جانتے که جب هم یهه جواب دینگے تو خداوند عادل کس جرم میں هم کو سزا دیگا اور کسطرح هم کو اپني کتاب کا تصدیق کرنیوالا نه سمجهیگا هم کو تو یقین هی که ضرور ایسے عقیده سے خدا هماري نجات کریگا اور هم کو اُن کے مغفرت اور رزق کریم میں سے حصه عطا کریگا *

ای یارو همارا جواب تو سن لیا اب کچهه اپني جوابدهي کي فکر کرو که اگر تمهارا عقیده جو بهنسبت صحابه کے هی باطل ٹههرا اور قیامت کے دن خدا نے تم سے مواخذه کیا تو تم کیا جواب دوگے همارے نزدیک تو سواے اِسکے دوسرا جواب نهیں هو سکتا که خداوندا همنے تیري کتاب کو اِس لیئے پس پشت ڈال دیا تها که اُس میں اصحاب رسول نے تحریف کر دي تهي اور اُسکو کم و بیش کر دیا تها جیسا تو نے نازل کیا تها ویسا نه رکها تها اور اصلي مصحف اِمام صاحب کے پاس تها وهاں همارا گذر بهي نهو سکتا تها کچهه نشان اور پته بهي اِمام صاحب کا نه ملتا تها پس هم کو کیونکر مصحف عثماني پر عمل کرتے اور کیونکر محرف قران کے تصدیق کرتے هم تو اِس کو کبهي دیکهتے بهي نه تهے حفظ یاد کرنیکا کیا ذکر هی کبهي اُس کو پڑهتے بهي نه تهے بلکه همیشه اِمام صاحب کے خروج کي دعا کیا کرتے تهے اور اُنکے ساتهه جو اصلي قران تها اُسکے دیکهنے پر جان دیتے تهے مگر خداوندا همارا کیا قصور هی اِسلیئے که

توے أنکو ایسا چھپایا کہ کہیں أنکا سایہ بھي نہ دکھلائي دیا ہزاروں عرضیاں بھیجیں ایک کا بھي اِمام نے جواب نہ دیا صدہا درخواستیں خضر و اِلیاس کے ذریعہ سے براہ دریا اِرسال کیں کسي پر کچھہ حکم نہ آیا بڑے بڑے مجتہدوں سے پوچھا اُنہوں نے یہي فرمایا کہ ابھي اِنتظار میں رہو اور خروج اور ظہور کي دعا کیا کرو ہنوز وقت نہیں آیا لیکن ہمنے بہت اِنتظار کیا مگر ہمارے جیتے جي ظہور کس' کا خروج کیسا کچھہ خبر تک اِمام کي نہ آئي

شام تک تو آمد جاناں کا کھینچا اِنتظار وہ نہ آیا وعدہ اپنا یہاں برابر ہو گیا

ہند سے اِمام کي غیبت سرا تک ہمنے ہجرت کي لیکن دیکھنا کسکا ملنا کیسا صورت تو اِمام کي نظر ہي نہ پڑي پس بغیر اِمام کے ہم کیا کرتے اور کیونکر راہ حق پر چلتے ہاں اِمام کے دیکھنے والوں نے جو کچھہ ہم سے کہدیا اُسپر ہم اِیمان لے آئے اور اُسیکو حق جانتے رہے اور کبھي اُس سے نہیں پھرے پس اگر خدا یہہ جواب سنکر فرماوے کہ ای کمبختو جب کہ میں اپنے کلام کا حافظ تھا اور خود کہہ چکا تھا کہ (نحن نزلنا الذکر و انالہ لحافظون) تو کسکي مجال تھي کہ وہ تحریف کرتا اور کون تھا کہ اُسکو بدل دیتا کسنے تم سے کہا کہ میري کتاب میں تحریف ہوئي تھي تب تم شاید یہي جواب دوگے کہ ہمنے زرارہ سے سنا تہا ہم سے شیطان الطاق نے کہدیا تہا تب اُس وقت اگر خدا یہہ فرماوے کہ ای بدبختو میں سچا تہا یا زرارہ میرا رسول صادق تہا یا شیطان الطاق تو معلوم نہیں کہ کیا جواب دوگے ہمارے نزدیک تو سواے اِقرار جرم کے اور کچھہ جواب نہ دے سکوگے اور اُس وقت سواے اِسکے کہ (فاعترفوا بذنبہم فسحقاً لاصحاب السعیر) اور کچھہ حکم نہوگا *

ساتویں آیت

یا ایہاالذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا في سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃالدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا في الاخرۃ الاقلیل * الا تنفروا یعذ بکم عذ ابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شئي قدیر * الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذا خرجہ الذین کفروا ثاني اثنین اذ ھما في الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا و جعل کلمۃ الذین کفروا السفلی و کلمۃ اللہ ھي العلیا و اللہ عزیز حکیم *

جو آیتیں ابتک ہمنے لکہیں اُنسے عام مہاجرین اور انصار کي فضیلتیں ثابت ہوئیں اب ہم اِس آیہ کو لکھہ کر خاص حضرت صدیق اکبر رضي اللہ تعالی عنہ کي فضیلت ثابت کرتے ہیں *

جاننا چاہیئے کہ جب پیغمبر خدا صلي اللہ علیہ و سلم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائي اور تھوڑے دن مدینہ میں قیام فرما کر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگوں پر نہایت گراں گذرا اِس لیئے کہ گرمي کے دن تھے سفر دور دراز تہا خرموں کے پکنے کي فصل تھي اور روم کا خوف بھي غالب تہا تب اللہ جلشانہ نے واسطے ترغیب جہاد کے اِن آیتوں کو نازل کیا اور کئي طرح سے لوگوں کو سمجھایا چنانچہ اول آیت میں فرماتا ہی کہ یاایہاالذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا في سبیل اللہ اثاقلتم الي الارض کہ اي مؤمنین † تمہیں کیا ہو گیا ہی کہ جب تم سے جہاد کے لیئے کہا جاوے تب تم

† یہہ خطاب اُنہیں بعض سے ہی جو کہ جہادپر جانیسے تساہل کرتے تھے نہ کل مہاجرین اور انصارسے اور خطاب کل سے کرنا اوربعض مراد ہونا کلام عرب میں جاري ہی ورنہ حضرت علي اور بني ہاشم بھي اِس خطاب میں شامل ہو جاوینگے (منہ عفا عنہ)

اپنے گھروں سے نکلنا نہیں چاھتے کیا تم دنیا کي زندگي کو بمقابلہ آخرت کے اچھا سمجھہ کر اُسپر راضي هو حالانکہ دنیا کا فائدہ آخرت میں بہت هي تھوڑا هی اِس آیت میں اللہ جلشانہ نے دنیا کي حقارت بیان کرکے جہاد پر ترغیب دي بعدہ دوسري آیت الاتنفروا یعذبکم عذاباالیما و یستبدل قوما غیرکم ولاتضروہ شیئا واللہ علي کل شئي قدیر میں فرمایا کہ اگر تم سستي کروگے اور جہاد پر مستعد نہوگے تو خدا تم کو دنیا و آخرت میں عذاب دیگا اور تمھارے بدلے اور غیر قوم کو پیدا کریگا اور تمھاري مدد نہ کرنے سے خدا یا اُس کے رسول کا کچھہ نقصان نہیں هی اِس لیئے کہ خدا کو کچھہ پرواہ نہیں هی اور رسول کا وہ خود حافظ هی چنانچہ اپني بے نیازي اور اپنے رسول کي بے پروائي کو اِن لفظوں سے بیان کیا کہ الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اگر تم لوگ پیغمبر کي مدد نہ کروگے تو اُسکو تمھاري مدد کي حاجت نہیں هی اِسلیئے کہ خدا اُس کا مددگار هی اور اپني مددگاري کو اللہ جلشانہ اِس طرح سے ثابت کرتا هی کہ اذاخرجہ الذین کفروا ثاني اثنین اذھما في الغار کہ جب کفار نے پیغمبر کو مکہ سے نکالا اُس وقت کسنے اُسکي مدد کي اور اُس وقت کونسا لشکر اور گروہ اُسکا مددگار هوا اور سواے ایک یار کے دوسرا کون اُسکے ساتھہ غار میں گیا اور جب کفار درِ غار پر آ پہنچے اور درمیان پیغمبر کے اور اُنکے کچھہ فاصلہ نرھا اُسوقت اُسکا یارِ غار بھي گبھرا گیا اور یہہ خیال کرکے کہ ایسا نہو کہ کفار غار میں چھپے ہونے سے آگاہ هو جاویں اور مبادا پیغمبر پر کچھہ صدمہ پہنچاویں وہ غم کرنے لگا اُس اضطراب اور اضطرار کے حال میں بھي کہ بڑے بڑے شجاع اور جوانمرد گھبرا جاتے هیں میرے پیغمبر کو کچھہ اِضطراب نہوا اور اپنے یار کو لاتحزن اِن اللہ معنا کہکر مطمئن کیا اور میں نے اپنے پیغمبر کے کہنے سے اُس یار پر تسلي نازل کي کہ اُسکا خوف اور اِضطراب جو پیغمبر پر صدمہ پہنچنے کے خیال سے تھا جاتا رھا فانزل اللہ سکینتہ علیہ اور بعد گذر جانے اُس مُصیبت کے وقت کے جب بدر کي لڑائي هوئي تب میں نے ایسے لشکر سے مدد کي کہ جسکو تم دیکھہ نہیں سکتے تھے وایدہ بجنود لم تروھا آخر کار کفار کي بات کو پست کرکے اپني بات کو بلند کیا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلي وکلمۃ اللہ هي العلیا *

تمام مفسرین کیا شیعہ اور کیا سني اِسپر متفق هیں کہ (اذ اخرجہ الذین کفروا) میں جس زمانہ کا ذکر هی اُس سے هجرت کا وقت مراد هی اور (اذ یقول لصاحبہ) میں جو لفظ صاحب کا مذکور هی اُس سے حضرت ابوبکر صدیق مراد هیں اور اِسکے بھي سب قائل هیں کہ هجرت کا وقت بڑا نازک اور نہایت مصیبت اور تنہائي اور رنج کا تھا جو اُس وقت صدق دل سے شریک هوا اُسکا رتبہ بھي سب سے بڑا هی اور اِس سے بھي کسي کو اِنکار نہیں هی کہ حضرت ابوبکر صدیق اُسوقت سے کہ جب سے پیغمبر صاحب اپنے گھر سے برآمد هوئے اور جب تک غار میں رہے اور جب تک مدینہ میں پہنچے برابر همراہ رہے لیکن باھم همارے اور شیعوں کے یہہ اِختلاف هی کہ هم حضرت ابوبکر صدیق کي رفاقت کو اُنکے اخلاص اور نیک نیتي پر محمول کرکے اُنکو افضل مہاجرین جانتے هیں اور حضرات شیعہ اُنکے همراهي کو بد نیتي پر (و نعوذ باللہ من ذلک) محمول کرکے اُنکو منافقین میں سے سمجھتے هیں اِسلیئے هم اِسي آیت سے حضرت صدیق اکبر کي فضائل ثابت کرتے هیں اور حضرات شیعہ کے شبہات بیان کرکے اُنکا رد کرتے هیں *

بیان صدیق اکبر رضي الله تعالی عنہ کے فضایل کا جو اِس آیت سے ثابت هوتي هیں

اِس آیت سے بہت سي فضیلتیں حضرت ابوبکر صدیق کي ثابت هوتي هیں (اول) یہہ کہ جب پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و سلم کے قتل پر کفار مکہ نے اِتفاق کیا اور الله جلشانہ نے اُنکے اِرادہ سے حضرت کو آگاہ فرمایا اور اِجازت هجرت کي دي تب پیغمبر خدا نے بحکم الهي حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے همراہ لیا پس اگر خداے جلشانہ کے نزدیک ابوبکر صدیق اِیمان میں سچے اور اِسلام میں پکے نہوتے اور پیغمبر صاحب پر جان و دل سے عاشق نہوتے تو هرگز وہ ایسے وقت میں اُنکو ساتھہ لینے کي اِجازت نہ دیتا اور خود پیغمبر صاحب کو اگر اُنکي محبت اور عشق پر یقین کامل نہوتا تو کبھي ابوبکر صدیق کو اِس سفر میں اپنے همراہ نہ لیتے (دوسري) اگر ابوبکر صدیق اپنے جان و مال کو حضرت پر نثار کرنے سے راضي نہوتے تو وہ ایسي مصیبت کے وقت میں خود شریک نہوتے اور اپنے آپ کو معرض هلاکت میں نہ ڈالتے بلکہ حیلہ حوالہ کرکے اپنے آپ کو ایسي مصیبت کے وقت میں شریک هونے سے بچا لیتے (تیسري) گھر میں سے نکلنے کے وقت سے مدینہ منورہ میں پہنچنے تک جو باتیں صدیق اکبر نے کیں اور جس طرح پر پیغمبر خدا کي حفاظت کي اور جس طور پر حق رفاقت کا ادا کیا اُن سب باتوں سے ظاهر هوتا هي کہ ابوبکر صدیق کو پیغمبر خدا کے ساتھہ عشق کا مرتبہ تہا اور پیغمبر صاحب کے بچانے کے لیئے اپني جان اور آبرو کا کچھہ خیال نہ تہا (چوتھي) جتنے اوٗر اصحاب پیغمبر خدا صلي الله علیه و سلم کے تہے اُن میں سے کوئي اِس رتبہ کا نہ تہا کہ جس کو پیغمبر خدا اپنے همراہ لیتے اور جس کو اپنا یار غار بناتے سواے ابوبکر صدیق کے کہ اُنہیں کو ایسے وقت میں اپنا رفیق بنایا اِس سے ابوبکر صدیق کے افضلیت اوٗر اصحابوں پر ثابت هوتي هي (پانچویں) الله جلشانہ کو یہہ خدمت صدیق اکبر کي ایسي پسند آئي کہ اُنکي صدیقیت اور رفاقت کو اوٗر لوگوں کي تحریص اور ترغیب کے واسطے اِس آیت میں بیان کیا تاکہ اُسکو سنکر لوگوں کو غیرت آوے اور پیغمبر صاحب کي رفاقت پر مستعد هوجاویں پس اگر ابوبکر صدیق کي صدیقیت خدا کے نزدیک مقبول نہوتي اور اُنکي خدمت اور رفاقت اعلي درجہ کي نہوتي تو اُنکي مثال کیوں دي جاتي اور اُنکي یاري اور مددگاري اوٗروں کے دل بڑھانے کے لیئے کس لیئے بیان کي جاتي (چھٹویں) الله جلشانہ نے (ثاني‌اثنین) کا لفظ فرما کر ظاهر کیا کہ بعد پیغمبر خدا کے دوسرا شخص اداے مناصب دیني کے واسطے ابوبکر هي (ساتویں) الله جلشانہ نے (صاحبہ) کا لفظ ابوبکر صدیق کي نسبت فرما کر اُنکے صحابیت کو ثابت کیا کہ یہہ رتبہ کسي دوسرے کو نصیب نہیں هوا اِس لیئے ابوبکر صدیق کي صحابیت کا اِنکار درحقیقت نص قراني کا اِنکار هي (آٹھویں) اِس آیت میں اَلفاظ لاتحزن ان‌الله معنا سے ثابت هوتا هي کہ پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و سلم نے ابوبکر صدیق کو تسلي دي اور خدا کي حفاظت اور نصرت میں اُنکو اپنا ساتھي فرمایا جس سے معلوم هوتا هي کہ الله جسطرح پر حافظ اور ناصر اپنے پیغمبر کا تہا اُسیطرح پر اپنے پیغمبر کے یار غار کا حامي و مددگار تہا اور جب کہ اِس آیت سے یہہ ثابت هوا کہ الله ابوبکر کے ساتھہ تہا تو اِسي سے ابوبکر کا متقي اور محسن هونا ثابت هوا اِسلیئے کہ دوسري آیت میں الله

جلشانه نے فرمایا هی که ان الله مع الذین اتقوا والذین هم محسنون که خدا اُنهیں لوگوں کے ساتهه هوتا هی جو که متقي اور نیک هوتے هیں (نویں) الله جلشانه نے اپني تسلي ابوبکر صدیق پر نازل کي اور خدا اپني تسلي نازل نهیں کرتا مگر اُنهیں لوگوں پر جو که ایمان میں پکے اور اِسلام میں مضبوط هوتے هیں اور جن پر خدا اپنا فضل کرتا هی اور تسلي نازل کرنے کا ثبوت (فانزل السکینة علیه) سے هوتا هی (دسویں) اِن آیتوں پر غور کرنے سے بڑي فضیلت صدیق اکبر کي ثابت هوتي هی اِسلیئے که یهه آیتیں صرف واسطے ترغیب اور تهدید اُن لوگوں کے نازل هوئي هیں جو که جهاد پر جانے سے سستي کرتے تهے اور اِن آیتوں میں خدا نے اُن سستي کرنیوالوں کو سمجهایا اور ڈرایا اور اپني بے نیازي کو ظاهر کیا چنانچه اول دنیا کي حقارت کرکے اُنکو سمجهایا پهر اُنکو عذاب نازل کرنے سے اور اُنکے بدلے دوسرے قوم کو پیدا کرنے سے ڈرایا آخر کار اپني بے نیازي اور اپنے رسول کي بے پروائي کو بیان فرمایا اور پهر اُس بے نیازي اور بے پروائي کے بیان میں صدیق اکبر کي تمثیل دي اور اُنکي رفاقت اور محبت کا تذکره کیا پس اِسي سے ابوبکر صدیق کي صدیقیت اور اُنکي صاحبیت کے مرتبه کو قیاس کرنا چاهیئے که الله اور الله کے رسول کے نزدیک اُنکي نصرت و یاري کي کیسي کچهه وقعت تهي که منجمله اور [illegible] ترغیب و تهدید کے اُنکي [illegible] رفاقت کو بهي بیان کیا غرضکه فضایل ابوبکر صدیق کي جو اِن آیتوں سے ثابت هوتے [illegible] میں اجمالا هم بیان کر چکے اب اُن شبهات کو جو حضرات شیعه کرتے هیں بیان کرکے اُسکا رد کرتے هیں اور چونکه شبهات اُنکے ایسے پوچ اور رکیک هیں که اُنکي تردید کرنا ایسا هی جیسا روز روشن میں آفتاب کے طلوع سے اِنکار کرنیوالے کے مقابله میں دلائل اور براهین بیان کرنا لیکن به مجبوری موافق قول خاتم المحدثین کے (چون بناء کلام بر اصول گروهي نهاده است ناچار زمام اختیار بدست انها داده هر جا که کشیده برند میروند و بهر رنگ که رنگین کنند میشود) مگر منصف مزاجوں سے اُمید هی که اُن اِعتراضات کو ذرا اِنصاف سے دیکهیں اور علما و مجتهدین امامیه کے تعصب اور عناد پر خیال کریں که عداوت نے اُن کے دلوں پر کیسا پرده اور دشمني نے اُنکي عقلوں پر کیسا حجاب ڈال دیا هی که ایسي نص صریح سے اِنکار کرتے هیں اور افضل الصحابه کي فضیلت کے اِنکار کے لیئے کیسي پوچ تاویلیں بیان کرتے هیں وها انا اشرع في بیان هفواتهم *

بیان شیعیان عبدالله اِبن سبا کے اِعتراض کا اِس آیت پر

هم اِعتراضات کو اُسي ترتیب سے بیان کرتے هیں جس ترتیب سے هم نے فضیلتیں بیان کیں هیں تاکه دیکهنیوالوں کو هر فضیلت کے مقابله میں اِعتراضات اور شبهات شیعوں کے معلوم هو جاویں *

پهلا اِعتراض پهلي فضیلت پر

جو که هم نے پهلي فضیلت میں بیان کیا هی که الله جلشانه کے حکم سے پیغمبر خدا نے صدیق اکبر کو اپنے همراه لیا اُس کو امامیه اِس طرح پر رد کرتے هیں که نه خدا نے پیغمبر خدا کو ابوبکر

کے همراه لینے کي اِجازت دي نه پیغمبر صاحب نے اپني خوشي سے اُن کو اپنے ساتهه لیا بلکه بلا مرضي اور بغیر اِجازت حضرت کے ابوبکر همراه هو گئے چنانچه اِس باب میں جو کچهه علماء شیعه نے لکها هی اُس کو هم بیان کرتے هیں بڑے مجتهد صاحب یعني شیعوں کے قبله و کعبه ذوالفقار میں لکهتے هیں که احتجاج باین آیت موتوف است که به ثبوت رسد که هجرت ابوبکر باجازت حضرت نبوي واقع شده و شیعه این را قبول نه دارند اور قاضي نور الله شوستري نے مجالس المومنین میں اور اپنے اَور رسالوں میں بهي یهي لکها هی کما ذکره فی منتهي الکلام که قاضي نور الله شوستري در مجالس المومنین و بعضے از رسایل دیگر ذکر مي کنند که ابوبکر از منافقین بود و برخلاف امر اقدس نبوي در اثناء راه ایستاد و حضرت صلي الله علیه و سلم بعد زجرشدید او را همراه گرفت تا کفار را دلالت نه کند اور ایک رساله میں جو منسوب به حسنیه هی ایک بڑے میر صاحب اِس طرح پر لکهتے هیں که چون پاره راه برفت دید که شخصے در برابر آنحضرت مي آید حضرت توقف نمود چون نزدیک رسید بشناخت که ابوبکر است فرمود که ای ابوبکر نه من امر خدا بشما رساندم و گفتم که از خانه خود ها برون میائید تو چرا مخالفت امر الهي کردي گفت یا رسول الله دلم از پهنچنے نه بود و هراسان بودم نخواستم که در خانه قرار گیرم پیغمبر صلي الله علیه و سلم متحیر ماند بواسـ ـه حتي ,وقت کا اد. ـیدہ که کسے در همراهي خود برد درساعت حضرت جبرئیل باز رسید و گفت یا رسول الله بخدا سوگند که اگر این را مي گذارے و همراه نه گیرے کفار را گرفته از عقب تو بیاید و ترا بقتل رساند پیغمبر صلي الله علیه و اله و سلم آنوقت بالضرورت او را با خود برد و در غار داخل شد غرض که اِس اِعتراض سے ثابت هوا که ابوبکر صدیق به قصد گرفتار کرانے پیغمبر صاحب کے گهر سے نکلے اور راه روک کر کهڑے هو گئے اور باوجودیکه حضرت نے گهر میں سے نکلنے کو منع کر دیا تها وه عدول حکمي کر کے به اِراده ایذا رساني پیغمبر صاحب کے سد راه هوئے آخر کار پیغمبر صاحب مجبور هوئے اور به صلاح جبرئیل علیه‌السلام کے اُن کو اپنے ساتهه لے لیا اگر همراه نه لیتے تو ضرور ابوبکر کفار کو لے آتے اور پیغمبر کو گرفتار کراتے *

اگرچه اهل اِنصاف غور کر سکتے هیں توبه توبه ایسي بدیهي امر میں غور کي کیا حاجت هی ویسے هي سمجهه سکتے هیں که یهه اعتراض بالکل پوچ اور واهي هی اور اُسکي رکاکت اُس کے الفاظ و معاني سے ظاهر هی لیکن هم چند باتیں اِس اِعتراض کے بطلان پر لکهتے هیں اور سفاهت اِس دعوي کي که ابوبکر صدیق به قصد گرفتاري و ایذاء پیغمبر صاحب کے نکلے تهے ثابت کرتے هیں *

(اول) سوچنا چاهیئے که ابوبکر صدیق اُس وقت پیغمبر صاحب کے دوست تهے یا دشمن اگر دوست تهے تو قصد گرفتاري اور نیت ایذادهي کي کیا معني اگر دشمن تهے تو جس طرح پر ابوجهل وغیره اور دشمن حضرت کے حضرت کي قتل کي نیت سے آپ کے گهر پر گئے تهے اُسي طرح پر ابوبکر اُن کے ساتهه کیوں نه گئے اُن سے علحده کیوں هوئے *

(دوسري) ابوبکر کو حال هجرت کا اور وقت دولتسرا سے برآمد هونے کا اور غار میں تشریف لے جانیکا پیغمبر صاحب نے بتلایا تها یا نهیں اگر نهیں بتلایا تو ٹهیک وقت پر عین اُسي راه پر جس طرف سے حضرت جاتے تهے ابوبکر کس طرح راه روک کے کهڑے هو گئے اگر پیغمبر صاحب نے پہلے سے بتلا دیا تها

تو حضرت کو ابوبکر کا همراہ لے جانا منظور تھا یا نہیں اگر منظور نہ تھا تو راز فاش کرنے سے کیا حاصل تھا اور ایسي پوشیدہ بات کو دشمن پر ظاهر کرنے سے سواے اندیشہ ضرر کے کیا فائدہ تھا اور اگر ساتھہ لے جانا منظور تھا تو پھر اِعتراض بھي باطل ہوا *

(تیسري) اگر فرض بھي کیا جاوے کہ ابوبکر صدیق بہ نیت قتل پیغمبر خدا کے راہ روک کر کھڑے ہو گئے اور اپني بدنیتي میں ایسے مضبوط تھے کہ حضرت جبرئیل اُنکي نیت سے خوف کرکے فوراً هي سدرہ سے اُترے اور پیغمبر صاحب سے کہنے لگے کہ اگر این را میگذاري و همراہ نہ گیري کفار را از عقب تو گرفتہ بیاید و ترا بہ قتل رساند لیکن یہہ بات معلوم نہیں ہوتي کہ اُس وقت ابوبکر تنہا تھے یا اوَر کوئي کافر بھي اُنکے ساتھہ تھا اور ہتھیار بند تھے یا خالي ہاتھہ اگر یہہ کہا جاوے کہ اوَر کافر بھي موجود تھے تو کوئي شیعہ بھي اِس کا قایل نہیں اور اگر کوئي اوَر کافر همراہ ابوبکر کے نہ تھا تو تعجب آتا هی کہ ابوبکر باوجود جاننے شجاعت اور قوت پیغمبر صاحب کے تنہا حضرت کي گرفتاري اور قتل کو بغیر ہتھیار کے چل دیئے اور دو چار رفیقوں کو بھي اپنے همراہ نہ لیا اور اگر یہہ کہا جاوے کہ وہ فقط خبر لینے کے لیے [illegible] علیہ السلام کے اس ارشاد سے کہ (کفار را از عقب تو گرفتہ بیاید) بہ نصرت و رفاقت ثابت ہوتا هی [illegible] اُس جگہہ سے جہاں حضرت [illegible] ہیں اجمالا هم بیان کیا ابوبکر [illegible] آواز پہنچ سکتي [illegible] اِتني دور سے کہ [illegible] نزدیک تھے تو تعجب هی کہ ابوبکر نے اُن کو آواز دے کر کیوں نہ بلا لیا اور چپ چپ کیوں کھڑے رہے اور اگر دور تھے تو معلوم نہیں کہ کیوں پیغمبر خدا کو دیکھتے هي ابوجہل وغیرہ سے خبر کرنے کو نہ دوڑے کس امر کي اِنتظار میں کھڑے رہے اور تعجب تو اِس امر پر هی کہ جبرئیل علیہ السلام نے یہہ صلاح تو پیغمبر صاحب کو دي کہ اِس دشمن کو اپنے ساتھہ لے لو اور یہہ مشورہ نہ دیا کہ ذرا ٹھہرو جب یہہ تمہارے دشمنوں کو خبر کرنے اور بلانے کو جاوے تب چل دینا اور جب تک وہ لوٹے تب تک جاے مقصود پر پہنچ جانا خدا جانے جبرئیل کي عقل کو معاذ اللہ کیا ہو گیا تھا کہ ایسے اضطرار کے وقت میں پیغمبر صاحب کو ایسے دشمن کے همراہ لینے کي صلاح تو دي اور جو حکمت اُس سے بچنے کي تھي وہ نہ بتلائي *

(چوتھي) تعجب هی کہ جب ابوبکر کو پیغمبر صاحب کا گرفتار کرانا هي منظور تھا تو وہ پیغمبر صاحب کے ساتھہ کیوں چل دیئے اور کیوں غار میں جاکر حضرت کے ساتھہ چپ چاپ بیٹھہ رہے اور کس لیئے کوئي تدبیر گرفتار کرانے کي نہ کي اهل اِنصاف غور کریں کہ جس طرح پر اُس وقت ابوبکر صدیق نے حضرت کو راہ میں پایا تھا اور اُن کا قصد قتل کا تھا اگر اُس طرح پر ابوجہل یا اوَر کوئي کافر قریشي حضرت کو دیکھہ لیتا تو وہ کیا کرتا اور حضرت اُس سے کیا کرتے اگر کسي کي ذهن میں یہہ بات آوے کہ وہ حضرت کو چھوڑ دیتا یا حضرت اُس کو اپنے همراہ لے لیتے تو هم ابوبکر کي نسبت بھي شیعوں کے خیال کو درست کہہ سکتے ہیں هم نہایت تعجب کرتے ہیں کہ شیعوں کي عقل پر کیسا پردہ پڑ گیا هی کہ اِتنا نہیں سمجھتے کہ هجرت کا وقت وہ تھا کہ تمام کفار مکہ کے پیغمبر صاحب کے قتل کے درپے تھے اور در دولت پر مجمع کرکے اپنے اِرادہ کے پورا کرنے کے لیئے پہنچ گئے تھے اور کسیکو خبر تک نہ تھي کہ پیغمبر صاحب اِس گھر سے نکل گئے ہیں بلکہ

سب جانتے تھے کہ اپني جگھہ پر آرام کر رہے ھیں اُس وقت میں جو رفیق حضرتؐ کا ھوا اُسکي نسبت دشمني کا گمان کرتے ھیں اگر وہ رفیق بحکم اور بہ مرضي پیغمبر کي رفاقت کے لیئے آمادہ نہوتا تو وہ اُس گروہ میں شامل ھوتا جو در دولت پر واسطے قتل کے گیا تھا یا بلا اطلاع بلا خبر راہ روک کر کھڑا ھو جاتا *

جو کچھہ اب تک ھم نے لکھا یہہ بہ تسلیم روایات شیعہ کے لکھا اور اُس سے بھي صدیق کي صدیقیت کو ثابت کیا لیکن اب ھم اپنے دعوي کو عقلي دلایل سے قطع نظر کرکے نقلي دلایل سے ثابت کرتے ھیں اور خود حضرات امامیہ کے معتبر کتابوں سے اُن کے اعتراض کو رد کرتے ھیں اور بوحي الهي اور بمرضي رسالت پناهي ابوبکر صدیق کا ساتھہ ھونا ثابت کرتے ھیں مفسر کاشاني کہ جو علماء اعلام شیعہ سے ھیں تفسیر خلاصة المنہج میں تحریر فرماتے ھیں کہ امیرالمومنین را بر جاي خود خوابانید و خود از خانہ ابوبکر برفاقت او در همان شب بیرون آمده بان غار متوجہ شد پس حضرات امامیہ اِس مفسر کي تفسیر کے لفظوں کو کہ (خود از خانہ ابوبکر برفاقت او در همان شب بیرون آمده) ملا نوراللہ شوستري کے اِس مضمون سے کہ (ابوبکر از منافقین بود و برخلاف امر مقدس نبوي در اثناء راه ایستاد و حضرت صلي اللہ علیہ و الہ و سلم بعد زجر شدید او را همراه گرفت) ملاویں اور خود ھي تصفیہ کریں [illegible] کون سچا ھی اگر ایک روایت پر حضرات امامیہ کي خاطر جمع نہ ھو اور اُس کو قبول نہ کریں تو دوسري روایت سنیں اور کسي عالم اور مجتہد کي بھي نہ سنیں بلکہ خاص امام کي و ھو هذه تفسیر امام حسن عسکري علیہ السلام میں سورہ بقر میں لکھا ھی ‡ کہ جبرئیل علیہ السلام نے پیغمبر خدا صلي اللہ علیہ و الہ و سلم سے آکر کہا کہ اللہ جلشانہ آپکو سلام کہتا ھی اور یہہ فرماتا ھی کہ قریش خصوصاً ابوجہل نے آپ کے قتل کي تدبیر مصمم کي ھی اِس لیئے آپ کو چاھیئے کہ علي کو اپني جگھہ پر چھوڑیئے کہ وہ مثل اسمٰعیل کے جان نثاري کریگا اور ابوبکر کو اپنا رفیق کیجیئے کہ اگر وہ موانست کرے اور اپنے عہد پر قایم رہے تو جنت میں بلکہ اعلیٰ علیین میں آپ کا رفیق ھوگا تب پیغمبر خدا نے حضرت علي سے یہہ حال کہا حضرت علي اپنے مارے جانے پر راضي ھوئے بعدہ حضرت صلي اللہ علیہ و الہ و سلم ابوبکر کي طرف متوجہ ھوئے اور فرمایا کہ اي ابوبکر تو راضي ھی کہ اِس سفر میں میرے ھمراہ ھو اور کفار قریش جس طرح پر مجھے قتل کے لیئے تلاش کریں اِسي طرح تیرے قتل کے لیئے درپي ھوں اور یہہ بھي مشہور ھووے کہ تو نے مجھے اِس کام پر آمادہ کیا اور میري رفاقت کے سبب سے تجھہ پر طرح طرح کے عذاب پہنچیں ابوبکر نے عرض کي کہ یا رسول اللہ میں تو وہ شخص ھوں کہ اگر تیري محبت میں سخت ترین بلاؤں میں گرفتار ھوں اور قیامت تک اُن میں پڑا رھوں توبھي میرے نزدیک اِس سے بہتر ھی کہ تجھہ کو چھوڑکر دنیا کي سلطنت قبول کروں میري جان میرا مال میرے اھل و عیال لڑکے بالے سب آپ پر قربان ھیں آپ کو چھوڑ کر کہاں رھونگا

کف پا بہر زمیني کہ رسد تو نازنین را — بلب خیال بوسم همہ عمر آن زمین را

یہہ سنکر پیغمبر خدا صلي اللہ علیہ و الہ و سلم نے فرمایا کہ اگر تیري زبان موافق تیرے دل کے ھی تو

‡ اگر ھم اصل عبارت اُس تفسیر کي نہ لکھیں توکبھي کسیکو یقین نہ ھووے کہ امام حسن عسکري علیہ السلام کي تفسیر میں جو موافق روایات شیعہ کے ھی ایسي روایت لکھي ھوگي اِسلیئے ھم بجنسہ اُسکي عبارت کو منتہي الکلام سے نقل کرتے ھیں ان اللہ تعالیٰ اوحی الیہ یا محمد ان العلي الاعلی یقرأ علیک السلام ویقول لک ان اباجہل و الملاء من قریش قد دبروا علیک قتلک الی ان قال وامرک ان تستصحب ابابکر فانہ ان آنسک وساعدک ووازرک وثبت علی ما عاهدک وتعاقدک کان في الجنة من رفقائک و في غرفاتها من خلصائک الی ان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لابي بکر ارضیت ان تکون معي یا ابابکر تطلب کما اطلب و تعرف بانک انت الذي تحملني علی ما ادعیہ فتحمل عنی انواع العذاب قال ابوبکر یا رسول اللہ اما انا لو عشت عمر الدنیا اعذب جمیعها اشد عذاب لا ینزل علي موت مریح ولا فرح و کان ذلک في محبتک لکان ذلک احب الي ان اتنعم فیها و انا مالک لجمیع ممالیک ملوکها في مخالفتک و هل انا و مالي وولدي الا فداءک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لاجرم ان اطلع اللہ علي قلبک و وجد ما فیہ موافقا لما جری علی لسانک جعلک مني بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد وبمنزلة الروح من البدن کعلي الذي هو مني کذلک و علي فوق ذلک لزیادة فضائلہ و شرف خصالہ یا ابابکر ان من عاهد اللہ ثم لم ینکث ولم یغیر ولم یبدل ولم یحسد من قد ابانہ اللہ بالتفضیل فهو معنا في الرفیق الاعلی

بالیقین خداي تعالی تجهه کو بمنزله میرے سمع و بصر کے کریگا اور تجهه کو میرے ساتهه وه نسبت هوگي جو که سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے هی * الخ

اِس روایت کو دیکهکر هم نهیں جانتے که پهر کیونکر شیعوں کي زبان سے یهه بات نکلیگي که بلا اِجازت پیغمبر خدا کے ابوبکر صدیق راه روک کر کهڑے هو گئے تهے اِس لیئے که خود امام حسن عسکري علیه‌السلام تصدیق کرتے هیں که پیغمبر خدا نے بحکم اور بوحي الهي ابوبکر کو اپنے ساتهه لیا تها اور جو کچهه ابوبکر نے پیغمبر خدا سے کہا اور جو کچهه حضرت نے اُن کي نسبت فرمایا اُس پر بهي غور کرنے سے معلوم هوتا هی که ابوبکر صدیق کو پیغمبر خدا سے کیسي محبت تهي اور پیغمبر خدا کو بهي اُن پر کیسي شفقت تهي که اُن کو اپني سمع و بصر اور جان اور دل سے تشبیه دیتے تهے جاننا چاهیئے که اِس حدیث کو جب تفسیر امام حسن عسکري علیه‌السلام سے نکال کر مولوي حیدرعلي صاحب نے جواب میں سبحان علي خاں کے لکها تها تو خانصاحب کے هوش و حواس جاتے رهے اور مضطر هو گئے اور حقیقت میں هوش و حواس جانیکا مقام تها اِسلیئے که جب امام کے قول سے حضرت ابوبکر صدیق کا بوحي الهي حضرت کے ساتهه هجرت کرنا اور پیغمبر خدا کا ابوبکر صدیق کو سمع و بصر سے تشبیه دینا درست هوا تو پهر [illegible] امامیه میں [illegible] باقي رها [illegible] منشي سبحان علي خانصاحب نے اِس روایت کو دیکهکر [illegible] مولوي نورالله صاحب شهید ثالث کے نورالعین کے [illegible] رساله [illegible] العجائب والغرائب مطبوعه سنه [illegible] هجري کے صفحه [illegible] میں [illegible] هی قابل ملاحظه کے هی هم بهي شایقین کے دیکهنے کے لیئے اُس عبارت کو بلفظه نقل کرتے هیں (وهوهذه)

لکن اشکال همین است که ناصب احادیث طریقه امامیه را اِلتقاط کرده بالفعل پنج جزو از کتاب ابرام بصارت‌العین یا چه نام دارد فرستاده دران حدیث مبسوط از تفسیر منسوب به حضرت امام حسن عسکري علیه‌السلام قصه هجرت در مدح ابي‌بکر نقل کرده پس اگر تالیفش و تالیف بنده بدست کسے از متمذهبین بمذهبي غیر اِسلام افتد و احسرتاه وا اسفاه یعني معاذالله حکم بتعارضا و تساقطا کند مد بر عالم جلت قدرته زمان ظهور صاحب الامر والزمان زود برساند تا این اختلاف از میان بر خیزد غرضکه منشي صاحب هزار واحسرتاه و واویلاه مچاویں اور هرچند امام صاحب الامر کے ظهور کي دعا کریں مگر امام حسن عسکري علیه‌السلام کي تکذیب نهیں کر سکتے اور جو فضایل ابوبکر صدیق کي امام کے قول سے ثابت هوئي اُسکو باطل نهیں کر سکتے *

اي بهائیو ذرا سوچو که جب امام صاحب یهه فرماویں که بوحي الهي ابوبکر کو پیغمبر خدا نے اپنے همراه لیا اور پهر ملا نورالله شوستري وغیره معاندین یهه کهیں که ابوبکر راه روک کر کهڑے هو گئے تهے تو اب هم امام کے قول کي تصدیق کریں یا ملا نورالله شوستري کي بات سنیں حقیقت تو یهه هی که ملا نورالله شوستري نے ظاهر میں تو دعوي محبت ائمه کا کیا لیکن باطن میں اُن کو جهوٹها بنایا اور تشیع کے پرده میں اِیمان اور اِسلام کو داغ لگایا

دامن فشان گذشت و ادا را بهانه ساخت خاکم بباد داد و صبا را بهانه ساخت

اِس تفسیر کي روایت سے بهي اگر سیري نه هووے اور فارسي اُردو پڑهنیوالے کو اُس تفسیر کا ملنا

دشوار هو تو ایسي کتاب کي روایت سنیں جو هر جگهه مل سکتي هی اور جسکا مولف بڑا غالي شیعي مشهور هی اُسیکو دیکهکر ذرا غیرت پکڑیں اور تعجب کریں که پیغمبر کے یار غار کے صدیقیت باوجود ایسے تعصب و عناد کے اُنهیں کے مجتهدین و علما کے اِقرار سے ثابت هوتي هی اور اُنکي بغض کے بیماري کي دوا اُنهیں کے نسخوں سے نکل آتي هی اِس پر بهي اگر دوا نه کریں اور اپنا هلاک هونا چاهیں تو اِختیار هی اب اُس روایت کو سننا چاهیئے جو حمله حیدریه میں مذکور هی

چنین گفت راوي که سالار دین | چو سالم بحفظ جهان آفرین
ز نزدیک آن قوم پر مکر رفت | بسوئي سرائي ابوبکر رفت
پئے هجرت او نیز آماده بود | که سابق رسولش خبرداده بود
نبي بر در خانه اش چون رسید | بگوشش نداي سفر در کشید
چو بوبکر زان حال آگاه شد | ز خانه برون رفت و همراه شد
گرفتند پس راه یثرب به پیش | نبي کند نعلین از پاي خویش
بسر پنجهٔ راه رفتن گرفت | پئے خود ز دشمن نهفتن گرفت
چو رفتند چندي بدامان دشت | قدوم فلک ساي مجروح گشت
ابوبکر انگه بدو شش گرفت | ولي زین حدیث است جاي شگفت
که در کس چنان قوت آمد پدید | که بار نبوت تواند کشید
برفتند القصه چندي دگر | چو گردید پیدا نشان سحر
بدیدند غاري دران تیره شب | که خواندي عرب غار ثورش لقب
گرفتند در جوف آن غار جاي | ولي پیش بنهاد بوبکر پاي
بهر جا که سوراخ یا رخنه دید | قبا را بدرید و آن رخنه چید
بدینگونه تا شد تمام آن قبا | یکے رخنه نگرفته ماند از قضا
بران رخنهٔ ماندہ آن یار غار | کف پاي خود را نمود استوار
نیامد جز او این شگرف از کسے | که دور از خرد مي نماید بسے
نیامد چنین کاري از غیر او | بدینسان چو پرداخت از رفت ورو
در آمد رسول خدا هم بغار | نشستند یکجا بهم هردو یار

اِس روایت سے ثابت هوتا هی که پیغمبر خدا صلي الله علیه و سلم خود ابوبکر صدیق کے گهر گئے اور اُن کو همراه لیا اور جو کچهه ابوبکر صدیق نے خدمتیں کیں یعنے پیغمبر خدا کو دوش پر چڑهانا اور غار میں اول جانا اور اُس کو صاف کرنا اور قبا کو چاک کرکے سوراخوں کا بند کرنا اور باقیمانده سوراخ کو اپنے کف پا سے مسدود کرنا وہ عشق و محبت پر دلالت کرتے هیں نه که نفاق و عداوت پر اگر یهه خدمتیں جو ابوبکر صدیق نے شب هجرت میں کیں نفاق کے نشانیاں هیں تو معلوم نهیں که محبت اور عشق کي علامتیں کیا هیں *

یهه بات بهي لایق لکهنے کے هی که جو بعض شیعوں نے یهه دعوي کیا هی که پیغمبر خدا نے سب صحابه کو منع کیا تها که اپنے گهروں سے نه نکلنا اور ابوبکر نے خلاف حکم پیغمبر کےکیا وہ

بالکل غلط هی اِس لیئے که خود مورخیں اُن کے اِقرار کرتے هیں که پیغمبر خدا نے سب اصحاب کو اول هي سے روانه کر دیا تها اور صرف دو شخصوں کو رکهه لیا تها یعنے حضرت علي کو که اُن کو اپني جگهه پر سولایا اور ابوبکر صدیق کو که اُن کو اپنے ساتهه لیا پس کون سا اصحاب باقي رهٔ گیا تها جس کو پیغمبر خدا نے شب هجرت میں باهر نکلنے سے منع کیا هو اور جنکي نسبت یهه اِرشاد کیا هو (که نه من امر خدا به شما رساندم که از خانه خودها بیرون میائید تو چرا مخالفت امر الهي کردي) اور یهه امر که سب اصحاب پهلے هي هجرت کر گئے تهے اور صرف حضرت علي اور ابوبکر صدیق رهٔ گئے تهے باقرار مورخیں شیعه ثابت هی چنانچه حمله حیدریه میں لکها هی که

حبیب خدا چون بدید آن ستم — چنین داد فرمان ز لطف و کرم
که اصحاب هجرت به یثرب کنند — نهان یکیک از چشم اعدا روند
نهادند یاران بفرمان قدم — برفتند پنهان بد نیال هم
بدینگونه رفتند یاران تمام — علي ماند و بوبکر و خیرا لا نام

غرض که باقرار علماء شیعه ثابت هوا که پیغمبر خدا نے باجازت اور بحکم الهي ابوبکر کو همراه لیا اور ابو[illegible] نے حق [illegible] اچهي طرح [illegible]

[illegible]سر اِعتراض دوسري فضیلت پر

دوسري فضیلت میں همنے بیان کیا هی که اگر ابوبکر صدیق پیغمبر خدا پر عاشق نهوتے اور اپنے جان و مال کو حضرت پر نثار کرنے پر راضي نهوتے تو ایسي مصیبت کے سفر میں کبهي شریک نهوتے اُسپر علماء شیعه یهه اِعتراض کرتے هیں که ابوبکر کي نیت هجرت میں اچهي نه تهي چنانچه مجتهد صاحب ذوالفقار میں لکهتے هیں که همچنین به اتفاق فریقین شرط ترتب ثواب بر هجرت صحت نیت ست الي قوله پس ماداميکه مارا علم به صحت نیت ابي‌بکر به ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیة متیقن نمي شود و تا متیقن نشود احتجاج باین آیه بر علو مرتبه او نمي تواند شد اور قاضي صاحب احقاق‌الحق میں فرماتے هیں که وقد ظهرمن جزعه و بکائه مایکون من مثله فسادالحال في‌الاختفاء الي قوله فا فضلیته في الغار یفتخر بها لابي‌بکر لولا المکابرة واللداد یعني ابوبکر صدیق کي جزع اور بکاء سے ثابت هوا که اُنکا حال اچها نه تها اور نیت اُنکي درست نه تهي اِس اِعتراض کا جواب خود اِمام حسن عسکري علیه‌السلام کي تفسیر سے اُوپر مذکور هو چکا که جب پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و اله و سلم نے پوچها که ارضیت ان تکون معي یا ابا بکر تطلب کما اطلب الي قوله قال ابوبکر یا رسول‌الله اما انالو عشت عمرالدنیا اعذب جمیعا اشد عذاب الخ ای ابوبکر تو میرے ساتهه چلنے سے اِس شرط پر راضي هی که تو عذاب اور تکلیف میں گرفتار هووے تو اُنهوں نے یهي جواب دیا که آپ کي رفاقت میں اگر قیامت تک مجهے عذاب هووے تو منظور هی لیکن دامن چهوڑنا منظور نهیں هی پس اِس جواب سے کیا ثابت هوتا هی نیک نیت هونا ابوبکر کا یا بدنیت هونا اور چونکه نیت کا حال افعال اور اعمال سے

ظاهر هوتا هی اور حرکات جوارح سے دل کي کیفیت معلوم هوتي هی پس جو کام ابوبکر صدیق نے شب هجرت کو کیئے وہ اُنکي نیک نیتي پر شاهد هیں یا اُنکي بدنیتي پر *

تیسرا اِعتراض تیسري فضیلت پر

تیسري فضیلت میں همنے بیان کیا هی که گھر سے نکلنے کے وقت سے مدینه میں پهنچنے تک جو باتیں صدیق اکبر نے کیں وہ اُنکے عشق اور محبت پر ساتھه رسول خدا کے دلالت کرتي هیں حضرات شیعه اُس سے اِنکار کرتے هیں اور کهتے هیں که ابوبکر صدیق کي حرکتیں اُنکي نفاق اورعداوت پر دلالت کرتي هیں اِسلیئے هم اُنکي اُن خدمتوں کو جو شب هجرت اُنهوں نے کیں بیان کرتے هیں تا که معلوم هوجاوے که جو کام ابوبکر صدیق نے کیئے وہ سواے عاشق صادق کے کسي دوسرے سے هو نهیں سکتي (اول) جب پیغمبر خدا صلي الله علیه و سلم کے ساتھه ابوبکر صدیق چلے تب راہ میں اِدھر اُدھر نظر کرتے جاتے تھے حضرت نے پوچھا که ای ابوبکر یهه کیا تیرا حال هی تب ابوبکر صدیق نے عرض کي که یا رسول الله میرا مطلب صرف آپکي حفاظت هی چنانچه صاحب منتهي‌الکلام ریاض‌النضرہ سے اِس کا خلاصه اِن لفظوں سے لکھتے هیں که چون صدیق همراہ ان حضرت صلي‌الله علیه و اله و سلم بارشاد شریف متوجه غار شد گاهے پیش میرفت و گاهے در عقب و زماني بجانب راست توجه میکرد و ساعتے به طرف چپ قطع راہ مي نمود حضرت پرسید که ای ابوبکر گاهے ترا چنین نه دیدہ بودم چه افتاد که در رفتن راہ اختلاف میکني عرض کرد که مقصود من نگاهباني حضرت از شر دشمنان است مبادا که ازین جهات در رسند و حضرت را از راہ تا غار بر دوش برد (دوسري) جب پیغمبر خدا کے پاے مبارک کے کسل پر ابوبکر صدیق کو اِطلاع هوئي تو بغیر اِسکے که حضرت نے کچھه کها هو ابوبکر صدیق نے حضرت کو اپنے دوش پر چڑهایا اور غار تک پهنچایا پس زهے نصیب ابوبکر کي که جنکے دوش پر شاہ نبوت نے قدم رکھا چنانچه اِس امر کو هم اُوپر حمله حیدریه سے ثابت کر آئے هیں (تیسري) جب غار کے کنارہ پر پهنچے تب اول ابوبکر صدیق غار میں گئے اور اُس کو صاف کیا اور سوراخوں کو بند کیا تب پیغمبر خدا کو بلایا اور اپنے زانو پر سولایا اِسکو بهي هم اُوپر ثابت کر آئے هیں اور † قاضي نورالله شوستري بهي ابوبکر صدیق کے اول غار میں جانے کو تصدیق کرتے هیں (چوتهي) ابوبکر صدیق کے اُس پانوں میں جو بند کرنے کے لیئے سوراخ پر رکھا تھا سانپ نے کاٹا اور حضرت نے اُنکو تسلي دي (پانچویں) جب تک غار میں رهے تب تک ابوبکر صدیق کے گھر سے اُنکا لڑکا کھانا پهنچاتا رها اور پیغمبر صاحب کو کهلاتا رها (چھٹویں) دو اُونٹنیاں پیغمبر خدا نے ابوبکر صدیق کے بیٹے سے منگائیں اور اُس نے حاضر کر دیں ایک پر آپ سوار هوئے اور اپنے ساتھه ابوبکر کو سوار کیا اور دوسرے پر عامر جو که شعبان بیت‌الحرام تھا اور شتربان سوار هوا چنانچه اِن سب باتوں کو جسطرح پر صاحب حمله حیدریه نے بیان کیا هی اُسکو هم لکھتے هیں *

† کما قال ان قوله تعالی ثاني اثنین بیان حال الرسول صلي الله علیه و اله و سلم باعتبار دخوله في الغار ثانیاً و دخول ابي بکر اولا کما نقل في التسیر (احقاق الحق)

ثبوت میں امر چہارم کے

چو شد کار پرداخته آن چنان | رسیدند کفار پیاپي بران
دراندم بکف پاي آن يار غار | که بر روي سوراخ بود استوار
رسیدش ز دندان مارے گزند | و زان درد افغان او شد بلند
پیغمبر باو گفت آهسته باش | رسیدند اعدا مکن راز فاش
مغور رغم مگردان صدا را بلند | که از زخم افعي نیابي گزند

ثبوت میں امر پنجم کے

بغار اندرون تا سه روز و سه شب | بسر برد آن شه بفرمان رب
شدي پور بوبکر هنگام شام | به بردي دران غار آب و طعام
نمودي هم از حال اصحاب شر | حبیب خداي جهان را خبر

ثبوت میں امر ششم کے

نبي [illegible] را | ‡ که اي چون پدرانش صادق و صفا
دو جمازه باید کنون راهوار | که ما را رساند به یثرب دیار
برفت از برش پور بوبکر زود | بدنبال کاري که فرموه بود
هم از اهل دین بد یکي جمله دار | برو کرد راز نبي آشکار
ازو جمله دار این سخن چون شنود | دو جمازه دردم مهیا نمود
تهي شد ازان قوم آن کوه و دشت | رسول خدا عازم راه گشت
بصبح چهارم بر آمد ز غار | دو جمازه آورده بد جمله دار
نشست از بر یک شتر شاه دین | ابوبکر را کرد با خود قرین
بر آمد بران دیگري جمله دار | بهمراه او گشت عامر سوار

پس نہایت تعجب کي بات هی که باوجودیکه مورخیں شیعوں کے اِن خدمتوں کا اِقرار کرتے هیں اور پھر بھي ابوبکر صدیق کي صدیقیت کا اِقرار نہیں کرتے *

‡ حضرت ... اِس ... کرنا چاهیئے که خدا نے ابوبکر کي صداقت او... کو کس صف... بیان فرمایا هی (منه عفا عنه)

---

* ساتواں اِعتراض ساتویں فضیلت پر

* چوتھي اور ... اور چھٹھویں فـ... کے اِعتراضوں اور فضیلتو... اِعتراضات کے میں بیان کریں...

همنے اُوپر بیان کیا هی که (لصاحبه) کے لفظ سے صاحبیت ابوبکر صدیق کي ثابت هوتي هی اور یهه رتبه کیسي دوسرے کو نصیب نہیں هوا که خدا نے کسیکي صحابیت کو تخصیص کرکے بیان فرمایا هو اُسپر علماء شیعه چند طرح سے اِعتراض کرتے هیں (اول) اِس طرح پر که لفظ صاحب سے مراد همراه کے هی اُس سے کوئي فضیلت ثابت نہیں هوتي بلکه الله جلشانه نے اپنے کلام میں کافر کو مومن کا صاحب بیان کیا هی چنانچه فرماتا هی فقال لصاحبه و هو یحاوره اکفرت بالذي خلقک من تراب اور

دوسري جگهه فرماتا هي كه حضرت يوسف نے اپنے رفيقوں سے جو قيد ميں تهے اور كافر تهے فرمايا (يا صاحبي السجن) پس اِس صاحب كے لفظ سے فضيلت بيكطرف اِسلام كا ثبوت بهي نهيں هوسكتا اور صحابيت اِصطلاحي كے ليئے اِيمان كا هونا ضرور هي كه وه ابوبكر صديق كو حاصل هي نه تها پس وه فضيلت جو اِس لفظ سے ظاهر هوتي هي نسبت اُنكے ثابت نهيں هو سكتي چنانچه آيت اول كا جواب يهه هي كه بيشك آيۃ (فقال لصاحبه وهو يحاوره) ميں الله جلشانه نے كافر كو صاحب مومن كا فرمايا مگر اُسيوقت اُسكي اهانت بهي بيان كردي اور اُسكا كفر ظاهر كرديا اور كهديا كه (اكفرت بالذي خلقك من تراب) اور يهاں جو صديق اكبر كو صاحب بيان كيا تو اُسكے ساتهه هي وه كلمه جو محبت اور تسلي پر دلالت كرتا هي بيان كرديا كه پيغمبر كے طرف سے فرمايا كه (لاتحزن ان الله معنا) كه نه غمگين هو خدا همارے ساتهه هي پس دونوں ميں كيا مناسبت هي اور دوسري آيت كا يهه جواب هي كه (صاحبي السجن) ميں صاحب كا لفظ مضاف سجن كي طرف هي نه حضرت يوسف كي طرف اور اِس آيه ميں لفظ صاحب كا مضاف نبي كي طرف هي رها اِيمان لانا ابوبكر صديق كا وه بروايات معتبره اِماميه كے ثابت هي چنانچه مجالس المومنين ميں قاضي نورالله شوستري نے لكها هي كه خالد بن سعيد ا ز سابقين اولين بوده اِسلام او مقدم بر اِسلام ابوبكر بوده بلكه ابوبكر به بركت خوابے كه او ديده بود مسلمان شده بود بالجمله سبب اِسلام خالد آن بود كه در خواب ديده بود كه بر كنار آتشے افروخته ايستاده است و پدر او ميخواهد كه او را در آتش اندازد كه ناگاه رسالت پناه گريبان اورا گرفته بجانب خود كشيد و با او گفت كه بجانب من بيا تا به آتش نيفتے خالد ازين خواب هولناك بيدار شد و قسم ياد كرد كه .اين خواب من صحيح است وا نگاه متوجه خدمت حضرت رسالت گرديد در راه ابوبكر با او ملاقات نمود و از حال او پرسيد خالد صورت واقعه را باو بيان نمود ابوبكر نيز با او موافقت كرد و بخدمت ان حضرت صلي الله عليه و سلم آمدند و بشرف اِسلام فايز گرديدند اِس روايت كے ديكهنے والے اِنصاف كرسكتے هيں كه جو شخص اِسلام كي سچائي پر بالهام غيبي يقين لايا هو اور جسكو خدا نے روياء صادقه كے ذريعه سے اِيمان پر راغب كيا هو اُسكي نسبت كس كي زبان سے نكل سكتا هي كه وه اِيمان سے بے بهرة تها براے خدا كوئي قاضي نورالله شوستري كے اِس فقرة كو كه (ابوبكر به بركت خوابے كه او ديده بود مسلمان شده بود) مجتهد صاحب كے اِس فقرة سے كه (خليفه اول از اول امر از اِيمان بهره نداشت باتفاق من علماء الامامية) مطابق كرے اور اِنصاف سے نه گذرے كه اِن لوگوں كو دشمني اور عداوت نے كيسا اندها كر ديا هي كه ايسے صديق كے اِيمان سے اِنكار كرتے هيں جسكو خدا نے بذريعه روياء صادقه كے حقيقت اِسلام پر آگاه كرديا هو اگر كوئي كهے كه قاضي نورالله شوستري نے اِسلام كا اِقرار كيا هي اور مجتهد صاحب نے اِيمان سے اِنكار فرمايا هي اُس كا جواب هم چند طرح سے ديتے هيں (اول) يهه كه هم كو يهه امر ثابت كرنا هي كه ابوبكر صديق نے پيغمبر صاحب كي نبوت كو دل سے سچ جانا اور حضرت كي دعوت كو دل سے قبول كيا اُس كا نام مجتهد صاحب اِسلام ركهيں يا اِيمان سو بفضله تعالى قاضي نورالله شوستري كے اِقرار سے ثابت هو گيا اور اگر مجتهد صاحب نے اِيمان اور اِسلام كے لفظوں ميں اِس نظر سے فرق كيا هو كه اِيمان سے مراد تصديق بالجنان هي اور اِسلام سے فقط اِقرار باللسان اور اِيمان سے ابوبكر صديق

کے اِس لیئے اِنکار کیا کہ اُن کو پیغمبر صاحب کي نبوت پر تصدیق قلبي کا مرتبہ نہ تھا تو اُن کے تکذیب کے لیئے اُنھیں کے شہید ثالث کا اِقرار کافي هی یعنے (ابوبکر بہ برکت خوابي کہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود) (دویم) همنے مانا کہ اِیمان اور اِسلام میں فرق هی اور اِس روایت سے شہید ثالث کے اِسلام ابوبکر کا ثابت هوتا هی نہ اِیمان لیکن هم ابوبکر صدیق کا اِیمان بهي امیرالمومنین علي مرتضیٰ کے اِقرار سے ثابت کرتے هیں اور مجتہد صاحب کے تار و پود کو درهم برهم کیئے دیتے هیں مومنین کو چاهیئے کہ اُس کو ذرا دل سے سنیں اور اپنے بزرگوں کي بے خبري پر افسوس کریں کہ علامہ حلي نے شرح تجرید میں لکھا هی کہ قال علیہ‌السلام یوماً علي المنبر انا الصدیق الاکبر انا الفاروق الاعظم اسلمت قبل ان اسلم ابوبکر و آمنت قبل ان آمن کہ حضرت علي علیہ‌السلام نے ایک دن منبر پر یہہ فرمایا کہ میں هوں صدیق اکبر میں هوں فاروق اعظم اِسلام لایا قبل اِسلام ابوبکر کے اور اِیمان لایا قبل اِیمان لانے ابوبکر کے پس علامہ حلي نے حضرت علي کي زبان سے اِسلام بهي ابوبکر کا اور اِیمان بهي اُنکا ثابت کر دیا اگر نوراللہ شوستري کے قول سے مجتہد صاحب کا قول باطل نہ هوا تھا تو اب علي مرتضیٰ کے قول سے اُنکا یہہ قول کہ خلیفہ اول از اِیمان بہرہ نداشت باطل هوگیا و الحمدللہ علي ذلک بلکہ اِس روایت سے یہہ بهي معلوم [illegible] وقعت اور عزت اور شہرت تهي کہ حضرت علي نے [illegible] بیان [illegible] پہلے اِیمان اور اِسلام لایا اگر موافق قول شیعوں کے [illegible] اِیمان اور اِسلام میں کامل نہوتے یا معاذ اللہ [illegible] اُنسے پیشتر اِیمان لانے پر افتخار کیوں کرتے (سویم) اِس روایت سے یہہ بهي ثابت هوا کہ ابوبکر صدیق کے اِسلام و اِیمان کي نسبت جو علماء اِمامیہ کا قول هی کہ وہ صرف ظاهر میں اِسلام لائے تھے اور کاهنوں کے کہنے سے بہ طمع خلافت مسلمان هو گئے تھے وہ بالکل غلط هی لیکن قاضي صاحب کے شہادت سے جس میں اُنہوں نے ابوبکر صدیق کو سابقین اولین میں بیان کیا اُن کے اگلے پچھلے جھوٹھے هو گئے اور یہہ کوئي خیال نہ کرے کہ قاضي صاحب کے اِس فقرہ نے فقط اپنے علما اور مجتہدین کے قولوں کو باطل کیا بلکہ اپنے حضرت صاحب‌الامر کے قول کو بهي رد کر دیا یعني شیعوں کے اِمام مهدي صاحب کا بهي یهي قول هی کہ ابوبکر صدیق دنیا کي طمع سے اِیمان لائے تھے اور یہودیوں سے پیغمبر صاحب کي پادشاهت اور غلبہ کا حال سنا کرتے تھے پس موافق اُنکے کہنے کے ظاهر میں کلمہ‌گو هو گئے تھے چنانچہ اِسکو ملا باقر مجلسي نے بحارالانوار سے رسالہ رجعتیہ میں بروایت † شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمي کے لکھا هی اسلام ابوبکر طوعاً بود اما براے طمع دنیا زیرا کہ ایشان باکفرہ یہود مخلوط بودند الي قولہ چون حضرت دعوي رسالت فرمود ایشان از روي گفتہ یہود بہ ظاهر کلمتین گفتند و در باطن کافر بودند *

الغرض اِن روایتوں سے اِسلام اور اِیمان ابوبکر صدیق کا بخوبي ثابت هوا اور جب اِیمان اور اِسلام اُنکا بخوبي ثابت هوا تو (لصاحبہ) کے لفظ سے یہہ بهي بہ نص قرآن ثابت هوا کہ وہ پیغمبر کے صاحب تھے اور پیغمبر صاحب کے اصحابوں کے جو فضایل اور درجات هیں اور جنکو علماء امامیہ بهي تسلیم کرتے هیں اُنکي مصداق بهي ٹھہري پس باوجود اِسکے جو کوئي اُنکي صحابیت سے اِنکار کرے اور اُنکے فضایل کو نہ مانے وہ منکر نص قرآني هی *

† یہہ روایت [illegible] منجملہ اُن رو[illegible] هی جنسے اکث[illegible] شیعوں کے بهر[illegible] هیں اور ج[illegible] بیہودگي اور [illegible] پر هنسي آتي [illegible] آیندہ جهاں [illegible] شیخین کے اِیـ[illegible] کا تفصیلي [illegible] لکھینگے انشاء اللـ[illegible] اِس روایت [illegible] نقل کرکے موم[illegible] خوش کرینگے (منہ عفا عنـ[illegible]

آٹھواں اعتراض آٹھویں فضیلت پر

ہم نے اوپر بیان کیا ہی کہ (لاتحزن ان الله معنا) سے ثابت ہوتا ہی کہ جب ابوبکر صدیق نے کفار کو درغار پر آ پہنچا ہوا دیکھا تو وہ بخیال اِس کے کہ حضرت کو صدمہ نہ پہنچے اندوھگین ہوئے تب حضرت نے فرمایا کہ (لاتحزن ان الله معنا) کہ کچھہ غم نہ کر خدا ہمارے ساتھہ ہی اور (معنا) جس میں ضمیر جمع متکلم کي ہی اِس لیئے فرمایا کہ اُس معیت میں خدا کے ابوبکر بھي شریک ہوویں پس پیغمبر صاحب نے ابوبکر کو بھي اُس معیت میں اپنے شامل کر لیا اِس پر چند طرح سے امامیہ اِعتراض کرتے ہیں (اول) اِس طرح پر کہتے ہیں کہ حزن ابوبکر کا طاعت تہا یا معصیت اگر طاعت تہا تو پیغمبر خدا کا طاعت سے منع کرنا ثابت ہوتا ہی اور اگر معصیت تہا تو عصیان ابوبکر ثابت ہوا (دوسرے) ابوبکر کو خدا اور اُس کے رسول کے قول پر یقین نہ تہا اور با آنکہ اپني آنکھہ سے غار میں بہت سي نشانیاں حفاظت کي دیکھیں مثل کبوتروں اور عنکبوت وغیرہ کے مگر تب بھي اُن کو یقین حفاظت پر نہ ہوا اور خوف کے مارے زور زور سے رونا شروع کیا اور ہرچند پیغمبر خدا نے جھڑکارا اور بزجر و توبیخ باز رکہناچاہا مگر وہ رونے اور چلانے سے باز نہ رہے (تیسرے) ابوبکر کا رونے اور چلانے سے یہہ مقصد تہا کہ کفار آواز سن لیں اور پیغمبر صاحب کو گرفتار کر لیں اور اِسي واسطے حضرت اُن کو سمجہاتے اور رونے سے باز رکہتے تہے لیکن وہ باز نہ رہتے تہے اور اپني بدنیتي اور فساد باطني کو رونے کے پیرایہ میں ظاہر کرنا چاہتے تہے بلکہ بعض دانشمندوں نے اِس قدر اور بھي بڑھا دیا ہی کہ جب ابوبکر کا رونے سے کام نہ نکلا اور کافروں نے اُن کي آواز نہ سني تب اُنہوں نے اپنا پانوں غار سے باہر کر دیا کہ کفار دیکھہ لیں اور غار کے اندر گھس آویں کہ اُسي وقت خدا کے حکم سے سانپ نے اُنکے پانوں میں کاٹا اور بمجبوري اُنہوں نے اپنا پانوں اندر کھینچ لیا (چوتھے) جب ابوبکر کا مطلب پانوں کے باہر کرنے سے بھي حاصل نہ ہوا یعنے کافروں نے آکر حضرت کو غار میں سے نہ پکڑا تب اور طرح سے پیغمبر خدا کو تکلیف دینا شروع کیا یعنے حضرت علي کي یاد کرنے لگے اور اُن کي تنہائي پر اپنا رنج ظاہر کرنے لگے تب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ (لاتحزن) کہ اے ابوبکر اپنا رنج علي کي تنہائي پر ظاہر نہ کر (ان الله معنا) خدا ہمارے اور علي کے ساتھہ ہی (پانچویں) (ان الله معنا) سے دو معنے مراد لیتے ہیں ایک یہہ کہ خدا ہمارے اور علي کے ساتھہ ہی دوسرے یہہ کہ ابوبکر سے پیغمبر خدا نے کہا کہ خدا ہمارے ساتھہ ہی یعنے ہمارے نیکي پر اور تمہارے بدي پر مطلع ہی ہم کو نیکي کا صلہ اور تم کو بدي کا بدلا دیگا اِن تقریروں کو سنکر ہر شخص محو حیرت ہوگا اور زانوے تحیر سے سر نہ اُٹھائیگا اور تعجب کریگا کہ یہہ اِعتراض ہی یا مجنونوں کي بڑ ہی جواب ہی یا دیوانوں کي جھک ہی بلکہ جو لوگ عقل و دانش رکہتے ہیں اُن کو تو یقین ہي اِس پر نہ ہوگا کہ یہہ تقریریں کسي عالم یا مجتہد کي زبان سے نکلي ہونگي مگر جس کسي کو شک ہو وہ احقاق الحق اور مجالس المومنین وغیرہ کو کھولکر دیکھے کہ اِنھیں تقریروں کو شہید ثالث نے کس آب و تاب سے لکھا ہی اور ملا خضر مشہدي نے اِن تقریروں پر کیسا فخر کیا ہی اور صاحب تقلیب المکائد نے بجواب تقریر خاتم المحدثین کے اِسي پر کیسا کچھہ ناز کیا ہی بلکہ مولانا صاحب پر بڑا طعنہ کیا ہی کہ اُنھوں نے قاضي

نور الله شوستري کے تقریروں کو بعینه نقل نهیں کیا اور اِن لفظوں سے اپنا غصه ظاهر کیا هی که

ناصبي را مي بایست که این عبارت جناب قاضي را نقل میکرد و بران انچه مي توانست وارد میکرد

تراشیدن تقریرے از طرف خود و نسبت دادن به طرف شیعیان و بعد ازان بجواب آن مشغول شدن

از اعظم مکاید این ناصبیست اب هم اُن تقریروں کا خلاصه تو لکهه چکے اصل عبارت کو بهي لکهتے هیں‡ اور نهایت ادب سے خدمت میں حضرات شیعه کے عرض کرتے هیں که وے ذرا اِنصاف فرماویں که یهه تقریریں ایسي هیں که اُن پر کوئي ناز کرے یا ایسي هیں که اُن سے شرماوے همارے نزدیک اگر کسي دانشمند یا صاحب حیا و شرم کي طرف ایسي تقریروں کو کوئي منسوب کرے تو ضرور وه اُس نسبت کو اپنا عار و ننگ سمجهیگا اور ایسي پوچ اور بیهوده باتوں کي انتساب سے شرماویگا معلوم نهیں که قاضي صاحب اور ملا صاحب نے اِن تقریروں میں کون سے مضامین حکیمانه درج کیئے هیں اور کیسے جواهر بیش بها اُن میں رکهے هیں جنپر اُن کو اور اُن کے مقلدین کو اِس قدر ناز و افتخار هی هم تو اُن میں ایک بات بهي ایسي نهیں پاتے جو بیهودگي سے خالي هو اور ایک لفظ بهي ایسا نهیں دیکهتے جو سفاهت اور رکاکت سے محفوظ هو

[illegible] ١٤ [illegible] ترسمه [illegible] مکشد که جا اینجاست

[illegible] اور ملا صاحب [illegible] که اُن کے تقریروں کو بلفظه نقل نه کیا اور [illegible] اُن کي تشهیر هي منظور هی اِسلیئے اب هم نے به مجبوري اُن کو نقل کر دیا اگرچه هم کو ایسے بیهوده تقریروں کے جواب میں لکهنا اوقات کا ضایع کرنا هی مگر تنبیهاً للسفهاء کچهه لکهتے هیں به نسبت پہلے اِعتراض کے که حزن ابوبکر کا طاعت تها یا معصیت اگر طاعت تها تو پیغمبر صاحب نے کیوں منع کیا اگر معصیت تها تو ابوبکر کا گنهگار هونا خدا کي کتاب سے ثابت هوا جواب الزامي یهه هی که الله جلشانه نے جو خطاب حضرت موسیٰ سے کیا هی که لاتخف انک انت الاعلي اور حضرت لوط سے فرمایا هی که لاتحزن انا منجوک واهلک اور پیغمبر خدا سے فرمایا هی که لایحزنک قولهم اِس سے ظاهر هوتا هی که حضرت موسیٰ اور حضرت لوط کو خوف تها اور پیغمبر خدا کو کافروں کے باتوں سے حزن هوتا تها خدا نے اُنکے اِطمینان اور تسلي کے لیئے لاتخف و لاتحزن فرمایا پس هم شیعیان پاک سے پوچهتے هیں که اُن پیغمبروں کا خوف طاعت تها یا معصیت اگر طاعت تها تو خدا کا طاعت سے منع کرنا ثابت هوتا هی اگر معصیت تها تو انبیاء معصومین کا گنهگار هونا ثابت هوتا هی پس جو کچهه وه اِسکا جواب دینگے وهي هماري طرف سے سمجهیں اِسکے جواب میں قاضي نورالله شوستري نے مجالس المؤمنین میں به ضمن حکایات مفیده شیخ مفید کے بجواب تقریر ابوالحسن خیاط رئیس معتزله کے لکها هی که انبیا کي عصمت به دلیل عقلي ثابت هی اِسلیئے جو نهي اُنکي نسبت هی اُس سے ظاهري معني مراد نهیں هو سکتے اور ابوبکر کي عصمت ثابت نهیں اِسلیئے جو نهي اُنکي شان میں هی اُسکي ظاهري معني مراد هیں وهذه عبارته

مضمون آن آیات نهي است لیکن انبیا را از ارتکاب قبیحے که فاعل آن

مستحق ذم میشود بواسطه دلیل عقلي که بر عصمت انبیا واجتناب ایشان از گناهان قایم گشت موجب

‡ و هو هذه
وکیف یتوهم
منقبة في حض
قدظهر في الغ
ذلک لانه لماد
الحرز الحریز و
المصئون بحیث
الله تعالیٰ علي
ما یظهرله من ال
تعشیس الطائر
العنکبوت علي
یظن السلامة و
بالایة و اظهر ا
المخافة حتی غلب
[illegible]
الي مدسه و
مداراته و نهاه عن
و زجره و نهي
لایتوجه في الح
الي الزجر عن ا
سبیل الي ص
المجاز بغیر دلیل
وقدظهر من جزع
ما یکون من منذ
الحال في الاخفاء
نبي عن استدن
منه ولوسکن نفسه
و عد الله تعالیٰ
صدقه فیما اجر
نجاته لم یحزن
ان یکون امنه ولا
قلبه في الموضع
یقتضي سکونه ف
في الغار یفحز بها
لو لا المکابرة و اللد
انتهي

عدول از ظاهر شده از ظواهران آيات عدول ميكنم و هر گاه اتفاق حاصل باشد درانكه ابوبكر معصوم نه بود
واجب‌ست كه اجراے نہي كه درشان آن واقع شده بر ظاهر آن كه تبع حال ابوبكر است بماند بجواب
اِسكے هم يهه كہتے هيں كه خوف كو معصيت ميں شمار كرنا هي غلط هى اور انبيا نے جو خوف كيا اور
خدا نے اُنكو اُس سے مطمئن كيا اُس نہي كو بلا ضرورت ظاهر سے عدول كرنا هي لغو هى بلكه خوف كو
معصيت قرار ديكر عمداً ابنياء پر تہمت كرنا هى اور جو فرقه انبيا كي عصمت كا قايل نہيں هى اُسكو
تقويت دينا هى حالانكه خوف منجمله اُن امور بشريت كي هى جنسے كسي بشر كو خواه وه نبي هو خواه
اِمام هو خواه ولي هو چاره نہيں اور اُسپر خدا كي طرف سے بهي مواخذه نہيں هى چنانچه حضرت موسىٰ
اور هارون كو حكم هوا كه فرعون كو جاكر سمجهاؤ اور اُسكو دعوت اِيمان كي كرو تو اُنهوں نے خوف كيا
اوريوں كہا كه ربنا اننا نخاف ان يفرط علينا اوان يطغي كه خداوندا هم كو خوف هوتا هى كه كہيں وه همپر
زيادتي نكرے تب الله نے مطمئن كيا اور فرمايا كه لاتخافا انني معكما كه كچهه خوف نكرو ميں تمهارے
ساتهه هوں پس ذرا غور كرنے كا مقام هى كه جب حضرت موسىٰ اور هارون باوجود نبوت كے خوف
كريں اور خدا كي طرف سے اِس خوف پر اُن كو عتاب نه هووے اور اُن كي نبوت ميں فرق نه آوے
تو اگر حضرت ابوبكر صديق نے جو بالاتفاق نه نبي تهے نه معصوم خوف كيا تو كيا گناه كيا بلكه جس
طرح پر خدا نے حضرت موسىٰ اور هارون كو (انني معكما) كہكر مطمئن كرديا اِسي طرح پر پيغمبر
خدا نے (ان الله معنا) فرما كر ابوبكر كو مطمئن كر ديا هم كو شهيد ثالث كي سمجهه پر نہايت
تعجب آتا هى كه ابوبكر صديق كے محزوں اور مغموم اور خايف هونے سے خوف كو بهي گناهوں ميں داخل
كر ديا اور ايک ابوبكر كے ذمه گناه ثابت كرنے كے ليئے تمام پيغمبروں كي نسبت معاصي كا اِلزام لگايا اور
بلا ضرورت الفاظ خوف كو اُن كي حقيقي ظاهري معني سے عدول كيا ليكن جب كه جا بجا قران ميں
الفاظ خوف كے انبيا كي نسبت وارد هيں اور مفسرين نے اُس كي ظاهري معني مراد ليئے هيں اور
كسي نے خوف كو معصيت اور گناه اور نقص ميں شمار نہيں كيا هى تو ايک شهيد ثالث كے كہنے سے
كچهه نہيں هو سكتا چنانچه آيه فاوجس منهم خيفة كي تفسير ميں علامه طبرسي نے جو محققين شيعه سے هيں
لكها هى كه فلما امتنعو اعن الاكل خاف منهم وظن انهم يريدون سوءًا فقالوا اي قالت الملائكة لاتخف يا اِبراهيم
كه جب فرشتوں نے حضرت اِبراهيم كے ساتهه كهانا نه كهايا تو وه ڈرے اور گمان كيا كه كہيں يهه لوگ كچهه
بدي سے پيش نه آويں تب ملائكه نے كہا كه اى اِبراهيم كچهه خوف نكرو اور هم سے نه ڈرو هم آدمي
نہيں هيں پس خوف دوركرنے كے ليئے جوكلمات تشفي اور تسلي كے به لفظ (لاتخف) يا (لاتحزن) كلام
الهي يا احاديث نبوي ميں مذكور هيں اُن كو از قبيل اُس نہي كے تصور كرنا جو ارتكاب معاصي كے
منع كے ليئے مستعمل هيں بڑي غلطي هى ورنه اگر يهه امر تسليم كر ليا جاوے كه جہاں لفظ (لا) كا جو
حرف نہي كا هى اِستعمال كيا جاوے وهاں مراد نہي عن المعصيت هو يا جهاں كسي شى كي نہي بيان هو
اُس سے اُس كا وقوع هونا بهي ضروري سمجها جاوے تو هزاروں اِعتراض ائمهٔ كرام پر ايسے وارد هونگے
كه سواے اُنكي عصمت كے دوسرا جواب حضرات اِماميه سے بن نه پڑيگا مثلاً علل الشرائع ميں لكها هى
كه پيغمبر خدا صلي الله عليه وسلم حضرت علي عليه السلام سے فرماتے هيں كه يا علي لاتتكلم عندالجماع

ولاتنظر الي فرج امراتک ولاتجامع امراتک بشهوة امراة غيرک که ای علي نه کلام کر وقت جماع کے اور نه ديکهه اپني عورت کي شرمگاه کو اور نه صحبت کر اپني بي‌بي سے اور کسي عورت کي شهوت پر پس اگر کوئي پوچهے که حضرت علي يهه کام کرتے تهے يا نه کرتے تهے اگر نه کرتے تهے تو وه قاعده باطل هوا جاتا هی که نهي شی وقوع شي پر دال هی اور اگر کرتے تهے تو وه فعل طاعت تها يا معصيت اگر طاعت تها تو پيغمبر خدا نے کيوں منع کيا اگر معصيت تها تو امام معصوم کا گنهگار هونا ثابت هوا اگر کوئي يهه جواب دے که امام معصوم هوتے هيں اِس ليئے اِس نهي کو اگرچه نهي عن‌المعصيت هی از ظاهر عدول آن ميکنيم تو هم بهي به مجبوري يهه کهنے لگينگے که ابوبکر صديق بهي محفوظ تهے اِسليئے هم بهي نهي (لاتحزن ان‌الله معنا) کو از ظاهر آن عدول ميکنيم ای يارو ايسي صريح اور صاف بات کو عناد اور عداوت سے کيوں معما اور پهيلي بنائے دبتے هو اور سيدهي سچي بات کو کسليئے مشکل کيئے ديتے هو ذرا اِنصاف کرو که اگر کوئي دوست کسي دوست پر صدمه پهنچنے سے رنج کرے اور وه دوست اُسکو مطمئن کرے اور کهے که کچهه خوف نه کر الله همارا مددگار هی تو يهه کهنا از قبيل تشفي اور تسلي کے هی يا از قسم زجر وتوبيخ کے اگر تشفي اور تسلي کے قسم سے هو تو لاتحزن ان‌الله معنا کو بهي اُس قسم سے سمجهو خدا کي آيتوں کي تحريف لفظي نه کرو اور يهه خيال نه کرو که نهي کے حرف کا اِستعمال واسطے منع اور زجرو توبيخ کے هوتا هی بلکه واسطے ترحم اور شفقت کے بهي هوتا هی چنانچه اگر قران مجيد کے لفظوں پر کوئي غور کرے تو اُس کو خود معلوم هو جاويگا که اکثر جگهه خدا نے پيار و ... ميں بهي حرف نهي کا استعمال کيا هی چنانچه پيغمبر خدا سے فرماتا هی که لاتحرک به لسانک ... بهت جلدي زبان نه کهول ديا کر اور ميرے کلام کو پورا سن ليا کر اور دوسرے مقام پر فرماتا هی نه فلا تذهب نفسک عليهم حسرات که لوگوں کے پيچهے تيري جان نه جاتي رهے تو اُنکے ليئے اپني جان نه دے تو کيا اِن کلمات کو بهي قاضي صاحب زجرو توبيخ کے کلمے سمجهينگے اور تحريک لسان اور ذهاب نفس کو معصيت اور ذم تصور کرکے بلحاظ عصمت حضرت کے ظاهر سے عدول کرينگے اور اگر اِن کلمات کو رحمت اور شفقت پر محمول کرينگے تو اپنے دعوي کے سفاهت کے قايل هونگے (اِعتراض دوسرا) که ابوبکر کو خدا اور رسول پر کچهه يقين نه تها اِسليئے باوجود ديکهنے بهت سي نشانيوں حفاظت کے وه رونے اور هاے هاے مچانے لگے اِسکا جواب يهه هی که هاے هاے کرنا اور زور زور سے چلانا ابوبکر صديق کا کسيطرح پر ثابت نهيں هی اِسليئے که قران مجيد سے تو حزن کرنا ثابت هوتا هی اور حزن کے معني نوحه اور فرياد کے نهيں هيں اگر کوئي خاص لغت کي کتاب حضرات اماميه کي ايسي هو که جو الفاظ صحابه کبار کي شان ميں هوں اُنکي کچهه معني هي علحده اُس ميں لکهے هوں تو هم نهيں جانتے ورنه حزن کے معني غم کے هيں نه هاے هاے مچانے اور زور سے چلانے کے جس کو نورالله شوستري نے احقاق‌الحق ميں لکها هی که حتي غلبته بکاوه و ترائد قلقه وانزعاجه علاوه اِسکے خود مفسرين اِماميه کي تفسير پر خيال کرنا چاهيئے که اُنهوں نے حزن کے کيا معني لکهے هيں پس مفسر کاشاني نے خلاصة‌المنهج ميں اِسکا ترجمه کيا هی که چون گفت پيغمبر بيار خود را اندوه مخور اور علامه طبرسي نے فرمايا هی (لاتحزن) ای (لاتخف) پس همکو سراسر حيرت هی که قاضي صاحب نے حزن کے معني نوحه و فرياد کے کهاں سے نکالے اور يهه امر که خوف مقتضاے بشريت هی اور انبيا اور ائمه کو بهي هوا هی اور معصيت نهيں هی هم اُوپر ثابت کر

آئے هیں اوراب پھر ثابت کرتے هیں که حضرت موسی نے خود الله جلشانه سے کہا که اخاف ان یقتلون
که میں ڈرتا هوں که کہیں فرعون اور اُس کے لشکری مجھے قتل نه کر ڈالیں تب خدا نے فرمایا که
لاتخف انک من آلامنین که هرگز اِس کا خوف نه کر تو امن و امان میں رهیگا بلکه علماء اِمامیه نے
حضرت موسی کے خایف هونے کا ایسے موقع پر اِقرار کیا هی که نه اُس سے اِنکار کر سکتے هیں نه اُس
میں تاویل کر سکتے هیں چنانچه جو دلیل حضرت علي کي حضرت موسی سے افضل هونے پر بیان کي
هی اُس میں یهي تقریر کي هی که حضرت موسی جب مصر سے مدین کو جاتے تھے تب وه خایف اور
هراساں تھے فخرج منها خائفا یترقب اور حضرت علي هجرت کي رات کو بے خوف پیغمبر کے بستر پر
بفراغ خاطر سوتے تھے اگر کچھه بھي خوف هوتا تو هرگز اُن کو نیند نه آتي ‡ اور اگر اِس پر بھي
حضرات شیعه کي خاطر جمع نهو اور ابوبکر صدیق پر خوف و ترس کے اِلزام لگانے سے باز نه آویں تو هم
اُنکے اِقرار سے خود پیغمبر خدا کا خایف هونا ثابت کرتے هیں چنانچه صاحب تقلیب المکائد کید
هشتاد وهفتم کے جواب میں فرماتے هیں که اگر خوف قتل وقتال نه بود پیغمبر خدا چرا مختفي
بیرون رفت وحال آنکه سبب هجرت فرمودن رسول خدا محض خوف قتل بود بار خدایا سمجھه
میں نهیں آتا که علماء شیعه حضرت ابوبکر صدیق کے حزن و خوف کو کس طرح اُنکے عدم یقین پر
محمول کرتے هیں جبکه انبیا و مرسلین کے حزن وخوف کا خود اِقرار کرتے هیں اور خاص سیدالانبیا
کي هجرت کا سبب محض خوف قتل کہتے هیں همارے عقیده کے مطابق ابوبکر صدیق حضرت موسی سے
افضل نه تھے که خایف نه هوتے پیغمبر خدا سے زیاده اِطمینان اُن کو نه تھا که قتل وقتال سے نه ڈرتے
یهه عقیده تو حضرات شیعه کا هی که حضرت موسی کو خایف بتلاویں پیغمبر خدا کي نسبت قتل و قتال
کے خوف کو نسبت دینے کو عیب نه جانیں لیکن حضرت علي کي نسبت خوف کا خیال بھي
نکریں اور اُنکے تقیه کو هتک آبرو کے خوف کا سبب سمجھیں جیسا که تقلیب المکائد کا مولف
لکھتا هی تقیه بجهت خوف هلاکت جان خود نه بود بلکه به جهت خوف هتک عرض و ناموش بوده
الي قوله که دانستي که خوف حضرت امیرالمومنین نه از هلاکت جان بود بلکه خوف هتک عرض وناموس
غرض که اِن سب روایتوں کے دیکھنے سے یهه بات ثابت هو گئي که اِلزام خوف کا ابوبکر صدیق پر
کسیطرح عاید نهیں هو سکتا اِسلیئے که اگر یهه کہا جاوے که اُنکو خوف قتل و قتال کا تھا تو ایسا خوف
باقرار علماء شیعه انبیا کو بھي هوا هی اور اگر یهه کہا جاوے که اُن کو قتل وقتال کا خوف نه تھا
بلکه هتک آبرو کا تو اِس کا خوف حضرت امیرالمومنین علي مرتضی کو بھي هوا هی جو به اِعتقاد شیعه
سب نبیوں سے افضل اور سب پیغمبروں سے بهتر تھے الحاصل قران مجید کي آیتیں اور ائمه کي حدیثیں
اور علماء امامیه کے اقوال اِس پر شاهد هیں که حضرت ابراهیم سے پیغمبر جو خدا کے خلیل تھے
اور حضرت موسی سے نبي جو خدا سے باتیں کیا کرتے تھے اور حضرت سیدالانبیا علیه التحیة والثنا سے
رسول جو خدا کے خاص محبوب تھے اورحضرت امیرالمومنین علي مرتضی سے امام جو پیغمبر کے وصي
اور خدا کے شیر تھے اور سب پیغمبروں سے افضل اور بهتر تھے قتل و قتال کے خوف اور عزت اور
آبرو کے خوف اور ڈر سے محفوظ نهیں رهے تو اگر ابوبکر صدیق بھي خوف و ترس سے نه بچے هوں

جب ر رن موسی نے غیب سے آواز انا الله کي سني تب خوف زده هو گئے که خدانے فرمایا لاتخف انني لا یخاف لدي المرسلون بعده جب ساحران فرعون سے مقابله هوا اور جادوگروں نے اپني رسیونکو سانپ کي شکل پر دکھلایا تب بھي حضرت موسی ڈر گئے که خدا اُسکي خبر دیتا هی فاوجس في نفسه خیفة آخر خدانے خوف دور کرنیکے لیئے کہا که لاتخف انک انت الاعلي حالانکه خدا نے حضرت موسی سے وعده کر لیا ... انتماومن اتبعکما الغالبون که تم اور تمهارے متابعین غالب هونگے اورجب حضرت موسی نے فرعون اور اُسکے لشکرسے خوف قتل کا کرکے خدا سے کہا تھا که اخاف ان یقتلون که میں ڈرتا هوں که وه قتل نکریں تب بھي خدا نے لاتخف کہکر مطمئن کر دیا تھا تو باوجود ایسے وعدهای الهي کے حضرت موسی کے خوف اور اندیشے کا کوئي محل نه تھا پس اگر فقط خوف دلیل عدم رضاء وعده الهي پر هووے تو هزار درجه صدیق اکبر سے بڑھکر اِلزام حضرت موسی پر هو سکتاهی اور جسقدر شیعیان علي صدیق اکبر پر طعنه کرتے هیں اُس سے زیاده منکرین نبوت پیغمبروں پر طعنه کر سکتے هیں و نعوذبالله من ذلک

تو کیا عجب هی لیکن هم کو نہایت تعجب آتا هی علماء شیعه سے که اُنهوں نے ابوبکر صدیق کے ایک شب کے خوف پر اِس قدرزبان درازي کي اور اُنکے خوف کو اُن کي کفرو نفاق کا نتیجه سمجها باوجودیکه اُن کا عقیدہ هی که تمام ائمه کرام اول سے آخرتک پیدایش کے زمانه سے موت کے وقت تک هرلحظه و هرساعت خوف میں رهے اور امام اول سے لیکر امام آخرالزماں تک سب کے سب تقیه کرتے رهے ایک بهي ائمه اثنا عشر سے ایسا نہیں هوا که جسکي عمر خوف و ترس میں نه گذر گئي هو اور ایک لحظه بهي خوف سے مہلت پائي هو آخر تقیه جسکي بنا سراسر خوف پر هی ایمان کا جزو اعظم قرار دیا گیا اور التقیه دیني و دین آبائي امامت کا کلمه مقرر کیا گیا پس جبکه ائمه کرام باوجودیکه موت و حیات اُنکے اِختیار میں که جب تک چاهیں زندہ رهیں ملائکه اُنکے حکم میں که جو چاهیں وہ کریں نگاہ میں اُنکے وہ تاثیر که اگر پہار کي طرف دیکهیں وہ بهي پهت جاوے بازو میں اُن کے وہ قوت که اگر ایک هاتهه اُٹهاویں اسي هزار جن قتل هو جاویں علم کا وہ حال که جو کچهه هوا اورهوگا سب سے آگاہ جو کچهه گذرا اور گذریگا سب سے واقف اعجاز کي یهه کیفیت که عصا هاتهه سے گرا دیں اژدها هو جاوے کفار اور منافقین کے طرف اِشارہ کریں ایک دم میں سب کو نگل جاوے اور پهر باوجود ایسي قدرت اور طاقت اور اعجاز کے تمام عمر خوف اور ترس میں رهیں اور اپنے امامت کا دعویٰ تک نه کریں جان و آبرو کے ڈر سے کسي سے سچ بات نه کهیں اگر کسي اپنے اخص خواص سے کوئي راز کي بات کهنے کو هوں تو دروازے بند کر لیں ڈرتے ڈرتے اپنے شاگردوں کو علوم دیني کي ... اور اگر ایک ناصبي سامهنے آجاوے تو اِنکار کر جاویں اپنے خلص احباب پر لعنت اور تبرا ک... حضرات شیعه اُن کے خوف و ترس پر کچهه بهي طعنه نه کریں اور اُنکي امامت اور فضیلت پر ... سے کچهه شبهه نه لاویں بلکه اُس خوف کو بهترین عبادت سمجهیں اور تقیه کو ائمه کرام کا دین سمجهیں اور ابوبکر صدیق کي ایک شب کے خوف پر اِس قدر زبان درازي کریں اور اُنکے خوف و ترس کو اُنکے کفر و نفاق کي دلیل سمجهیں باوجودیکه نه ابوبکر صدیق کے اِختیار میں موت و زندگي تهي نه ملائکه اُن کے تابع فرمان تهے نه علم ماکان مایکون اُن کو حاصل تها نه اسي هزار جن کے قتل کردینے کي اُنکو طاقت تهي معلوم نہیں که حضرات شیعه نے ائمه کرام کے خوف میں اور ابوبکر صدیق کے خوف میں مابه الامتیاز کیا قرار دیا هی که وهي خوف ائمه کے حق میں فضیلت هو اور ابوبکر صدیق کے حق میں نقص و عیب مصرعه به بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا لیکن اگر هم شیعوں کے عقیدے کے موافق خوف کو انبیا اور ائمه کي نسبت به سبب معصوم هونے اُن کے ظاهر سے عدول کریں اور اِن آیات کي نسبت جنسے خوف اُنکا ثابت هوتا هی (از ظواهر آن عدول میکنم) کهیں توبهي کچهه حاصل نہیں هوتا اِس لیئے که علاوہ انبیاؑ کے خدا کے کلام سے مومنین کا بهي خایف هونا ثابت هوتا هی چنانچه الله جلشانه فرماتا هي که اِن الذیں قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وبشروا بالجنة التي کنتم توعدون که جو لوگ کهتے هیں که خدا همارا پروردگار هی اور پهر مضبوط رهتے هیں اُن پر ملائکه یهه کهتے هوئے نازل هوتے هیں که (لاتخافوا ولاتحزنوا) که کچهه خوف نه کرو اور کچهه حزن نه کرو پس اِس سے اُن مومنین کا جو اپنے ایمان پر نہایت مضبوط هوتے هیں خایف اور

محزوں هونا ثابت هوا اور پهر ایک دوسري جگهه پر الله جلشانه مومنین سے فرماتا هی که (ولا تحزنوا وانتم الاعلون) که کچهه غم نه کرو تمهیں کو غلبه هوگا پس معلوم نهیں اِن آیتوں میں جو مومنین کي نسبت لفظ (لا تحزنوا) کا هی یهه بهي زجر وتو بیخ کے واسطے هی یا تسلي اور تشفي کے لیئے پس یهه تو ظاهر هی که قاضي صاحب بهي اِسکا اِقرار نه کرینگے که یهاں بهي زجر وتو بیخ کے لیئے هی بلکه یهي فرماوینگے که تسلي اور تشفي کے لیئے تو پهر هم نهیں سمجهتے که ابوبکر صدیق کے شان میں جو لفظ لا تحزن کا هی اُس کو کس طرح زجر و تو بیخ کے لیئے بیان کرتے هیں تعجب کي بات هی که ایک هي کلمه (لا تحزن) هزار جگهه واسطے تسلي اور تشفي کے اِستعمال کیا جاے اور ایک جگهه واسطے زجر وتو بیخ کے هاں اگر کوئي قرینه عتاب و خفگي کا پایا جاتا تو هم تسلیم کرتے که ابوبکر صدیق کي نسبت کلمه (لا تحزن) واسطے زجر وتو بیخ کے هی سو وه بهي نهیں اِسلیئے که جس طرح مومنین کي نسبت خدا نے فرمایا که (لا تحزنوا) اور آگے بیان کیا که (ابشروا بالجنة) که کچهه غم نه کرو تمهارے واسطے بهشت موجود هی یا اِرشاد کیا که (لا تحزنوا و انتم الاعلون) که کچهه غم نه کرو تمهیں کو غلبه هوگا اُسي طرح پر ابوبکر صدیق سے بهي پیغمبر نے فرمایا که (لا تحزن ان الله معنا) کچهه غم نه کرو خدا همارے تمهارے ساتهه هی پس به ظاهر دونوں میں کچهه فرق پایا نهیں جاتا اِس لیئے اگر اُن آیتوں میں (لا تحزنوا) واسطے تسلي اور تشفي کے هی تو اِس آیت میں بهي تسلي کے لیئے هی اور اگر وهاں واسطے زجر وتو بیخ کے هی تو یهاں بهي لیکن باوجود اتحاد الفاظ اور تطابق قراین کے (لا تحزنوا) کو اُن آیتوں میں تسلي پر اور یهاں عتاب پر محمول کرنا موجب هزار حیرت اور باعث صد هزار تعجب هی لیکن هم حضرات شیعه کو معذور سمجهتے هیں که اگر الفاظ قراني سے اُن کي حقیقي معاني مراد لیں تو صدیق اکبر کے صدیقیت کا اِقرار کرنا پڑتا هی اگر اِقرار کریں تو مذهب هاتهه سے جاتا هی پس بجز اِسکے که قران کي تحریف معنوي کریں اور کلام الله کے لفظوں کے نئے نئے معنے بناویں اور کچهه چاره نهیں هی شعر

دست بیچاره چون بجان نه رسد چاره جز پیرهن دریدن نیست

اگر اِسپر بهي حضرات شیعه کے دلوں میں کچهه خطره ره جاوے اور کوئي دانشمند یهه کهنے لگے که هم نے مانا که خوف گناه نهیں اور (لا تحزن) تسلي کا کلمه هی لیکن اِتنا تو بهي ثابت هوا که ابوبکر صدیق کو کامل یقین پیغمبر صاحب کے وعده پر اور خدا کي حفاظت پر نه تها ورنه کسیطرح اُن کو خوف نهوتا اُسکا یهه جواب هی که خود حضرات شیعه کا اِقرار هی که پیغمبر خدا بار بار ابوبکر صدیق پر خفا هوتے تهے اور فرماتے تهے که چپ رهو راز کو فاش نه کرو اور وه نه مانتے تهے پس شیعوں کے طرح هر ایک ملحد کهه سکتا هی که پیغمبر صاحب کو بهي اپنے خدا کے وعده پر اور حفاظت پر یقین نه تها ورنه جو بات ابوبکر افشاء راز کي کرتے تهے اُس سے پیغمبر صاحب نه گهبراتے اور بار بار ابوبکر پر راز کے فاش کرنے پر خفا نهوتے پس جو اُس ملحد کو حضرات شیعه جواب دیں وهي هماري طرف سے قبول فرماویں† لیکن اگر کوئي ذرا بهي غور کرے تو موافق اصول اور عقاید شیعوں کے حضرت ابوبکر صدیق کي نسبت خوف و حزن کا اطلاق هو هي نهیں سکتا اِسلیئے که اگر وه اِقرار کریں که ابوبکر صدیق حقیقت میں خایف تهے تو هم پوچهتے هیں که اُنکو اپني جان کا اندیشه اور اپنے اُوپر تکلیف پهنچنے کا ڈر تها یا پیغمبر صاحب کے اِیذا و مصیبت کا خوف اگر اُنکو اپني جان کا خوف تها تو یهه قول باطل

† گوهر مراد میں جسکا مولف بڑا عالم شیعوں کا هی لکها هی که پانچ کافروں نے پیغمبر صاحب سے آکر کها که تاوقت ظهر ترا مهلت دادیم اگر بهگشتي از سخن خود والا قتلناک پس آن حضرت بمنزل خود آمده در بست و بغایت اندوهناک نشست جبرئیل نازل شد و آورد که فاصدع بما تومروا عرض عن المشرکین آن حضرت گفت که اي جبرئیل چگونه باک ندارم با تهدیدیکه مستهزئین بامن کردند جبرئیل گفت انا کفیناک المستهزئین [illegible] گفت [illegible] [illegible] جبرئیل [illegible] نیز الان کفایه ایشان کردم اِس روایت کو دیکهکر حضرات شیعه اِنصاف فرماویں که پیغمبر صاحب کا جان کے خوف سے دروازه بند کرکے بیٹهه رهنا اور اندوهناک هونا اور جبرئیل کے اِطمینان دینے پر بهي مطمئن نهونا ثابت هوتا هی پس باوجود تصدیق ایسے روایتوں کے نهایت تعجب هی که پهر صدیق اکبر کے خوف پر طعنه کریں
(منه عفاعنه)

هوا جاتا هی که وه دشمنوں سے ملے هوئے تھے اور راز فاش کرنا چاهتے تھے اسلیئے که اگر وه کافروں سے ملے هوئے هوتے تو پھر اُنسے اُنکو کیا ڈر هوتا اور اگر کافروں سے ملے هوئے نهیں تھے بلکه اُنکو کافروں کي طرف سے خیال اپنے اُوپر ایذا پهنچنے کا تھا تو اِس سے دو باتیں ثابت هوتي هیں ایک یهه که کفار به سبب ایمان اور رفاقت پیغمبر کے ابوبکر صدیق سے ایسي دشمني رکھتے تھے که اُنکے قتل کے درپی تھے تو اِس سے وهي بات ثابت هوئي جسکا هم دعوي کرتے هیں (دوسرے) یهه که کبھي ابوبکر صدیق کا اِرادہ راز فاش کرنیکا نه تھا اِسلیئے که جن لوگوں سے خود اُنکو خوف تھا اور جنکے ڈر سے غار میں چھپے هوئے تھے اُنهیں پر اپنا راز ظاهر کرتے اور اپنے آپ کو معرض هلاکت میں ڈالتے اور اگر یهه کها جاوے که ابوبکر صدیق کو خوف پیغمبر صاحب پر صدمه پهنچنے کے خیال سے تھا تو یهه خوف هزار اِطمینان سے بهتر هی اور ایسے عیب پر هزار هنر قربان هیں اور ایسے خوف کو حضرات شیعه گناه کیا اگر کفر بھي سمجهیں مگر هم ثواب کیا هزار ایمان سے بهتر سمجهینگے اور سمجھتے هیں اور اِسي خوف سے حضرت صدیق اکبر کي صدیقیت کا اِعتقاد کرینگے اور کرتے هیں اِسلیئے که اگرچه ابوبکر صدیق کو پیغمبر صاحب کي جان اور سلامتي پر یقین کامل تھا مگر جب اُنهوں نے دیکھا که شاه هر دوسرا پادشاه دین و دنیا ایک غار تنگ و تاریک میں رونق فرا هی اور جسطرح چاند کسیوقت ابر میں چھپ جاتا هی اِسیطرح ماه نبوت غار میں چھپا هوا هی اور جسکا مقام عرش و کرسي هی وه ایک تنگ جگهه میں قیام فرما هی تو یهي حالت پیغمبر کي ابوبکر کے دل کو پاره پاره کرتي تھي اور اُن کو بیچین کر رهي تھي چنانچه ابوبکر صدیق کا اول خود غار میں جانا اور اُس کو صاف کرنا اور سب سوراخوں کو اپنے قبا چاک کرکے بند کرنا اور پھر پیغمبر صاحب کو بلانا اور اپنے زانو پر سلانا اِسپر شاهد هی اور پھر ایسي دردناک حالت میں جب اُنهوں نے کفار کو در غار پر دیکھا تو بخیال ایذاء پیغمبر کے جو کچھه صدمه اُنکے دل پر هوا هوگا اُس کو وهي جانتے هیں یا وه عاشق جانے جسکا معشوق اُسکے سامھنے کسي تکلیف و ایذا میں مبتلا هوا هو اور دشمن اُسکے اُسپر حمله‌آور هوئے هوں اُس وقت کوئي اُس عاشق مسکین کي کیفیت دیکھے که اُس کو اضطرار هوتا هی یا وه اِطمینان سے بیٹھا رهتا هی هاں جسکو عشق و محبت سے خبر هي نهو وه عاشق صادق کے خوف و اِضطرار پر طعنه نه کرے تو کیا کرے ای بھائیو اول ذرا پیغمبر صاحب کے ساتھه محبت پیدا کرو تب جو پیغمبر صاحب کے جان نثار تھے اُنپر اِلزام لگاؤ مگر جب تم کو محبت هي نهیں هی تو تم اُسکي حقیقت کیا جانو *

تو نازنین جهاني و ناز پروردہ — ترا ز سوز درون و نیاز ما چه خبر
چو دل به مهر نگاري نه بستهٔ اي مه — ترا ز حالت عشاق بینوا چه خبر

ای شیعیان پاک ذرا مهرباني کرکے اپنے شهید ثالث کي مو شگافیوں پر غور کرو که ابوبکر صدیق کے حزن و غم کي نسبت کیا کچھه زبان درازي فرمائي اور (قد ظهر من جزعه و بکائه ما یکون من مثله فساد الحال) کهکر اُنکي شان گھٹائي مگر وه تحریر اُنکي خاک میں مل گئي اور سب تقریر اُنکي هباءً منثورا هو گئي آخر اِنهیں باتوں پر خیال کرکے اصلي خوف اور حزن سے اِنکار فرمایا اور اُس کو تصنع اور بناوٹ پر محمول کیا اهل اِنصاف سے اُمید هی که ذرا دل لگاکر اُس کو بھي سنیں اور جو کچھه سحر بیاني اور جادو زباني اُس بیان میں حضرات اِمامیه نے کي هی اُسپر احسنت و آفرین کهیں اور اِسکا کچھه خیال نه

کریں که ا یک دعوي کو چهوڑکر دوسرا دعوے کیوں کرتے هیں اور ایک امر کا اِقرار کرکے اُس سے منکر کیوں هو جاتے هیں اِسلیئے که یهه امر اِسي خاص بحث کے لیئے مخصوص نهیں هی بلکه هر کلیه اور هر جزئیه میں اِس شان کا ظهور هی ابهي کیا هی جب مباحث امامت و خلافت کے آوینگے تب دیکهنا که یهه حضرات کیسا رنگ بدلتے هیں اورکیسے نئے نئے گل بوٹوں سے تقریروں کو زینت دیتے هیں

شاهد دلرباي من میکند از براي من   نقش و نگار و رنگ و بو تازه بتازه نو بنو

جب حضرات امامیه نے دیکها که حزن اور خوف کے اثبات سے مُحبت صدیق اکبر کے ساتهه پیغمبر صاحب کے ثابت هوتي هی تب اِس دعوي کو چهوڑکر یهه دعوی کیا که ابوبکر کو کچهه خوف نه تها بلکه واسطے فاش کرنے راز کے جزع وفزع کرتے تهے جیسا که رساله حسنیه میں لکها هی که غوغایش از جزع وفزع وفریاد براے آن بود که مشرکان را اِطلاع گرداند و آنها بدانند که درین غاراست اور ملا خضر مشهدي نے لکها هی که و ایضا مما اشتهر من لدغ الحیة ایاه انما کان یمد رجله یرید اظهار امره که جب ابوبکر کا کام رونے اور پیٹنے سے بهي نه نکلا تب پانوں بڑها دیا که اُسي کو دیکهکر کفار اندر غار کے چلے آویں تب خدا نے سانپ کو حکم دیا اُس نے پانوں میں اُن کے کاٹا تب بمجبوري پیغمبر پیغمبر صاحب کا راز فاش هونے سے بچا اِس کے جواب میں هماري زبان سے تو کوئي بات بهي نهیں نکلتي اور ایسے حکیمانه تقریر کے تردید هم سے هو هي نهیں سکتي اگر از شرق تا غرب اور از جنس تا انس جمع هوں تب بهي کسي سے یهه عقده حل نهوگا في الحقیقت جو صاحب تقلیب المکاید نے اپنے بزرگوں کي تقریر نقل نه کرنے پر مولانا صاحب قدس الله سره پر غصه کیا هی وه نهایت هي بجا تها اگر وه اِن تقریروں کو نقل کر دیتے اور بلفظه اِن عبارتوں کو لکهه دیتے تو حقیقت میں مذهب امامیه کے پهر کسي کو کیا کلام رهتا اور پهر ابوبکر صدیق کي فضیلت کو کوئي کسطرح ثابت کرتا اى یارو اِنصاف کرو اور حضرات امامیه کي مجتهدین کي غزارت علم پر لحاظ فرماؤ که جو بات هي وه حکیمانه جو قول هی وه محققانه *

نواں اِعتراض نویں فضیلت پر

‡ اُوپر هم نے بیان کیا هی که جب ابوبکر صدیق محزوں اور غمگین هوئے اور اُن کو کسي قدر اضطرار هوا تب الله جلشانه نے اپني تسلي اُن پر نازل کي جسکا بیان خدا نے اِن لفظوں سے فرمایا هی که (فانزل الله سکینته علیه) اِسپر حضرات امامیه چند طرح سے اِعتراض کرتے هیں (اول) یهه که علیه کي ضمیر راجع طرف پیغمبر خدا کے هی نه ابوبکر صدیق کے اِس لیئے اِس کے یهه معنے هیں که نازل کي تسلي اپني خدا نے اُوپر پیغمبر کے جواب اُس کا یهه هی که حزن اور خوف تو ابوبکر صدیق کو تها نه پیغمبر خدا صلي الله علیه وسلم کو پس اگر علیه کي ضمیر راجع طرف پیغمبر خدا کے هو تو آیت کے یهه معني هونگے که جب ابوبکر صدیق کو خوف اور اضطراب هوا تو پیغمبر نے اُنسے کها که کچهه غم نه کرو الله همارے ساتهه هی پس خدا نے اپني تسلي پیغمبر پر نازل کي اِس عبارت بے جوڑ اوربے ربط کو دیکهه کر کون شخص هی جو نه هنسیگا اور کس کو اِسپر تعجب نه هوگا که خوف اور اِضطراب تو ابوبکر کو هو اور پیغمبر خدا اُنکي تشفي کریں اورخدا کي تسلي پیغمبر صاحب پر نازل هو اگر حضرات

‡ صاحب تقلیب المکاید نے خاتم المحدثین رحمة الله علیه پر یهه طعنه کیا هی که اپني طرف سے تقریر بناکر اپني طور پر جواب دیدیا اُنکي عادت هی اُسکا حال تو شهید ثالث کے عبارت دیکهنیوالوں پر کهل جاویگا لیکن هم دعوي کرکے کهتے هیں که اپني طرف سے تقریر بنانا اور اُسکا جواب دینا بلکه اُس جواب نا معقول کو صاحب العصر کي طرف منسوب کرنا امامیه کے محدثین و مجتهدین کا شعار هی چنانچه اِسي آیه غار کي نسبت ملا باقر مجلسي نے رساله رجعتیه کے حدیث ششم میں جو کچهه لکها هی وه همارے دعوي پر شاهد هی وهوهذه حدیث ششم شیخ صدوق محمد بن بابویه قمي از اکابر محدثین رضوان الله علیهم از سعد بن عبد الله قمي روایت کرده اند که اوگفت روزے مبتلا شدم بمباحثه بد ترین نواصب وبعد از مناظرات بسیار گفت واي بر تو و اصحاب تو شما روافض مهاجران وانصار را طعن میکنید و انکار محبت پیغمبر نسبت بایشان مي نمائید اینک ابوبکر به سبب زود مسلمان شدن از همه صحابه بهتر بود واز بسکه پیغمبر او را دوست میداشت درشب غاراو را با خود

امامیه یهه فرماویں که پیغمبر خدا کو بهي خوف تها اِسلیئے خدا نے اُن پر تسلي نازل کي اُسکے جواب
میں هم کهینگے که حضرات امامیه جب ابوبکر صدیق پر خوف کے سبب سے طعنه جبن و نامردي
کا کرتے هیں تو پهر اب اُسي خوف کو کس منهه سے حضرت کي طرف منسوب کرتے هیں اور اگر هم
حضرت کا خایف هونا تسلیم بهي کر لیں اور واسطے ازاله خوف حضرت کے تسلي کا نزول حضرت پر قبول
کریں تو عبارت آیۃ کے لایق اِصلاح معلوم هوتي هی یعني بجاے اِن لفظوں کے جو خدا نے فرمائي که
(اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا فانزل الله سکینته علیه) کي اِس طرح پر الفاظ آیت کي هوني چاهیئے تهي
که (فانزل الله سکینته علیه فقال لصاحبه لاتحزن) که پهلے خدا نے اپني تسلي حضرت پر نازل کي اور جب
حضرت کو اِطمینان کامل هو گیا تب حضرت نے ابوبکر سے کها که کچهه غم نه کرو خدا همارے ساتهه هی
ورنه آیت کي لفظوں سے تو یهه معني جو حضرات شیعه کهتے هیں نهیں بنتے اِسلیئے که پهلے الفاظ سے
صاف یهه معني ظاهر هوتي هیں که پیغمبر خدا نے ابوبکر کو محزوں دیکهکر فرمایا که (لاتحزن ان الله معنا)
که کیوں محزوں هوتے هو خدا همارے ساتهه هی پس حضرت کے اِس کهنے سے خدا نے اپني تسلي ابوبکر
پر نازل کي تاکه اُنکا حزن و غم جاتا رهے پس ای یارو سوچو که آیت کے معني اِس طرح پر بنتے هیں
جو هم کهتے هیں یا اُس طرح پر جو تم کهتے هو (دوسرا اِعتراض) که الله جلشانه کو اگر ابوبکر صدیق پر
تسلي نازل کرنا منظور هوتا تو ضرور پیغمبر خدا کا ذکر کرکے ابوبکر کا ذکر کرتا اِسلیئے که خدا نے بغیر
شرکت رسول کے کبهي کسي پر تسلي نازل نهیں کي چنانچه قاضي نورالله شوستري نے اِس تقریر کو
در ضمن حکایات مفیده شیخ مفید کے نهایت آب و تاب سے لکها هی اور اِس تقریر کو عسیر الجواب
سمجهکر یهه فرمایا که چون این سخن را گوش ناصبیان شنید باعث حیرت ایشان گردید و در حیله خلاصی
ازان جان ایشان بلب رسید اور صاحب تقلیب المکائد نے اُس کو اپني کتاب میں بلفظه نقل کرکے اِسپر
بڑا هي ناز کیا هی چنانچه هم اُس عبارت کو بلفظه لکهتے هیں اور اهل اِنصاف سے اِلتماس کرتے هیں که
ذرا غور کریں که قاضي صاحب نے اپني صدف طبیعت سے کیسي جهوتهي موتي نکالکر اپنے مقلدین کے
نذر کیئے هیں اور وے بهي اُنکو گوهر گراں بها سمجهه کر درۃ التاج بنائے هوئے هیں کوئي آنکهه کهولکر
نهیں دیکهتا که اُنکي موتي جهوتهي هیں یا سچي وهوهذه آنچه کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست
که مقدمان مشائخ ما رضوان الله علیهم افاده فرموده اند که خداے تعالیٰ هرگز در هیچ جاے که یکے از اهل ایمان
با حضرت پیغمبر بوده اند انزال سکینه نه نموده الا انکه نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشته چنانچه در
بعضي آیات فرموده ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا و ضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم
ولیتم مدبرین ثم انزل الله سکینته علي رسوله و علي المؤمنین و در آیه دیگر گفته فانزل الله سکینته علي رسوله
و علي المؤمنین وچون بان حضرت غیر از ابوبکر در غار نبود لاجرم خدایتعالیٰ آن حضرت را در نزول سکینه
منفرد ساخت و اورا بان مخصوص گردانید و ابوبکر را باو شرکت نه داد وگفت فانزل الله سکینته علیه
وایده بجنود لم تروها پس اگر ابوبکر مومن میبود بایستي که خدایتعالیٰ درین آیه او را جاري مجرای مومنان
مي نمود و در عموم سکینه داخل مي فرمود الي قوله بنابرین نزول سکینه مخصوص او شده باشد و ابوبکر بواسطه

برد چونکه میدانست
او بعد آنحضرت خلیـ
خواهد بود که مبادا
تلف شود و حضرت
امیر المومنین علي
ابیطالب را بر جاے خـ
خوابانید براي آنکه
دانست که اگر کشـ
شود ضرري با مـ
مسلمانان نمي رسد ا
قوله که از جواب
ساکت شدم و دیگـ
گشتم و طومارے نوشـ
واین دو مسئله را
درج کردم که بخدمـ
حضرت امام حـ
عسکري صلوات
علیه بفریسم با احمد
اسحاق که وکیل
حضرت بود رفتم
[illegible] طلب کردم گفـ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بعد ازان صاحب
باعجاز فرمود که اي
خصم تو میگفت
حضرت رسول ابو
براے شفقت بغار
چونکه میدانست
خلیفه است مـ
کشته شود چرا درجو
نه گفتي که شما روا
کرده اید که پیغمبر
که خلافت بعد ا
سي سال خواهد بـ
این سي سال را
چهار خلیفه قسـ
کرده اید پس بگمان
شما این چهار خلـ
حق اند پس اگر
معني باعث بردن
بود مناسب که ا
با خود بغار برد
اب کوئي شخص
مجلسي کے مقلدیـ
پوچهے که شیخ صـ

عدم ایمان از فضیلت سکینه محروم مانده باشد و ایضاً بنص قرانی ابا دارد ازان که در آیه غار سکینه
بر غیر رسول باشد خلاصه اِس سارے تقریر کا یهه هی که خدا نے جهاں تسلي مومنین پر نازل کي هی تو
وهاں اول رسول پرنازل کي اور بعده مومنین پر کسي جگهه فقط مومنین پر تسلي نازل نهیں کي تو کیونکر
ممکن هی که غار میں پیغمبر صاحب کو چهوڑ کر فقط ابوبکر پر تسلي نازل کي هو پس اِسي آیهٔ سے
ابوبکر کا عدم ایمان ثابت هوا اِسلیئے که اگر وه با ایمان هوتے تو بشمول پیغمبر کے ضرور خدا اُنپر بهي
تسلي نازل کرتا لیکن یهه دعویٰ قاضي صاحب اور اُنکے مشایخ کا که یهه امر خلاف نص قرانی کي هی
که تشفي فقط مومنین پر خدا نازل نهیں کرتا محض غلط هی کسي آیت سے صراحةً کیسا کنایةً بهي تو
یهه بات نهیں پائي جاتي که تسلي سواے پیغمبر کے دوسرے پر تنها نازل نهیں هوئي اور اگر دو چار
جگهه مومنین پر بشمول نبي و رسول کے تسلي نازل کرنیکا ذکر آیا هی تو اِس سے اِنکار نزول تسلي سے
بلا شمول رسول کے مومنین پر لازم نهیں آتا پس اگر فرض کیا جاوے که کسي جگهه قران مجید میں
ذکر نزول سکینه کا فقط مومنین پر نهوتا تب بهي یهه اِعتراض درست نه تها نه که خدا کے فضل سے نزول
سکینه کا فقط مومنین پر بلا شمول رسول کے هونا قران مجید میں مذکور هی مگر حضرات اِمامیه میں
سے سلفاً عن خلف کوئي حافظ قران تو هوا هي نهیں اور شاید قاضي صاحب نے اور اُنکے مشائخ کرام نے
از اول تا آخر قران مجید کو تمام عمر میں ایک مرتبه دیکها تک نهیں ورنه اِس زور شور سے اِنکار نه
کرتے اور اِس شد و مد کے ساتهه یهه نه فرماتے که خدایتعالی هرگز در هیچ جاے که یکے از اهل ایمان
با حضرت بوده اند انزال سکینه نه نمود چنانچه اب هم حضرات اِمامیه کو نشان دیتے هیں که نزول سکینه
تنها مومنین پر بلا شمول پیغمبر صاحب کے سورهٔ انا فتحنا میں دو مقام پر مذکور هی اگر شک هو تو
قران مجید میں سے اُس سوره کو نکالکر دیکهه لیں که الله جلشانه پهلے رکوع میں فرماتا هی هوالذی انزل
السکینهٔ في قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم اور پهر تیسرے رکوع میں اِرشاد کرتا هی که اذ یبا
یعونک تحت الشجرهٔ فعلم مافي قلوبهم فانزل السکینهٔ علیهم پس اى مومنین ذرا غور سے اِن آیتوں کو
پڑهو اور دس بیس قرانوں کو ملاؤ که کسي میں یهه تو نهیں لکها هی که هوالذي انزل السکینهٔ في قلب
رسوله و قلوب المومنین یا فانزل السکینهٔ علیٰ رسوله و علیهم اگر عرب سے عجم تک هند سے ایران تک کسي
قران میں علیٰ رسوله کا لفظ هو تو تم سچے تمهاري مجلسي سچے اور اگر کسي میں یهه لفظ نهو اور ایران
اور کوفه کے قرانوں میں بهي فانزل السکینهٔ علیهم لکها هو تو پهر تم هي اِنصاف کرو که تم اور تمهارے
قاضي او ر اُنکے متقدمین و مشایخ جهوٹهے هیں یا سچے اى یارو افسوس کرنے کي بات هی که صدها
برس گذر گئے که یهه مباحثه هو رها هی اور آج تک کسیئے ، سورهٔ فتح کو نکال کر بهي نه دیکها اور
فانزل السکینهٔ علیهم پر خیال نه کیا اور ابتک اُنهیں قاضي صاحب کے جهوٹهے قول پر ناز هی اور اُنکي
فضیلت و قابلیت پر افتخار هی اور سب سے زیاده افسوس اِس پر هی که حضرات امامیه جنمیں سے
دو چار هي ایسے شخص نکلینگے جنکو قران کي سورتوں کے نام بهي یاد هوں اور دو ایک هي ایسے هونگے
جنکو انا انزلناه اور قل هو الله کے سواے کلام الله کے دو چار رکوع حفظ هوں ورنه خدا کے فضل سے سب
کے سب قران شریف سے بیخبر کلام الله سے نا واقف اور باایں نا واقفیت یهه شوخي که اهل سنت و

صاحب کي بناوٹ هی یا ملا مجلسي صاحب کي تهمت اِسلیئے که کسي اهلسنت نے اب تک یهه دعوي نهیں کیا که پیغمبر صاحب ابوبکر کو اُنکے مارے جانے کے خیال سے غار میں لیگئے اور حضرت علي کو چهوڑ گئے اور اگر یهه کها جاوے که مراد نواصب سے خارجي دشمن اهلسنت هیں شاید اُنهوں نے یهه اِعتراض کیا هو تو وه بهي بعید از قیاس هی اِسلیئے که وه حضرت علي کو خلیفه بر حق نهیں جانتے تو یهه فرمانا امام صاحب الامر کا که تم چاروں خلیفوں کو حق سمجهتے هو بے سود اور غلط هوا جاتا هی امام صاحب کا وجود هونے عالم ماکان اور مایکون کے خوارج کے عقیده سے بیخبر هونا ثابت هوتا هی پس کوئي صاحب تقلیب المکاید کي اولاد اور احفاد اور مریدیں سے پوچهے که بناوٹ اِسے کهتے هیں جو اُنکے شیخ صدوق اور مجلسي نے کي یا اُسے کهتے هیں جو خاتم المحدثین نے کي افسوس اِن بیخبرونکي حال پر که اپنے گهر کے شوستري او مفتري کے افترا سے تو بیخبر هیں اور اوروں پر طعنه کرتے هیں
(منه عفا عنه)

جماعت کے مقابلہ میں قران شریف کي سند پیش کرتے ھیں جنکي زبان پر ایک ایک لفظ قران مجید کا اور جنکے دل میں ایک ایک حرف کلام اللہ کا لکھا ہوا ھی پس یہہ غلطي قاضي صاحب اور اُنکے مشایخ کبار سے قران مجید کي ناواقفیت سے ہوئي ھی اِسلیئے ھم اُن کو معذور سمجھتے ھیں اور اُنکي غلطي سے در گذر کرتے ھیں (تیسرا اِعتراض) کہ اگر ضمیر علیہ کي (فانزل اللہ سکینتہ علیہ) میں راجع طرف ابوبکر کے ھو تو تخلل في الضمائر لازم آتا ھی اِسلیئے کہ پہلے جتني ضمیریں (اخرجہ) اور (لصاحبہ) وغیرہ میں ھیں وہ سب رسول کي طرف راجع ھیں اور پھر آگے جو ضمیر (وایدہ) میں ھی وہ بھي راجع طرف پیغمبر کے تو کیونکر ممکن ھی کہ ضمیر علیہ کے بیچ میں راجع طرف ابوبکر کے ھو جواب اُسکا یہہ ھی کہ اول تو ضمیر کا عود چاھیئے کہ اقرب مذکورات کي طرف ھو سو اِس مقام پر ابوبکر ھیں اِسلیئے کہ اُنھیں کي طرف (لصاحبہ) کا اِشارہ ھی (دوسرے) تخلل ضمیر جب ھو کہ (وایدہ) عطف ھو (فانزل اللہ) پر حالانکہ و ایدہ عطف ھی (فقد نصرہ اللہ) پر پس تخلل ضمائر بھي واقع نہوا (تیسرے) تخلل في الضمائر قران مجید میں اکثر جگہہ ھی جیسا کہ ان الانسان لربہ لکنود و انہ علي ذلک لشہید الخ میں ھی پس جو اِعتراض نزول سکینہ کا ابوبکر پر تھا رد ہوا اور بفضلہ تعالی نازل ہونا تشفي کا ابوبکر صدیق پر ثابت ہوا اور جو کچھہ قاضي صاحب اور ملا صاحب اور اُنکے مشائخ اور مقلدین نے لکھا پڑھا تھا وہ سب باطل ہوا اور اُس کي بیہودگي اور سفاھت کا حال بھي سب پر کھل گیا اور نہ فقط ھم اھل سنۃ ان اِعتراضات کو بیہودہ سمجھتے ھیں بلکہ بعض حضرات امامیہ بھي کبھي شرما کر اِقرار اُس کے سفاھت کا کرنے لگتے ھیں جیسا کہ صاحب مجمع البیان طبرسي نے اپني تفسیر میں لکھا ھی کہ و قد ذکرت الشیعۃ في تخصیص النبي في ھذہ الایۃ بالسکینۃ کلاماً راینا الاضراب عن ذکرہ احري لئلا ینسبنا ناسب الي شئے کہ شیعوں نے اِس آیۃ میں تسلي کو پیغمبر صاحب کے ساتھہ مخصوص ہونے پر ایسي باتیں لکھي ھیں کہ ھم اُن کا نہ لکھنا ھي مناسب سمجھتے ھیں تاکہ کوئي کہنے والا ھم کو بھي کچھہ کہنے نہ لگے پس اِس علامہ کے اِن لفظوں سے صاف ظاھر ھی کہ وہ باتیں جو شیعہ ذکر کرتے ھیں ایسي پوچ اور بیہودہ ھیں کہ اُن کو بیان کرنے سے اُسے شرم آتي ھی *

غرض کہ اب اچھي طرح پر معلوم ہوگیا کہ اِن آیتوں سے وہ فضایل حضرت ابوبکر صدیق کي ثابت ہوتي ھیں جو اُوپر ھم نے بیان کیئے اور جو اِعتراضات شیعوں کے ھیں وہ بالکل پوچ اور بیہودہ ھیں اور سیاق آیت بھي اِسي پر شاھد ھی اِسلیئے کہ اگر اِن آیتوں میں ابوبکر صدیق کے ذکر کرنے سے اُن کے رفاقت اور نصرت کا بیان منظور نہوتا تو یہہ کوئي موقع اُن کے نفاق کے اِظہار کا نہ تھا کہ یہہ بات خود حضرات امامیہ جانتے ھیں اور دل میں سمجھتے ھیں مگر صرف اپنے مذھب کے تعصب کے سبب سے ایسي صریح اور صاف آیت سے اِنکار کرتے ھیں اور باوجود کھل جانے امر حق کے فضیلت افضل الصحابہ کا اِقرار نہیں فرماتے ھیں اور اپنے آپکو ایسي آیات کے اِنکار سے مستحق جہنم بناتے ھیں نعوذ باللہ من شرور انفسہم و من سیئات اعمالہم *

ائمہ کرام کي شہادتين صحابہ کي فضيلت ميں

پہلي حديث

شيعوں کي کتابوں ميں بروايت ائمہ کرام عليہم السلام منقول هى کہ پيغمبر خدا عليہ الصلوۃ والسلام نے فرمايا اصحابي کالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم کہ ميرے اصحاب مثل ستاروں کے هيں اُن ميں سے جس کسي کي پيروي کروگے هدايت پاؤگے اور نيز حضرت نے فرمايا هى کہ دعوا لي اصحابي کہ ميرے اصحاب کو ميرے ليئے چهوڑو يعني ميرے حقوق صحبت کي اُن کے حق ميں رعايت کرو اور اُن کي عيب‌جوئي نہ کرو اِن دونوں حديثوں ميں سے پچهلي حديث کي صحت لفظاً و معناً علماء اماميہ کے نزديک مسلم هى اور صاحب استقصاء الافحام نے بهي اُس کو قبول کيا هى ليکن پهلي حديث کي نسبت کچهہ کلام هى اِس ليئے هم پچهلي حديث کي نسبت صرف يهي کهتے هيں کہ جب اُس کي صحت پر اِقرار هى تو کيا وجہ هى کہ اُس پر عمل نہيں کرتے اور جو پيغمبر صاحب نے اپنے اصحاب کے حق ميں فرمايا اُس کو نہيں مانتے کيوں حقوق صحبت پيغمبر کي اُن کے حق ميں رعايت نہيں کرتي اور کس ليئے اُن کي عيب‌جوئي سے باز نہيں آتے اور کس واسطے باوجود سفارش پيغمبر صاحب کے اُن کي دشمني ترک نہيں کرتے اور پهلي حديث اصحابي کالنجوم کي نسبت هم اقوال ائمہ کرام کو اماميہ کي کتابوں سے نقل کرکے اُسکي صحت ثابت کرتے هيں اور علماء اماميہ نے جو تاويلات اور تحريفات لفظي و معنوي کي هيں اُنکو ظاهر کرکے اُسکا بطلان ثابت کرتے هيں ٭

واضح هو کہ عيون اخبار ميں جو معتمدين کتب اماميہ سے هى لکها هى کہ حدثنا الحاکم ابو علي الحسن ابن احمد البيهقي قال حدثنا محمد ابن يحيي الصولي قال حدثنا محمد بن موسي ابن نصر الرازي قال حدثني ابي قال سئل الرضا عليہ السلام عن قول النبي صلي الله عليہ و اله و سلم اصحابي کالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم و عن قولہ دعوا لي اصحابي فقال هذا صحيح کہ ايک شخص نے امام موسي رضا عليہ السلام سے پوچها کہ پيغمبر خدا نے فرمايا هى کہ ميرے اصحاب مثل ستاروں کے هيں اُن ميں سے جس کسي کي پيروي کروگے هدايت پاؤگے اور يهہ بهي فرمايا هى کہ چهوڑو ميرے واسطے ميرے ياروں کو تو امام موصوف نے جواب ديا کہ يهہ صحيح هى اِس روايت سے ثابت هوا کہ حديث اصحابي کالنجوم جن لفظوں سے کتب اهلسنت ميں منقول هى اُنهيں لفظوں سے کتب اماميہ ميں مذکور هى اور امام موسي رضا عليہ السلام کي زبان سے اُس کي صحت پر علماء اماميہ کو اِقرار هى اور نہ صرف اِسي ايک روايت سے اِسکا ثبوت هوتا هى بلکہ اور بهي بهت سي روايتيں مويد اِسکي کتب اماميہ ميں موجود هيں کہ بعد ملاحظہ اُن کے کسي شيعي کي يهہ مجال نہيں کہ اِس حديث کي صحت سے اِنکار کر سکے يا اُسکو موضوع کهہ سکے يا اُسکو خبر احاد کهکر اپنا پيچها چهڑاوے اِس ليئے کہ شيخ صدوق نے معاني الاخبار ميں اور علامہ طبرسي نے احتجاج ميں اور ملا باقر مجلسي نے بحار الانوار ميں اور ملا حيدر آملي اثنا عشري نے جامع الاسرار ميں اِس حديث کے مضمون کي صحت پر اِقرار کيا هى پس تعجب هى علماء متقدمين اماميہ پر کہ جب تک علماء اهلسنت نے اِس حديث کو خود اُن کي کتابوں سے

نکالکر نہ دکھلا دیا اور اُسکي صحت کو امام کے قول سے ثابت نہ کر دیا تب تک اُنھوں نے اِس حدیث کي صحت پر کیا شور و غل مچایا اور اُسکي موضوعیت اور بطلان کے اثبات میں دفتر کے دفتر سیاہ کیئے یہاں تک کہ قاضي نوراللہ شوستري نے کس شد و مد سے احقاق‌الحق میں فرمایا هی کہ اما ماروا‌ہ من حدیث اصحابي کالنجوم ففیہ من اثار الوضع والبطلان مما لا یخفی کہ اِس حدیث کي موضوعیت پر اِتني نشانیاں هیں کہ بیان نہیں هو سکتیں لیکن افسوس کہ قاضي صاحب نے یہہ خیال نہ فرمایا کہ جس حدیث کي موضوعیت کا دعوي اِس شد و مد کے ساتھہ کرتے هیں وہ خود همارے حدیث کي کتابوں میں منقول هی اور جس کے بطلان کا اِلزام اهلسنت پر لگاتے هیں وہ بروایت ائمہ کرام همارے اصول کے موافق ثابت هی هاں اِتنا فرق هي کہ سني بیچاروں کي راوي ضعفا اور مجاهیل هیں اور خود بدولت کي یہاں راوي ائمہ کرام هیں پس اگر سنیوں کے طور پر روایت کي هوئي حدیث کو غلط کہہ دیا یا خود سنیوں نے اپنے طور پر راویان احادیث کو ضعیف تصور کیا تو کچھہ هرج نہیں اگر قاضي صاحب نے یا کسي اَور صاحب نے اِس حدیث کو موضوع بتلایا اور باوجود تصدیق امام موسي رضا کے اُس کو جھٹلایا تو اُسنے اپنا دین هي غارت کیا اور امام کي تکذیب کرکے اپنے آپ کو دائرہ اِیمان سے خارج کیا *

اب هم اُن تحریفات کو بیان کرتے هیں جو علماء امامیہ نے اِس حدیث کي نسبت کي هیں عیون اخبار میں جو حدیث هم نے اصحابي کالنجوم نقل کي هی اُس میں بعد اُن الفاظ کے یہہ عبارت بڑھائي هی یرید من لم یغیر بعدہ و لم یبدل الخ †کہ مراد اُن اصحاب سے جو حدیث میں مذکور هیں وہ هیں جنھوں نے کچھہ تغیر و تبدیل نہیں کي تب پوچھنے والے نے امام سے پوچھا کہ یا حضرت هم کیونکر جانیں کہ اصحاب نے کچھہ تغیر و تبدیل کي هی تب امام نے جواب دیا کہ خود پیغمبر صاحب کي حدیث موجود هی کہ حضرت نے فرمایا کہ کچھہ لوگ میرے اصحاب سے قیامت کے دن حوض سے علحدہ کر لیئے جاوینگے تب میں کہونگا کہ خدایا یہہ میرے اصحاب هیں تب اللہ جلشانہ فرماویگا کہ تو نہیں جانتا کہ اُنھوں نے تیرے پیچھے کیا کیا اور وہ دوزخ کي طرف کھینچ لیئے جاوینگے تب میں کہونگا کہ دور هو دفع هو اِن الفاظ کے بڑھانے سے غرض یہہ هی کہ بعض اصحاب بہ سبب ارتداد کے حدیث کي مصداق سے خارج هو جائیں لیکن تب بهي همارا کچھہ نقصان نہیں اِس لیئے کہ هم خود قایل هیں کہ جو لوگ پیغمبر کے بعد مرتد هوگئے وہ اِس حدیث کے مصداق سے خارج هیں اور اصحاب مقبولین نے نہ تغیر و تبدیل کیا نہ اِس حدیث کے مصداق سے خارج هوئے اور خود حضرات امامیہ کا اِقرار هی کہ اصحاب مقبولین حدیث حوض کے مصداق سے مستثني هیں جیسا کہ صاحب استقصاء الافحام نے بجواب منتهي‌الکلام کے مسلک ثاني کے ایک مقام پر اِس کا اِقرار کیا هی و هذہ عبارتہ کہ

هرگز حدیث حوض در حق مقبولین اصحاب کرام جناب خیرالانام صلي‌اللہ علیہ و الہ و سلم وارد نیست و هرگز این حدیث برانها منطبق نمي تواند شد اور اِس امر کو کہ خلفاء راشدین اور انصار و مهاجرین اصحاب مقبولین تھے هم اسي حدیث کے بحث میں فصل ارتداد صحابہ میں ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالی ولو فرضنا کہ بعض اصحاب مقبولین مغیرین و مبدلین میں هوں لیکن تا هم اکثر اصحاب کي نسبت اِس حدیث کا مضمون صادق آتا هی اِسلیئے کہ افصح الفصحا ابلغ البلغا علیہ التحیہ والثاني ایسا لفظ تشبیہ میں صحابہ

†یرید من لم یغیر بعـ[ـدہ]
و لم یبدل قیل و کیف
نعلم انهم قد غیر و اوبد[لوا]
قال لما یروونہ من ا[نہ]
صلي اللہ علیہ وسلم قا[ل]
لیذادن رجال م[ن]
اصحابي یوم القیامۃ ع[ن]
حوضي کما تذاد غرائب
الابل عن الماء فاقو[ل]
یارب اصحابي اصحاب[ي]
فیقال انک لا تدر[ي]
ما احدثوا بعدک فیوخ[ذ]
بهم ذات اشمال فاقو[ل]
بعداً لهم وسحقا افتر[ی]
هذا لمن لم یغیر و ل[م]
یبدل انتهي

کے بیان فرمایا هی کہ جس طرح پر وہ فضیلت پر دال هی اُسیطرح پر کثرت پر یعنے لفظ نجوم پس حضرت کا یہہ فرمانا کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے هیں اُنکے بیشمار هونے پر دلالت کرتا هی اور سواے جاهل اور نادان کے کوئي ستاروں کے مثال کو معدودي چند کے حق میں وارد نہیں سمجھہ سکتا و سلمنا کہ بہت هي تهوڑے بلکہ دو تین هي اصحاب پر جو ارتداد سے بچ گئے یہہ حدیث منطبق هووے تب بهي یہہ عقیدہ امامیہ کا کہ اقتدا صرف اهلبیت کي واجب هی اور دوسرے کي نا جایز باطل هوتا هی اور اهتداء جو کہ مخصوص اهلبیت کے لیئے هی اُس میں دو چار کا شریک هونا ثابت هوتا هی († و لم یقل بہ احد منهم) غرض کہ جب حضرات امامیہ نے دیکها کہ یہہ عبارت زاید بهي بیکار هوئي اور اِسنے بهي دار و گیر اهلسنۃ سے نہ بچایا تب اِس کو چهوڑا اور دوسرے طور پر تاویل کو کام فرمایا اور یہہ دعوي کیا کہ مراد اصحاب سے اهل بیت هیں جیسا کہ صاحب استقصاء الافحام نے بجواب منتهي الکلام کے فرمایا هی (مراد از اصحاب درحدیث اصحابي کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم اهل بیت علیهم السلام اند) لیکن هم اِس دعوي کو چند دلیلوں سے باطل کرتے هیں *

† اور اُن میں سے کوئي اِسکا قائل نہیں هی

دلـیـل اول

اصحاب کے لفظ سے اهلبیت مراد لینا داد تحریف دینا هی اِسلیئے کہ عرفاً اصحاب کا اطلاق یار دوستوں پر اور اهلبیت کا گهر والوں پر هوتا هی شرعاً اصحاب سے مراد پیغمبر پر ایمان لانیوالے اور رفقا لیئے جاتے هیں اور اهلبیت سے گهر والے اور بني فاطمہ سمجهے جاتے هیں بلکہ احادیث نبوے اور اقوال ائمہ اطهار سے یہہ ظاهر هی کہ دونوں لفظوں کے مصداق دو فریق علحدہ علحدہ هیں جهاں یاران پیغمبر کي شان میں کوئي حدیث یا قول هی وهاں لفظ اصحاب کا آیا هی اور جهاں خاندان نبوے اور ائمہ اطهار کا ذکر هی وهاں لفظ اهلبیت اور عترت کا چنانچہ پیغمبر خدا نے فرمایا هی کہ اني تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتي یا مثل اهلبیتي کسفینۃ نوح یا امام زین العابدین نے اپنے دعا میں جو صحیفہ کاملہ میں مذکور هی فرمایا هی اللهم و اصحاب محمد خاصۃ الذین احسنوا الصحابۃ الخ اگر لفظ اصحاب یاران پیغمبر کے لیئے مخصوص نہ هوتا اور اُس کا اِستعمال اهلبیت اور عترت کي نسبت بهي هوتا تو کیوں اِن احادیث میں الفاظ اهلبیت اور عترت کي تخصیص کیجاتي اور کس لیئے پیغمبر خدا حدیث اني تارک فیکم الثقلین میں بجاے کتاب اللہ و عترتي کي کتاب اللہ و اصحابي نہ فرماتے اور حدیث مثل اهلبیتي کسفینۃ نوح میں مثل اصحابي کسفینۃ نوح اِرشاد نہ کرتے اور کس واسطے پیغمبر خدا صلي اللہ علیہ و سلم جب حضرت فاطمہ کے گهر جاتے تو (سلام علیکم اهل البیت) فرماتے اور سلام علیکم یا اصحابي نہ کہتے غرضکہ احادیث نبوے اور اقوال ائمہ اطهار سے صاف معلوم هوتا هی کہ اصحاب اور اهلبیت کے لفظ محاورہ میں دونوں ایک دوسرے سے جدا هو گئے اور دونوں کے مصداق دو فریق هو گئے اصحاب کا اطلاق یاروں دوستوں پر اور اهلبیت کا استعمال گهر والوں پر هوتا رها اور ابتک خواص اور عوام دونوں فریق کے ویساهي استعمال کرتے هیں پس نہایت تعجب کي بات هی کہ صدها احادیث هزارها اقوال میں تو اصحاب کا لفظ یاران پیغمبر پر اور اهلبیت کا لفظ گهر والوں پر استعمال کیا جاوے اور کسي حدیث کسي قول میں کوئي اصحاب

کے لفظ سے اهلبیت اور اهلبیت کے لفظ سے اصحاب مراد نہ لے اور صرف ایک حدیث اصحابي کالنجوم میں خلاف تبادر اذهان اور مخالف محاورہ و عادت کے اصحاب کے معنی اهلبیت کے لیئے جائیں اور پھر بھي ایسے معنی بنانیوالے اپنے آپ کو مصداق یحرفون الکلم عن مواضعہ کا نہ سمجھیں ای حضرات ذرا تو اِنصاف کرو کہ اگر کوئي سني بیچارہ اپني زبان سے نکالے کہ اهلبیت میں ازواج مطہرات بھي داخل هیں اور مثل اهلبیتي کسفینۃ نوح کے مصداق میں وہ بھي شامل هیں اور آیہ تطہیر میں جو لفظ اهلبیت مذکور هی اُس سے پیغمبر کي ازواج مطہرات مراد هیں بلکہ مراد لینا بہ یکطرف وہ بھي شامل هیں تو دیکھو کہ تمھارے علماء کیسا شور غل مچاتے هیں قیامت برپا کرتے هیں آسمان زمین کو ملاتے هیں نوحہ و فریاد کي آواز عرش تک پہنچاتے هیں کہنے والے کو خارجي اور ناصبي اور دشمن اهلبیت کا بتلاتے هیں اور با آنکہ اهلبیت سے ازواج مراد لینا ٹھیک محاورہ کے موافق هی تسپر تحریف کا اِلزام لگاتے هیں اور خود جب اصحاب سے مراد اهلبیت اور یار اور رفیق کے لفظ کو بھائي اور آل اولاد کي نسبت استعمال کرتے هیں تو کچھہ بھي نہیں شرماتے شرمانا کیسا ایسي سمجھہ پر ناز کرتے هیں ایسے جوابوں پر سر افتخار بلند کرتے هیں پس ایسي سمجھہ کا کیا علاج اور ایسے جواب کا کیا جواب

این سبزہ واین چشمہ واین لالہ واین گل   آن شرح ندارد کہ بگفتار در آید

پس هر شخص جو ذرا بھي اِنصاف اور سمجھہ کو دخل دے یقین کریگا کہ اگر پیغمبر صاحب اِس حدیث کو اهلبیت کي شان میں فرماتے تو صاف لفظ اهلبیت کا اِرشاد کرتے اور بجاے اصحابي کالنجوم کي اهلبیتي کالنجوم فرماتے هاں شاید حضرات شیعہ یہہ جواب دیں کہ پیغمبر صاحب نے معاذ اللہ تقیہ کو دخل دیا اور اصحاب کے خوش کرنے کو لفظ اصحابي فرمایا اور جب گھر میں آئے اور اهلبیت نے شکایت کي تب آپ نے اُن سے یہہ فرما دیا هو کہ مراد اصحاب سے تم هو *

دوسري دلیل

اگر هم لفظ اصحاب سے اهل بیت کے معنے مراد لینے پر کچھہ دارو گیر امامیہ کي نہ کریں اور اُنکي اِس تحریف معنوي کو تسلیم بھي کر لیں تب بھي موافق اُن کے عقیدہ کے یہہ حدیث شان میں اهل بیت کے صادق نہیں آتي اِسلیئے کہ اهل بیت کا اطلاق دوازدہ امام پر هوتا هی اور اصحاب کا اطلاق صرف اُنھیں لوگوں پر جو حضرت کے صحبت میں رہے† او رسواے حضرت علي اور حسنین علیهم السلام کے اور نو امام پیغمبر صاحب کے پیچھے پیدا هوئے پس یہہ ظاهر هی کہ نو اماموں پر لفظ اصحاب کا صادق نہ هوگا تو حدیث اصحابي کالنجوم میں سے سواے حضرت علي اور حسنین علیهم السلام کے اور سب ائمہ کرام خارج هو جائینگے اور وہ نجوم کي تشبیہ سے مستثني کر دیئے جائینگے اور اُنکے اقتدا باعث هدایت نہ سمجھي جائیگي (و نعوذ باللہ من ذلک) کون مسلمان هی کہ ایسي بات زبان پر لاویگا اور ائمہ کرام کي نسبت ایسا خیال کریگا پس ثابت هوا کہ مراد اصحاب سے اهل بیت نہیں هیں ورنہ پیغمبر صاحب ضرور لفظ اهل بیت کا فرماتے اور بجاے اصحابي کا لنجوم کي اهلبیتي کا لنجوم اِرشاد کرتے تاکہ کوئي امام اُس کے مصداق سے خارج نہ هوتا هاں ممکن هی کہ حضرات شیعہ یہہ جواب

† قاضي نور اللہ شوستري نے مجالس المومنین میں لکھا هی کہ تعریف صحابي بنابر اظهر اقوال آنست کہ ملاقات نمودہ باشد با پیغمبر صلي اللہ علیہ و آلہ وسلم در حالتیکہ اِیمان باو آوردہ باشد

دیں که نو امام جو پیغمبر صاحب کے روبرو پیدا نہیں ہوئے اگرچہ باعتبار عالم اجسام کے لفظ اصحاب کے مصداق سے خارج ہیں مگر بلحاظ عالم ارواح کے اصحاب میں داخل ہیں *

تیسري دلیل

جو عبارت (من لم یغیر بعده) کے اِس حدیث کے آگے زیادہ لکھي هی اُسنے اِس تاویل کا دروازہ بند کر دیا اور لفظ اصحاب سے اہلبیت کے معنے لینے کو منع کر دیا اِسلیئے که حضرات نے تو یہہ خیال کیا که اگر اور کچھہ الفاظ اِس حدیث کے آگے نه بڑھائے جاوینگے اور فقط هذا صحیح کہکر یہہ حدیث ختم کر دي جاویگي تو سنیونکے دار و گیر سے نجات نه ملیگي اور حدیث اصحابي کالنجوم کي صحت سنکر وہ جان آفت میں ڈال دینگے اِسلیئے یہہ الفاظ امام صاحب کي طرف سے بڑھا دیئے که مراد اصحاب سے وہ لوگ هیں جنھوں نے کچھہ تغیر و تبدیل دین میں نہیں کي اور جو مرتد نہیں ہوئے اور جو دوزخ کي طرف نه کھینچے جائینگے اور جنسے پیغمبر خدا بیزاري اپني ظاهر نه کرینگے پس اِن الفاظ سے همارا نقصان تو کچھہ نہوا اِسلیئے که هم بھي ایسے تغیر و تبدیل کرنیوالوں کو اور مرتد هو جانیوالوں کو اِس حدیث کے مصداق سے خارج سمجھتے هیں اور خلفاء راشدین اور انصار و مهاجرین کو گو هزار طرح پر امامیه مرتدین میں شامل کرنا چاهیں وہ شامل نہیں هو سکتے که اِسکا بیان تفصیلي بحث ارتداد صحابه میں هوگا انشاء الله تعالیٰ لیکن اِن الفاظ سے هم کو بہت هي فائده هوا اور حضرات امامیه کي تاویل و تحریف کا حال اِس سے کھل گیا اِس لیئے که اگر یہہ الفاظ نه هوتے تو خیر کسي نه کسي طرح پر وہ اپنا دل خوش کر سکتے تھے اور اصحاب سے مراد اهلبیت لے سکتے تھے لیکن اِن لفظوں نے مجبور کر دیا که وہ کسي طور سے اصحاب سے اهل بیت مراد نہیں لے سکتے اِس لیئے که اگر حدیث اصحابي کالنجوم میں مراد اصحاب سے اهل بیت هوں تو جو الفاظ (من لم یغیر بعده) کے آگے بیان کیئے گئے هیں وہ بھي اُنکے شان میں وارد هونگے تو معاذ الله معنے اُس کے مطابق قول شیعوں کے یہہ هونگے که وهي اهل بیت مثل ستاروں کے هیں جنھوں نے دین میں تغیر و تبدیل نہیں کي (و نقل کفر کفر نه باشد) جو مرتد نہیں هوئے پس کس منهه سے اِس حدیث کو شان میں اهل بیت کے کھینگے اور کس طرح اهلبیت نبوے پر تہمت تغیر و ارتداد کے لگاوینگے غرض که اِن الفاظ نے امامیه کي تحریف کو ثابت کر دیا اور اُنکے تاویل کا دروازہ بند کر دیا سبحان الله کیا قدرت خدا کي هی که جن الفاظ سے هم پر اِلزام دیا چاهتے تھے اُنسے خود هي ملزم هو گئے اور جو عبارت همارے قایل کرنے کے لیئے بڑھائي تھي اُس سے خود قایل هو گئے

عدو شود سبب خیر خدا خواهد　　خمیر مایه دوکان شیشه‌گر سنگ است

جب علماء امامیه نے دیکھا که یہہ دعوي بھي ثابت نہیں هوتا اور اِس حدیث میں اصحاب کے لفظ سے اهل بیت کے معنے نہیں بنتے تب مجبور هوکر حدیث اصحابي کالنجوم کي صحت سے اِنکار کیا اور اُس کے عدم صحت کا دعوي کرکے اپنا پیچھا چھوڑانا چاها مگر هزار شکر اِس پر هی که الفاظ حدیث سے اِنکار نہیں کیا اور اُس عبارت کو جو اُوپر هم نے نقل کي هی نہیں جھٹلایا بلکه صرف تاویل اور تحریف معنوي کو کام فرمایا هی اور فقط شبهات اور احتمالات سے اُس کي صحت سے اِنکار کیا هی

چنانچه صاحب استقصاء الافحام نے جواب میں منتهي الکلام کے لکها هی که اِس روایت سے ثابت هوتا هی که دو حدیثوں کي نسبت سائل نے سوال کیا ایک حدیث اصحابي کالنجوم کي نسبت دوسري حدیث دعوالے اصحابي کي نسبت اور امام موسي رضا علیه‌السلام نے (هذا صحیح) اُس کے جواب میں فرمایا پس یهه جواب صرف حدیث اخیر کي نسبت هی نه حدیث اول کي نسبت کما قال

از ملاحظه این حدیث شریف ظاهر است که انچه مُخاطب در ترجمه آن گفته که امام رضا علیه‌السلام

حکم به صحت این هر دو حدیث نمود غیر صحیح است زیرا که هرگز تصریح به صحت هر دو حدیث

درین روایت صراحةً که مدلول کلام اوست مذکور نیست بلکه لفظ هذا صحیح مذکور است و جایزاست

که آن متعلق بهر دو حدیث نباشد بلکه محتمل است که گو سائل در سوال از دو حدیث استفسار

کرده بود مگر آن جناب در جواب یکي ازان که حدیث اخیر لست بیان فرموده اِس جواب با صواب میں تین خطائیں هیں (اول) خود مجیب اِس جواب کو یقیناً بیان نهیں فرماتا اور جایزاست اور محتمل است بجاے واجب است و یقیین است کے اِستعمال کرتا هی او راِحتمال او رشک سے اِس حدیث کے جسکي صحت میں بقول امام کچهه شک نهیں تکذیب فرماتا هی (دوسرے) یهه اِحتمال بهي فقط اِحتمال هي اِحتمال هی اِسلیئے که جب سائل نے دو حدیثونکي نسبت اِستفسار کیا اور امام نے هذا صحیح کهکر جواب دیا تو یقیناً یهه امر ثابت هوا که حضرت امام نے سائل کے قول کي تصدیق کي او ر اُس کا قول دو حدیثوں کي نسبت تها اِس سے دونوں کي صحت ثابت هوئي رها یهه اِحتمال که اگر امام دونوں حدیثوں کي صحت تسلیم کرتے تو هذان صحیحان فرماتے یهه قابل لحاظ کے نهیں هی اِس لیئے که مقصود سائل کا واحد تها یعني قول به نسبت مدح صحابه کے تو حرف اِشارہ واحد کا مقصود واحد کي نسبت اِستعمال کرنا خلاف محاورہ نهیں هی (تیسرے) سائل نے دو حدیثوں کي نسبت اِستفسار کیا او ر امام نے فقط هذا صحیح فرمایا پس اگر هم تسلیم بهي کریں که یهه جواب دوسري هي حدیث کي نسبت هی تو پهلي حدیث کا جواب کیا هی کیا یهه کسي کے خیال میں آتا هی که سائل دو حدیثوں کي نسبت سوال کرے اور امام ایک حدیث کي نسبت جواب دیں اور دوسرے کي نسبت لا و نعم کچهه نه فرماویں او ر اُس کي صحت اور عدم صحت کي نسبت کچهه بهي زبان مبارک سے اِرشاد نه کریں اور ایک مجمل لفظ کهکر سائل کو حیرت میں ڈالیں شاید حضرات امامیه یهه جواب دیں که ائمه کي شان یهي هی که کبهي کسي کو جواب صاف نه دیں اور تقیه کو کسي حالت میں نه چهوڑیں اور همیشه گول بات کے سوا زبان سے کچهه اِرشاد نه فرماویں خدا کے واسطے ذرا اِنصاف کرنا چاهیئے که جس سائل نے امام سے سوال به نسبت دو حدیثوں کے کیا تها جب اُس کے جواب میں امام نے (هذا صحیح) فرمایا تو وہ کیا سمجها هوگا دونوں حدیث کي نسبت یا ایک هي حدیث کي نسبت اگر وہ ایک هي حدیث کي نسبت سمجهتا تو ضرور وہ دوسري حدیث کي نسبت مکرر اِستفسار کرتا اور اگر وہ دونوں حدیثوں کي نسبت سمجها تو یا امام کے اُن لفظوں کا یهي مطلب هوگا یا معاذ الله امام نے اُس کو جان بوجهه کر مجمل لفظ کهکر دهوکهه میں ڈالا هوگا لیکن اگر هم اِس روایت میں امام کے تصدیق کو به نسبت دوسري هي حدیث کے سمجهیں

توبهي حضرات شيعه كي جان نهيں بچتي اِس ليئے كه قطع نظر اِس روايت اور اِس كتاب كي اوٗر روايتوں سے بهي صحت مضمون حديث اصحابي كالنجوم كي هوتي هى پس اگر علماء اماميه اِس روايت ميں اِس حديث كي تكذيب كريں تو اور احاديث كو كيا كرينگے اور كهانتك ائمه كرام كے قولوں كو جهٹلاوينگے چنانچه اب هم اِس حديث كي صحت دوسرے طريق سے ثابت كرتے هيں ملا حيدر آملي اثنا عشري نے جامع الاستفسارميں لكها هى كه پيغمبر خدا صلي‌الله عليه و اله و سلم نے فرمايا كه انا كالشمس و علي كالقمر و اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم كه ميں مثل سورج كے هوں اور علي مثل چاند كے اور ميرے اصحاب مثل ستاروں كے جنكي پيروي كروگے هدايت پاوگے معلوم نهيں كه اِس حديث كو ديكهكر كيسا شعله جانسوز علماء اماميه كے سينه سے نكليگا اور خبر نهيں كه يهه شرارهٔ اُنكے خرمن عقل و خرد كو كيسا جلاويگا هاں اِسكي بهي تاويل كرينگے كه مراد اصحاب سے اهل بيت هيں اُسكا جواب هم اُوپر بيان كرچكے اور اب بهي بيان كرتے هيں ليكن قبل جواب دينے كے هم يهه عرض كرتے هيں كه جب اِس حديث كي صحت ثابت هو گئي تو عيون اخبارميں جو امام موسي رضا كے جواب سے اُسكي صحت ثابت هوتي هى اُسكا كس منهه سے اِنكار كرينگے اور جو عبارت زايد (من لم يغير بعده) اُس روايت ميں هى اُس كو شان ميں اهلبيت كے كيونكر صادق سمجهينگے اب اِس تاويل كو جو اِس حديث كي نسبت هى غور سے سنيئے كه جو تقرير اِس علامه اثنا عشري نے كي هى وه اِس امر پر دال هى كه مراد اصحاب سے اهلبيت نهيں هيں اِسليئے كه اُوپر اِس حديث كے يهه بيان هى كه نبوت مثال نور آفتاب كے هي اور امامت مانند چاند كي روشني كے اور علم علما كا مانند چمك ستاروں كے و هذه عبارته بلفظه وورد في اصطلاح القوم تسمية الولاية بالشمسية والقمرية والمراد بهما ولاية النبي و ولاية الولي و نسبة العلماء اليهما كنسبة النجوم الي القمرو الشمس الي قوله فكذلك ليكون للعلماء قدرة والظهور مع وجود الاوصياء و انوارهم من حيث الولاية ويويد ذلك كله ما اشار اليه النبي صلي الله عليه واله و سلم لقوله انا كالشمس و علي كالقمرو اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم پس ظاهر هى كه ائمه كرام اوصيا ميں داخل هيں نه علماء ميں اور تمثيل نجوم كي علماء پر صادق هى نه اوصيا پرتو اِس علامه كي تقرير سے ظاهر هوا كه حديث اصحابي كالنجوم ميں اصحاب سے مراد اهلبيت نهيں هيں بلكه علماء هيں اور اِس سے همارے دونوں مطلب ثابت هوگئے كه يهه حديث صحيح هى اور مراد لفظ اصحاب سے اهلبيت نهيں هيں اگر اِس روايت پر سيري نهووے اور حضرات اماميه كو اپنے اوٗر بزرگوں كي تصديق سنئے كي خواهش هو تو اوٗر بهي سنيں اور تيسرے طريق سے اِس حديث كي مضمون كي صحت پر سند ليں ‡ شيخ صدوق نے معاني الاخبار ميں لكها هى كه حدثنا محمد بن الحسن احمد الوليد رحمه الله قال حدثنا محمد بن الحسن الصفار عن الحسن ابن موسي الخشاب عن غياث ابن كلوب عن اسحق ابن عمار عن جعفر بن محمد عن آبائه عليهم السلام قال قال رسول الله صلي‌الله عليه و اله و سلم ما وجدتم في كتاب الله عز وجل فالعمل لكم به لاعذر لكم في تركه و ما لم يكن في كتاب الله عزوجل و كانت فيه السنة مني فلا عذر لكم في ترك سنتي و مالم يكن سنة مني فما قال اصحابي فقولوابه انما مثل اصحابي فيكم كمثل النجوم

‡ اِس حديث كے مذكور هونيسے كتب اماميه ميں جوصدمه حضرات اماميه كو هى اُسكا بيان نهيں هوسكتا چنانچه جوتحريريں باهم منشي سبحان عليخاں صاحب اور اُنكے ديني بهائي نورالدين كے هوئے هيں وه اِسپر شاهد هيں هم اِنتخاب اُسكا رسالهٔ المكاتيب في رويهٔ الثعاليب والغرابيب مطبوعه سنه ١٢٦٨ هجري سے نقل كرتے هيں وهوهذه

اِنتخاب خط سبحان عليخاں بنام مولوي نور الدين منقول از صفحه ١٠١ رسالهٔ المكاتيب

چنانچه الممي بي پايان از بودن سند حديث اصحابي كالنجوم درطرق شيعه از تحرير خدام در يافته بر داشته‌ام براي خدا زود رقمي گردد كه چگونه وچسان سند پيدا كرده و هرگاه سندچنين احاديث درطرق شيعه يافته شود باز سر رابكدام سنگ توان زد

جواب از مولوي نور الدين منقول از صفحه ١٤٩ ايضاً

حيراني و تشويش سامي از بهمرسانيدن سند حديث نجوم كه ناصب را اتفاق افتاده بجاے خوداست ملاذا فقير د ر بعضے از مجلدات بحار ديده بودم كه بعضے از ائمه طاهرين درجواب بعضے از مسترشدين نوشته‌اند كه حقيقت اينست كه

بایها اخذ اهتدی بای اقاویل اصحابی اخذتم اهتدیتم و اختلاف اصحابی لکم رحمة یعنے امام جعفر صادق نے فرمایا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و اله و سلم نے کہ جو بات تم خدا کی کتاب میں اُس پر عمل کرو کوئی عذر تم کو اُسکے ترک پر نہیں ہو سکتا اور جو کچھہ کتاب خدا میں نہ پاؤ اُس میں میری سنت پر عمل کرو کوئی عذر تم کو میری سنت کے ترک پر نہیں ہو سکتا اور جسمیں میری سنت نہ ملے اُس میں عمل کرو اُس پر کہ جو کچھہ میرے اصحاب نے کہا ہو کیونکہ میرے اصحاب تمہارے بیچ میں ایسے ہیں جیسے کہ ستارے جسطرح پر جس کسی ستارہ کو کوئی لے لے راہ پر پہنچ جائیگا اسی طرح پر میرے اصحاب ہیں کہ جس کسی قول کو میرے اصحاب کے تم لے لوگے ہدایت پاؤگے اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے واسطے رحمت ہی اِس حدیث کی صحت میں کسی کو کلام نہیں اِس لیئے کہ علامه طبرسی نے احتجاج میں اور ملا باقر مجلسی نے بحارالانوار میں اِسکی تصدیق کی هی پس یهه حدیث معناً مطابق حدیث سابق کے هی بلکه اختلاف اصحابی لکم رحمة کا فقرہ اور زیادہ هی پس اِنکار حدیث سابق سے جو عیون اخبار میں مذکور هی تکذیب امام موسی رضا کی ثابت هوتی هی لیکن اگر هم اُس حدیث کو جو عیون اخبار میں مذکور هی کان لم یکن سمجهیں اور اِسی حدیث کو جو معانی الاخبار سے همنے نقل کی صحیح جانیں تب بهی مطلب همارا فوت نہیں هوتا اِس لیئے کہ جو الفاظ اِس حدیث کے هیں وہ بهی موید همارے قول کے هیں باقی رهے تاویل و تحریف علماء امامیه کے اُسکی نسبت بهی هم بحث کرتے هیں اور جو کچھہ تاویلات اُنهوں نے کیئے هیں اُس کو ظاهر کرتے هیں *

واضح هو کہ شیخ صدوق نے اِس حدیث کو جسطرح اُوپر همنے نقل کیا لکھکر یهه الفاظ اَور بڑها دیئے هیں فقیل یا رسول الله من اصحابک قال اهلبیتی کہ جب حضرت پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اصحاب میرے مثل ستاروں کے هیں اور اُنکا اختلاف رحمت هی تب پوچهنےوالے نے پوچها کہ یا حضرت آپ کے اصحاب کون هیں حضرت نے جواب دیا میرے اهلبیت اِنهیں الفاظ پر صاحب استقصا نے اپنے جواب کو جو حدیث سابق کی نسبت هی استدلال کیا هی اور حدیث سابق کا اِن لفظوں سے جواب دیا هی پس اگر در حدیث عیون جواب آن حضرت متعلق بهر دو حدیث باشد و معنایش آن باشد که ازین حدیث نجوم هم مراد اصحاب‌اند مخالفت و مناقضت با حدیث معانی الاخبار و امثال آن لازم می آید لهذا بالبداهت قطعاً ثابت شد که جواب امام رضا علیه السلام متعلق بهر دو حدیث نیست بلکه آن حضرت فقط حال حدیث دعوالی اصحابی بیان فرموده و تفسیر آن بصحابیکه متغیر و متبدل نه شدند نموده زنگ شبهه از خواطر اهل ایمان زدوده لیکن اِس جواب میں بهی چند نقص هیں (اول) هم اِس عبارت زاید کو صحیح نہیں سمجهتے اور اُس کو تحریف شیخ صدوق کی جانتے هیں کہ حضرت نے اپنے مذهب کے موافق یهه الفاظ بڑها دیئے هیں اور یهه صرف هم اپنی بدظنی سے نہیں کہتے اور هم شیخ صدوق پر تہمت نہیں لگاتے بلکه خود اُنهیں کے علما اُنکی نسبت ایسا خیال کرتے هیں اور اُن کو تحریف کے فن میں اُستاد جانتے هیں اگر کسی کو شک هووے تو وہ ملا باقر مجلسی کے بحارالانوار کو دیکھے کہ ملای موصوف نے شیخ صدوق کی نسبت کیا فرمایا هی ایک حدیث میں جو

اینحدیث از جد ماثور است و تحریف لفظی دران راه نیافت آری نواصب بتحریف معنوی مبادرت کرده اند که اینحدیث را اهل ردت فرود آوردند و درتیهه ضلالت حیران و سر گردان ماندند ونه دریافتند که حضرت خاتم المرسلین کسانی رانجوم هدایت فرموده‌اند واقتداء شان را موجب اهتدا قرار داده‌اند که حال شان درزمان سعادت توامان آن جناب و بعد از وفات شریف بر نهج واحد بود نه کسانیکه مصداق امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا گردیدند الی قوله و بندهراحیرتی که درخصوص این امر است نه ازان جهت که امر باقتداء فلان و فلان لازم می آید بلکه حیرت ازان است که بعد از احالة امت بد وچیز عظیم القدر یعنی قران وعترت ارشاد اینمعنی که اصحاب من مثل ابوذر وسلمان وحذیفه و مقداد وابن مسعود نجوم هدایت اند بهر که اقتدا کنید راه دین و نجات خواهید یافت و مهتدی خواهید شد چه محمل داشته باشد و مزید حیرت آنکه بعضی ازعلما میگویند که مراد اهلبیت اند درین معنی بهبعضی از اخبار واثار که خلاف آنرا شیخ ابن بابویه غالبا درهدایه نقل کرده تشبث دارند درینصورت قطع نظر

ابي‌بصير سے الفاظ شاء ماشاء کے معنے میں منقول هی صدوق صاحب نے تحریف کي اور الفاظ حدیث کو کم زیادہ کر دیا اور جن لفظوں سے کافي میں منقول تھے نقل نه کیا اُس پر ملا باقر مجلسي نے یہه الفاظ شان میں حضرت کے لکھے هیں هذا الخبر ماخوذ من الکافي و فیه تغیرات عجیبة تورث سوء الظن بالصدوق و انه انما فعل ذلک لیوافق مذهب اهل العدل و في الکافي هکذا الخ که یهه خبر کافي سے لي گئي هی اور اُسمیں عجیب تغیر و تبدیل کیا گیا هی جس سے صدوق کي نسبت بدظني هوتي هی اور معلوم هوتا هی که اُنهوں نے اِس حدیث میں تغیر و تبدیل اِسلیئے کي هی که اهل عدل کے مذهب کے موافق هو جاوے اور الفاظ حدیث کافي کي اس طرح پر هیں فقط که اِس کو لکھکر ملا مجلسي نے الفاظ حدیث کافي کي نقل کیئے هیں پس باقرار ملا باقر مجلسي کے ثابت هوا که حضرت شیخ صدوق ذرا ذرا بات پر الفاظ حدیث کے بدل دیتے تھے اور واسطے موافق کرنے ساتھه اپنے مذهب کے اماموں کے احادیث میں تغیر و تبدیل کر دیا کرتے تھے پس اگر اِس حدیث میں جس سے صحابه کي فضیلت ثابت هوتي هی اور جسکي صحت سے کل مذهب هي باطل هوا جاتا هی کچھه الفاظ زائد کردیئے هوں تو کیا عجب هی بلکه یقین کرنا چاهیئےکه ضرور اُنهوں نے اخیر فقرہ بڑها دیا هی اور کیوں نه بڑهاتے اِسلیئے که اگر حدیث کو اُنهیں لفظوں پر ختم کر دیتے اور اصحاب کا پیغمبر صاحب کي زبان سے مثل ستاروں کے هونا اور اُن کے اقتدا کرنا تسلیم کر لیتے تو پھر اپنے مذهب کو کس طرح بچاتے اِسلیئے هم بھي ملا باقر مجلسي صاحب کے ساتھه اتفاق کرتے هیں اور حضرت شیخ صدوق کے حق میں اِس حدیث میں الفاظ زائد کرنے کي نسبت وهي الفاظ کهتے هیں (انما فعل ذلک لیوافق مذهب اهل العدل) لیکن اگر کسي کو اِس پر اِطمینان نه هو اور باوجود اِقرار ملا مجلسي کے صدوق کي تحریف و تغیر پر یقین نه آوے تو هم چند دلیلوں سے ثابت کرتے هیں که الفاظ (فقیل له یا رسول من اصحابک فقال اهلبیتي) بڑهائے هوئے هیں*

(پهلي دلیل) مولوي علي بخش خانصاحب بهادر اپنے ایک رساله میں فرماتے هیں که اصحابي کا لفظ معما تها یا پهیلي اور چیستان تھے که جسکے پوچھنے کي ضرورت هوتي اور سننےوالا نه سمجھتا اور بالفاظ من اصحابک استفسار کرتا پس یهه سوال خود اِس امر پر دلالت کرتا هی که اپني طرف سے بڑهایا هی*

(دوسري دلیل) اِس حدیث سے اختلاف اصحاب کا ثابت هوتا هی اور موافق اصول شیعونکے اهلبیت باهم مختلف نهیں هوتے پس کیونکر اصحاب سے اهل بیت مراد لینا جایز هوگا اور اختلاف اصحابي لکم رحمة کے فقرہ کے کیا معنے هونگے چنانچه خود اِسي حدیث میں بعد اُن الفاظ کے جو هم نے نقل کیئے شیخ صدوق صاحب یهه فرماتے هیں که قال محمد بن علي مولف هذالکتاب ان اهل البیت علیهم السلام لا یختلفون ولکن یفتون للشیعة بمرالحق و انما افتوهم بالتقیة فما یختلف من قولهم فهو للتقیة والتقیة رحمة للشیعة که مولف اِس کتاب کا کهتا هی که اهلبیت علیهم السلام تو کچھه اختلاف نهیں کرتے بلکه اپنے شیعوں کو صحیح فتوي دیتے هیں البته کبھي کبھي کوئي فتوي تقیه سے بھي کر دیتے هیں پس اختلاف سے مراد تقیه هی اور تقیه شیعوں کے حق میں رحمت هی اگرچه صدوق اور اُنکے پیرو اِس جواب پر ناز کریں مگر کوئي اهل عقل اِس جواب کو پسند نه کریگا اِس لیئے که تقیه کے معنے هیں سچ بات کو به سبب خوف کے چھپانا اور جھوٹھه کو ظاهر کرنا پس سواے حضرات امامیه کے دوسرا کون

ازین تخالف مذکور حدیث اول هم معارض میشود والا باید که این بزرگان قایل شوند باینکه معاذالله حال اهلبیت هم مانند اصحاب بود که جمعي براه احداث وردت رفتندو بعضي بر حال خویش راسخ ماندندو لم یقل به احد الي قوله لهذا حیرت بنده درینباب نسبت به حیرت جناب مضاعف خواهد بود سخت حیرتها دارم و کفهاي دست را باهم میسایم ارتعاد قلب و جگرخدام بر جاي خود است بمقتضاے بشریت نمیتوان گفت عین درد دیني است

هی کہ جھوٹھہ بولنے کو رحمت سمجھیگا اور اختلاف اصحابي لکم رحمة کے حدیث کو تقیہ پر محمول کریگا *
لیکن اگر هم اختلاف کو تقیہ پر منحصر سمجھیں تو گویا حدیث کے یہہ معنے ہوئے کہ میرے اهلبیت کے جس قول پر کوئي عمل کریگا وہ هدایت پاویگا اگرچہ وہ قول باهم مختلف هوں اور ایک دوسرے سے مخالف هوں اِسلیئے کہ اختلاف میرے اهلبیت کا رحمت هی فقط اور یہہ ظاهر هی کہ هزارها احادیث اور اقوال اماموں کے ایسے هیں کہ جنکو اهلسنة مانتے هیں اور حضرات امامیہ اُن کو تقیہ پر محمول کرتے هیں لیکن جب تقیہ رحمت میں شمار کیا گیا تو سنیوں کا اُن اقوال پر عمل کرنا جو اماموں نے براہ تقیہ کے فرمائي عین هدایت ٹھہرا ورنہ اگر تقیہ کے قولوں پر عمل کرنیوالے خطا پر هوں اور گمراہ ٹھہرائے جاویں تو پھر معنے اِن الفاظ کے کہ (بای اقاویل اصحابي اخذتم اهتدیتم و اختلاف اصحابي لکم رحمة) کے کیا معنے هونگے اور کوئي یہہ نہ خیال کرے کہ ائمہ کرام نے جو اقوال اور احکام براہ تقیہ کے فرمائے هیں وہ مجمل اور مشترک المعني نہیں هیں بلکہ نہایت صاف اور صریح هیں اور یہہ بهي کوئي نہ سمجھے کہ اُنھوں نے وقت کہنے اُن اقوال اور دینے اُن احکام کے اِسکا خیال نہیں کیا کہ پوچھنےوالا اور سننےوالا گمراہ هوگا بلکہ جان بوجھکر سوچ سمجھکر اُن † اقول کو فرمایا هی کہ پوچھنےوالا اور سننےوالا اُس پر یقین کرے اور کسي طرح پر اُس کو اُس قول کے صداقت میں شبہہ نرهے جیسا کہ علماء امامیہ نے اِس کو خود بیان کیا هی چنانچہ میر باقر داماد نبراس الضیا میں فرماتے هیں کہ جو فتوي ائمہ کرام نے موافق قاعدہ تقیہ کے دیئے هیں اُن میں سے بعض ایسے هیں کہ اُن سے غرض تعلیم هی تاکہ اُمکا جواز بیان کیا جائے کہ وقت ضرورت کے اُس پر عمل کیا جاوے اور بامید اِس کے کہ مومنوں کو حق بات بتلا هي دي گئي هی اور اُن میں سے بعض فتوي ایسے هیں کہ جو ایسے پوچھنےوالے نے پوچھے کہ اپنے باطل مذهب پر فریفتہ تھا اور اپنے دین کے پر اعلي درجہ کا غلو رکھتا تھا تو ایسے شخص کو ائمہ کرام نے اُسي کے دین و مذهب کے موافق فتوي دے دیئے اِسلیئے کہ نہ اُسکي هدایت پانیکي اُمید تھي نہ راہ راست پر آنے کا یقین تھا پس جب اماموں نے خود دیدہ و دانستہ پوچھنےوالے کو فتوي اُس کے دین و مذهب کے موافق بتلا دیا تو گو وہ فتوي مخالف اور روایتوں کے هو لیکن بہ نسبت (اختلاف اصحابي لکم رحمة) کے پوچھنےوالے کے حق میں رحمت هوگیا اور بمقتضاي (بای اقاویل اصحابي اخذتم اهتدیتم) کے اُس پر عمل کرنیوالا هدایت پانیوالوں میں محسوب هوگا *

† اصل عبارت اِس کتاب کي بحث تقیہ میں منقول هوگي

(تیسري دلیل) صاحب استقصاء نے حدیث عیون اخبار کي تکذیب پر یہہ دلیل بیان کي هی کہ اگر وہ حدیث صحیح هووے تو مخالفت دوسرے حدیث سے جو معاني اخبار میں مذکور هی لازم آتي هی یہہ دلیل بالکل پوچ هی اِسلیئے کہ اگر عبارت زاید پر جو شیخ صدوق نے بڑھا دي هی لحاظ نہ کیا جاوے تو دونوں حدیثوں کا مضمون موافق هوتا هی نہ مخالف اِسلیئے کہ عیون اخبار کے حدیث کے یہہ الفاظ هیں (اصحابي کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم) اور معاني اخبار کے حدیث کے یہہ الفاظ هیں ان مثل اصحابي فیکم کمثل النجوم بایها اخذ اهتدي پس هم نہیں جانتے کہ دونوں حدیثیں باعتبار معنے کے کیونکر مخالف هیں باقي رهے بحث عبارت زاید (فقیل یا رسول الله من اصحابک) کے اِس کو هم تحریف شیخ صدوق کي سمجھتے هیں اور اُسکي دلایل هم ابهي بیان کرچکے هیں پس اگر هم تسلیم کریں کہ جو حدیث اصحابي کالنجوم کو امام موسي رضا نے موضوع اور غیر صحیح فرمایا تو جب اُسکي صحت امام

باقر علیہ السلام کے بیان سے ہوتی ہی تو ایک امام کے قول سے دوسرے امام کی تکذیب لازم آتی ہی ہاں اگر معانی اخبار کے حدیث سے یہہ ثابت ہوتا کہ حدیث اصحابی کالنجوم معناً موضوع اور غلط ہی تو ہم صاحب استقصاء کے جواب کو اُن کے اصول کے مطابق تسلیم کر لیتے لیکن جب اُس سے بہی اُسکی صحت ثابت ہوتی ہی تو ہم نہایت تعجب کرتے ہیں کہ مولف موصوف نے حدیث معانی اخبار کے بیان کرنے میں سواے اِس کے کہ حدیث اصحابی کالنجوم کی صحت کو ایک دوسرے امام کے قول سے ثابت کر دیا کیا فائدہ اپنے واسطے تصور کیا تہا علاوہ برین غور کرنیکی بات ہی کہ اگر پوچھنےوالا یہہ سوال نکرتا کہ اصحاب سے مراد کون لوگ ہیں تو یہہ کسی کو نہ معلوم ہوتا کہ اصحاب سے مراد اہل بیت ہیں پس کیونکر قیاس میں آوے کہ اگر پیغمبر خدا یہہ حدیث شان میں اہلبیت کے فرماتے تو وہ ایسا لفظ استعمال کرتے جسکا اطلاق عرفاً اہلبیت پر نہیں ہوتا اور کیونکر عقل قبول کرے کہ اصحاب کے لفظ کو سائل نہ سمجہا ہوگا اور اُس نے اُسکے معنے حضرت سے پوچہے ہونگے اِسلیئے کہ ہم اکثر احادیث میں دیکھتے ہیں کہ لفظ اصحاب کا آیا ہی اور پہر کسی ایک میں بہی ایسا سوال نہیں دیکھتے مثلاً حدیث (دعوا لی اصحابی) کو دیکھنا چاہیئے کہ خود صاحب استقصاء اُس کو صحیح بتلاتے ہیں اور امام موسی رضا کی تصدیق کو اُسی پر ختم کرتے ہیں تو اِسکے بعد یہہ عبارت نہیں ہی (فقیل من اصحابک) تو کیونکر ہم جانیں کہ کبہی کسی شخص نے اصحاب کے لفظ کو پیغمبر صاحب سے سنکر اُسکے معنے نہ پوچہے اور اِس حدیث میں لفظ اصحاب ایسا مغلق اور معما ہوگیا کہ بغیر پوچھنے معنے کے سننےوالا اُسکے معنے نہ سمجہا اور بدون اُسکے شرح دریافت کرنیکے سامع سے نہ رہا گیا وھذہ ممایضحک علیہ الصبیان *

(چوتہی دلیل) اگر ہم اُس عبارت زائد کو جو معانی اخبار کے حدیث میں ہی موافق قول صدوق کے تسلیم بہی کریں اور عیون اخبار کے حدیث کو معانی اخبار کے حدیث سے مخالف ہونا بہی قبول کریں تب بہی صرف اِس وجہ سے کہ دونوں میں مخالفت ہی یہہ کیا ضرور ہی کہ عیون اخبار کے حدیث کو غلط تہہراویں اورکیوں اُس حدیث کو صحیح کہکر معانی اخبار کے حدیث کو غلط نہ تہہراویں بلکہ غلط تہہرانیکی ضرورت ہی نہیں ہی فقط اخیر کا جمایا ہوا فقرہ دور کرکے دونوں حدیثوں کا اختلاف دور کر دیں علاوہ برین ہمکو صاحب استقصاء کے اِس امر پر نہایت تعجب آتا ہی کہ وہ اختلاف کے سبب سے ایک حدیث کو غلط تہہراتے ہیں اِسلیئے کہ حضرت کے محدثین اور علماء نے ایسے احادیث اور اقوال نہیں بیان کیئے کہ جنکے اختلاف پر تعجب ہووے ائمہٴ کرام اِسی کا افسوس کرتے رہے مجتہدین متاخرین اِسی غم میں مرگئے اور احادیث کا اختلاف دور نہ کرسکے پس جب اختلاف درجہ غایت پر پہنچ گیا ہو اور باوجود مساعی جمیلہ متقدمین کے اُسکا رفع ہونا محالات میں سے تہہر گیا ہو تو ایک دو حدیث کے اختلاف پر کیوں اِس قدر افسوس ہی تعجب ہی صاحب استقصاء کی ذات سے کہ حضرت نے اُپنے امام اعظم طوسی کا قول ملاحظہ نہیں فرمایا کہ جس میں اِقرار ہی کہ فقط کتاب تہذیب میں پانچ ہزار سے زیادہ حدیثیں ہیں جو باہم متعارض اور متناقض ہیں اور جنکا تعارض ہزار تاویل اور تحریف معنوی سے چہپانا چاہا اور نہ چہپ سکا چنانچہ اُن کے امام اعظم کی تقریر جو صاحب فوائد مدنیہ نے نقل کی

ہی یہہ ہی وقد ذکرت ما ورد عنہم علیہم السلام من الاحادیث المختلفۃ التی یختص الفقہ فی کتابی المعروف

بالستبصار وفي كتاب تهذيب الاحكام ما يزيد علي خمسة الاف حديث وقد ذكرت في اكثرها اختلاف الطائفة في العمل بها و ذلک اشهر من ان يخفي اور يهه نه خيال کرنا چاهيئے که يهه اختلاف صرف راويوں کے سبب سے هي بلکه حضرات اماميه اِسکا اقرار کرتے هيں که يهه اختلاف خود ائمه کي طرف سے هي چنانچه ملا باقر مجلسي نے بحارالانوار ميں لکها هی که ايک شخص نے امام جعفر صادق عليه‌السلام سے کها که کوئي شي سخت زيادہ هم پر اِس سے نهيں هی که همارے آپس ميں بڑا اختلاف هي تب امام نے جواب ديا که يهه اختلاف ميري طرف سے هي † اور اُسي ميں بروايت زرارہ کے لکها هی که اُس نے امام باقر عليه السلام سے ايک مسئله پوچها حضرت امام نے اُس کو کچهه جواب ديا اِسکے بعد ايک دوسرا شخص آيا اور اُسنے بهي وهي مسئله پوچها اُس کو برخلاف پهلے جواب کے جواب ديا که پهر تيسرا شخص آيا اُس کو دونوں جوابوں کے برخلاف جواب ديا جب وہ دونوں آدمي چلے گئے تب ميں نے کها که يا ابن رسول الله اِسکا کيا سبب هی که دو آدمي اهل عراق سے آئے اور وے دونوں آپ کے شيعوں ميں سے تهے اور آپ نے دونوں کو جواب ايک دوسرے سے خلاف ديا هی امام نے فرمايا که يهي همارے حق ميں بهتر هی اور اِسي ميں هماري تمهاري خيريت هی اگر اُس ميں تم سب مختلف نهو اور ايک بات پر متفق هو جاؤ تو لوگ تم کو نه چهوڑيں اور هم تم زندہ نه رهنے پاويں اور پهر زرارہ کهتا هی که جب امام جعفر صادق سے اِس امر کو ميں نے پوچها تو اُنهوں نے بهي اپنے پدر بزرگوار کے موافق جواب ديا ‡ اور يهه کوئي نه سمجهے که فقط ايک مسئله ميں دو تين هي مختلف احکام ائمه کرام ديا کرتے تهے بلکه ٧٠ تک نوبت پهنچتي تهي جيسا که بحارالانوار ميں امام جعفر صادق سے منقول هی که امام موصوف فرماتے هيں که ميں ايک بات ميں ٧٠ پهلو رکهتا هوں جس سے چاهوں نکل جاؤں § غرض که اِن اختلافات کو کوئي کهانتک بيان کرے جس کو اِس باغ کي بهار ديکهنا هو وہ باب کتمان الدين عن غير اهله کو بحارالانوار سے نکالکر ذرا سير کرے پس جب که اختلاف احاديث کا يهه حال هو اور خود حضرات ائمه ايک بات ميں ٧٠ بات پيدا کرتے هوں اور ايک وقت ميں ايک سوال کے جواب ميں اپنے مخلصين شيعونکو ايسے مختلف جواب ديئے هوں جن ميں سے ايک کو دوسرے سے نسبت نه هو اور اِسي ميں اپنے اور اپنے شيعوں کي خيريت سمجهي هوں تو پهر صاحب استقصاء دو حديثوں کے اختلاف پر کيوں تعجب کرتے هيں اور کسليئے اُنکي تطبيق کي فکر فرماتے هيں اور حقيقت يهه هی که يهه اختلاف اُن منافقوں اور جهوٹهوں نے کيا هی جنکو ائمه اپنے پاس آنے نه ديتے تهے اور وہ ائمه کو بدنام کرتے تهے اور اپني طرف سے حديثيں اور باتيں بناکر اُن کي طرف منسوب کرتے تهے اور ائمه کرام اُن سے بيزاري ظاهر کرتے تهے اور اُن پر لعنت کرتے تهے اور اُن کو کاذب اور ملعون کهتے تهے اور وہ اپني جهوٹهي بنائي هوئي باتوں کو ائمه کي طرف منسوب کرتے تهے اور اِس امر کو هم آيندہ شيعونکي کتابوں سے ثابت کرينگے انشاء الله تعالي *

دوسري شهادت

صحيفه کامله ميں جسکا ايک ايک لفظ حضرات اماميه کے نزديک صحت اور اعتبار ميں کم از الفاظ قراني نهيں هی لکها هی که حضرت امام زين‌العابدين عليه‌السلام پيغمبر خدا عليه‌التحيه والثنا کے اصحاب اور

† و هذه عبارته عن محمد بن بشير وعزا عن ابي عبد الله عليه السلام قال قلت له انه ليس شئی اشد علي من اختلاف اصحابنا قال ذلک من قبلي

‡ و هذه عبارته عن زرارة عن ابي جعفر قال قال سألته عن مسئلة فاجابني قال ثم جاء رجل فساله عنها فاجابه بخلاف ما اجابني و اجاب صاحبي فلما خرج الرجلان قلت يا ابن رسول الله رجلان من اهل العراق من شيعتک قدما يسئلان فاجبت کل واحد منهما بغير ما اجبت بالاخر فقال يا زرارة ان هذا خير لنا وابقي لنا ولکم لواجمعتم علي امر واحد لقصدکم الناس ولکان اقل بقائنا وبقائکم فقلت لابي عبد الله شيعتکم لوحملتموهم علي الاسنة وعلي النار لمضوا وهم يخرجون من عندکم مختلفين قال فسکت فاعدت ثلث مرات فاجابني بمثل جواب ابيه

§ وهذه الفاظ عن ابي عبدالله قال اني لا تکلم علي سبعين وجها لي في کلها المخرج

اُن کے تابعین کي نسبت اِن لفظوں سے دعا کیا کرتے تھے اللھم واصحاب محمد صلي الله علیه وسلم خاصة الذین احسنوا الصحابة والذین ابلئوا البلاء الحسن في نصرة* الخ که خداوندا رحمت نازل کر اُوپر اصحاب محمد صلي الله علیه و سلم کے خاصکر اُوپر اُن اصحاب کے جنھوں نے حق صحبت نہایت خوبي سے ادا کیا اور جنھوں نے سب طرح کي مصیبتوں اور ایذاؤں کو اُسکے اعانت میں گوارا کیا اور جنھوں نے ملکر اُس کي مدد میں کوئي دقیقه نہیں چھوڑا اور جنھوں نے اُسکي رسالت کے قبول کرنے میں بڑي جلدي کي اور اُسکي دعوت کي اجابت میں سبقت کي جب اُن کو پیغمبر خدا نے اپني پیغمبري کي حجتیں بتائیں اُنھوں نے بلا توقف قبول کیا اور اُن کے کلمه کے ظاهر کرنے میں اپنے لڑکے بالوں جورو بچوں کو چھوڑا اور اُن کي نبوت کے ثابت کرنے میں اپنے باپ اور بیٹوں کو قتل کیا جب اُنھوں نے پیغمبر کا دامن پکڑا تو اُنکے کنبے قبیلے کے لوگوں نے اُن کو چھوڑ دیا اور جب وہ پیغمبر کے قرابت کے سایه میں آئے تب اُن کے رشته‌داروں نے اُن سے رشته توڑ دیا پس خدایا مت بھولنا تو اُن باتوں کو جو پیغمبر کے اصحاب نے تیرے واسطے اور تیرے پیچھے چھوڑا اور راضي کر دینا اُنکو تو اپني رضامندي سے اِس لیئے که اُنھوں نے خلق کو تیري طرف جمع کر دیا اور تیرے پیغمبر کے ساتھه دعوت اِسلام کا حق ادا کیا الهي وے شکر کرنیکے لایق هیں که اُنھوں نے اپني قوم اور کنبے کے گھر اور اپنے وطن کو تیرے پیچھے چھوڑا اور عیش و آرام کو ترک کرکے ضیق معاش کو تیرے لیئے اِختیار کیا اور خداوندا اُن کے تابعین کو جزاء خیر دے جو که دعا کیا کرتے هیں که پروردگار هماري مغفرت کر اور همارے اُن بھائیوں کے جو هم میں سے اِیمان میں سبقت لے گئے هیں کیسے تابعین جو اُن اصحاب کي چال پر چلتے هیں اور اُنکے آثارکي پیروي کرتے هیں اور اُن کي هدایت کے نشانیونکي اقتدا کرتے هیں جنکو کوئي شک اُن کي نصرت میں نہیں هوتا اور جنکے دل میں کوئي شبهه اُن کے آثار کي پیروي میں نہیں آتا کیسے تابعین جو معاون اور مددگار اصحاب کے هیں اور جو اپنا دین اُنکے دین کے موافق رکھتے هیں اور جو اُن کي هدایت کے مطابق هدایت پاتے هیں اور جو اصحاب سے اِتفاق رکھتے هیں اور جو کچھه اصحاب نے اُن کو پہنچایا اُس میں اُن پر کچھه تہمت نہیں کرتے هیں اور خدایا رحمت نازل کر اُن اصحاب کے تبعیت کرنیوالونپر آج کے دن سے جسمیں هم هیں قیامت تک اور اُنکے ازواج اور ذریات پر فقط

اي مسلمانو اِس دعا کے لفظوں پر خیال کرو اور اُنکے معنے غور سے سوچو اور سمجھو که امام زین‌العابدین علیه‌السلام نے دعا میں کن لفظوں سے پیغمبر صاحب کے اصحاب کو یاد فرمایا هی اور اُن کے محامد اور اوصاف کو کس خوبي سے بیان کیا هی اور اُن کي کوششوں اور مصیبتوں کو جو راہِ خدا میں اُٹھائیں کس طرح پر ظاهر کیا هی اور اُن کے حق میں کس سوز دل سے دعا فرمائي هی کون شخص هی که جو دعوي اِیمان اور اِسلام کا رکھتا هو وہ بعد سننے اِس دعا کے پھر صحابه کي فضیلت میں شک کریگا او کون آدمي هی که جو ائمه کرام کي امامت کو اصول دین سے سمجھتا هوگا اور اُن کے قول اور

* وکانفوہ واسرعوا الي وفادته وسابقوا الي دعوته و استجابوا له حیث اسمعهم حجة رسالاته و فارقوا الازواج والاولاد في اظهار کلمته وقاتلوا الاباء و الابناء في تثبیت نبوته و انتصروا به ومن کانوا منطوین علي محبته یرجون تجارة لن تبور في مودته و الذین هجرت هم العشائر اذ تعلقوا بعروته وانتفت منهم القرابات اذ سکنوا في ظل قرابته فلا تنس لهم اللهم ما ترکوا لک وفیک وارضهم من رضوانک و بما حاشوا الخلق علیک وکانوا مع رسولک دعاة لک الیک واشکرهم علي هجرهم فیک دیار قومهم و خروجهم من سعة المعاش الي ضیقه ومن کثرت في اعزاز دینک من مظلومهم اللهم واوصل الي التابعین لهم باحسان الذین یقولون ربنا اغفرلنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان خیر جزائک الذین قصدوا سمتهم و تحروا وجهتهم ومضوا علي شاکلتهم لم یثنهم ریب في بصیرتهم ولم یختلجهم شک في قفو اثارهم والایتمام بهدایة منارهم مکانفین و موازرین لهم یدینون بدینهم ویهتدون بهدیهم یتفقون علیهم ولا یتهمونهم فیما ادوا الیهم اللهم وصل علي التابعین من یومنا هذا الي یوم الدین و علي ازواجهم وعلي ذریاتهم

فعل پر عمل کرنیکا دعوي رکهتا هوگا وہ امام کي زبان سے ایسي تعریفیں صحابه کي سنکر اُنکا معتقد نهوگا *

پوشیدہ نرہے که جب هم صحابه کے فضایل میں احادیث اور اقوال کو اپني کتابوں سے نقل کرتے هیں تو حضرات اُن کو موضوع اور غلط کہه دیتے هیں اور جب اُن کي کتابوں سے ائمه کرام کے اقوال کو سند لاتے هیں تو اُس کو تقیه پر محمول فرما دیتے هیں لیکن یهه دعا صحیفه کامله کي ایسي هی که جسبر احتمال تقیه کا بهي نهیں هو سکتا اِسلیئے که یهه وہ دعا هی جو امام زین العابدین مناجات میں بوقت خلوت حالت خاص میں خدا سے کیا کرتے تهے اور راز و نیاز کے وقت اصحاب رسول کي تعریفیں خدا کے رو برو کرکے اُن پر درود بهیجا کرتے تهے اور اُنکي کوششوں اور مصیبتوں کو جو خدا کي راہ میں اُتهائیں بیان کرکے خدا سے اُنکے لیئے طلب رحمت کیا کرتے تهے پس اُس وقت نه کسیکا خوف تها نه کسي سے اندیشه که جس سے ضرورت تقیه کرنے کي هوتي پس اِس دعا میں احتمال تقیه کي بهي گنجایش باقي نهیں رهي اور امام کي زبان سے اعلي درجه کي تعریف اصحاب رسول کي ثابت هو گئي پس حضرات امامیه کو چاهیئے که اول سے آخر تک اِس دعا کو دیکهیں اور لفظ لفظ پر غور فرماویں اور اِنصاف کریں که جب امام علیه السلام مناجات میں ایسي ستایش اصحاب کي کریں اور اُن کے تابعین کے حق میں دعاء خیر فرماویں اور بالفاظ و ارضهم من رضوانک و اشکر هم علي هجرهم فیک اُن کے لیئے رضاي ایزدي کے طالب هوں اور اُنکے مصائب اور تکالیف کو ذریعه رضوان الهي کا جانیں اور اُن کو باعث ترقي دین اِسلام کا فرماویں اور پهر بهي ائمه کي اطاعت کے دعوي کرنیوالے اور اپنے آپ کو قدم به قدم ائمه کے طریقوں پر چلنےوالے اپنے آپ کو امامیه کہنےوالے برخلاف اُس کے اصحاب رسول کي برائیاں بیان کریں اور اُن کي هجو و مذمت کو شعائر دین تهہراویں اور اُنکي عیب جوئي میں شب و روز صرف اوقات کریں اور اُنکے محامد و اوصاف سے اغماض کرکے مطاعن کے اِظهار میں مصروف رهیں اور بجاے دعاء خیر اور طلب رحمت کے اُن کے حق میں بددعا کرنیکو عبادت جانیں اور اُنکي پیروي کو ذریعه ضلالت و گمراهي کا سمجهیں اور جو کوئي اُنکے چال پر چلنا چاهے اُس کو دائرہ اِسلام سے خارج جانیں اور جو کوئي اُن پر تهمت کرے اور اُن سے دشمني رکهے اُس کو بڑا مومن پاک تصور کریں معلوم نهیں که اِن حضرات کے اصطلاح میں محبت اور اِیمان کے کیا معنے هیں اور عداوت اور کفر کا کیا مطلب هی اهل سنة جو ائمه کرام کے اقوال و افعال پر عمل کریں وہ خارجي اور ناصبي کهلاویں اور حضرات شیعه جو اُن کے اقوال و افعال سے مخالفت رکهیں وہ امامیه اور دوست اهل بیت کے تهہریں فاعتبروا یا اولي الالباب ان هذا لشئے عجاب *

جاننا چاهیئے که اِس دعا سے چند فائدے حاصل هوئے (اول) امام کا اصحاب کے حق میں دعاء خیر کرنا اور اُن پر درود بهیجنا اور اُن کے حق میں گمان نیک رکهنا (دوسرے) اُن اصحاب کا سب سے افضل هونا جو سب سے اولؔ اِیمان لائے اور اصحاب رسول کا خدا کي راہ میں ایذائیں اور مصیبتیں اُتهانا اور خدا کے لیئے گهر بار چهوڑ کر هجرت کرنا اور پیغمبر کے پیچهے اُن کے قریب اور رشتهداروں کا اُن سے قرابت اور رشته چهوڑ دینا اور خدا کے دین میں داخل هونے کے لیئے لوگوں کو دعوت اِسلام کي کرنا (تیسرے) اصحاب کے تابعین کي فضیلتیں اور اُنکي نشانیاں اب هر ایک امر کي نسبت هم علحدہ علحدہ بحث کرتے هیں *

امر اول امام کا اصحاب کے حق میں دعاء خیر کرنا

اصحاب کے حق میں دعاء خیر کرنا اور اُن کو نیکي سے یاد کرنا درحقیقت پیغمبر خدا علیہ التحیہ والثنا کے حکم کي اطاعت کرنا هی اِس لیئے که خود حضرت نے اُن کے حق میں ایسا فرمایا هی چنانچه اُوپر هم عیون اخبار سے اِس حدیث کو بیان کر چکے هیں که حضرت پیغمبر خدا نے فرمایا که دعوا لے اصحابي که میرے اصحابوں کو میرے لیئے چھوڑو اور میري صحبت کے حقوق اُن کے حق میں رعایت کرو اور اِس کي تائید میں اوَر احادیث اور اقوال نقل کرتے هیں (اول) حدیقۂ سلطانیه کي جلد سویم بحث نبوت میں جناب میرنصاحب قبله فرماتے هیں که جب پیغمبر صاحب کا وقت وفات قریب آیا تو حضرت نے منبر پر جاکر اصحاب سے پوچھا که میں کیسا پیغمبر تھا سبھوں نے عرض کیا که جو کچھه صبر خدا کي راہ میں آپ نے گوارا کیا اُس کي جزاء خیر خدا آپ کو دے تب حضرت نے اُس کے جواب میں فرمایا که خدا شما را نیز جزاي خیر دهد که یهه روایت صفحه ۳۲۸ حدیقه سلطانیه میں موجود هی پس معلوم نهیں که اُس وقت جب که هزاروں اصحاب موجود تھے اور واسطے وداع پیغمبر خدا کے مسجد میں جمع هوئے تھے حضرت کا اُن سے مخاطب هوکر یهه فرمانا که خدا تمکو جزاي خیر دے کس امر پر محمول کیا جاوے اور کیونکر ایسے اصحاب کے حق میں گمان نیک نه کیا جاوے (دوسري) تفسیر امام حسن عسکري علیه السلام میں لکھا هی که ان رجلا ممن یبغض آل محمد و اصحابه او واحدا منهم یعذبه الله عذابا لوقسم علي مثل ما خلق الله لاهلکهم اجمعین که اگر کوئي شخص دشمني رکھے آل محمد سے اور اصحاب محمد سے یا ایک سے بھي منجمله اُن کے اُس پر خدا ایسا عذاب کریگا که اگر وہ تقسیم کیا جاوے تمام خلق پر تو وہ سب هلاک هو جاویں پس جس طرح پر آل محمد کے دشمني حرام هی اِسي طرح پر اصحاب محمد کے عداوت حرام هی (تیسري) پیغمبر خدا نے اپنے اصحاب کے سب و دشنام سے منع کیا هی چنانچه جامع اخبار میں که معتمدین کتب شیعه سے هی منقول هی قال النبي من سبني فاقتلوہ و من سب اصحابي فاجلدوہ که جو کوئي مجھے برا کھے اُس کو قتل کرو اور جو کوئي میرے اصحاب کو برا کھے اُس کو درے لگاؤ (چوتھي) کتاب مفتاح الشریعت اور مفتاح الحقیقت میں جس کو ملا باقر مجلسي نے بحارالانوار میں اور قاضي نوراللہ شوستري وغیرہ نے امام جعفر صادق علیه السلام کي طرف سے منسوب کیا هی لکھا هی که غیبت بهت بڑا عیب هی اور بھتان اور افترا اُس سے بھي بڑھکر هی اور عوام آدمیوں کے حق میں غیبت اور بھتان گناہ کبیرہ هی نه که اصحاب پیغمبر خدا صلي اللہ علیه و اله و سلم کے حق میں کتنا بڑا گناہ هوگا پس اُنکے حق میں اعتقاد نیک رکھنا ضروریات سے هی اُن کے فضایل کے بیان کرنے میں رطب اللسان رهنا چاهیئے اور اُن کے دشمنوں کي صحبت سے نفرت رکھنا چاهیئے که اُس سے نفاق خفي دل میں پیدا هوتا هی الخ پس باوجود اِسکے که یهه روایتیں خود شیعوں کي کتابوں میں موجود هوں اور پیغمبر خدا کا اور ائمه کرام کا دعاء خیر کرنا اصحاب کے حق میں ثابت هو اور پھر وہ اصحاب کے کینے کو افضل عبادت جانیں اور لعنت کرنے کو جو که خود اُنھیں پر لوٹتي هی عمدہ ترین طاعت جانیں اور جن پر امام زین العابدین اور دیگر ائمه

کرام درود بھیجیں اُن پر تبرا کریں اور اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سواے لعنت کے اپني زبان پر دوسرا لفظ نہ لاویں اور بجاے لعنتیہ کے اپنے فرقہ کا نام امامیہ رکھیں *

امر دوم پیغمبر خدا کے یارونکا ایمان کے سبب سے مصیبت اور ایذا پانا اور جو سب سے اول ایمان لائے اُن کا اورونسے افضل اور بہتر ہونا

اِس دعا سے اِمام علیہ‌السلام کے پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے اصحاب کرام کي جو فضایل ثابت هوتي هیں وہ یہہ هیں اُن کا پیغمبر صاحب کي مددگاري میں مصایب اور تکالیف کا پانا حضرت کي محبت میں اپنے بال بچوں اور گھر بار کو چھوڑنا اور اپنے وطن سے ھجرت کرجانا اثبات نبوت میں اپنے باپ بیٹوں عزیزوں کو قتل کرنا پیغمبر خدا کي دعوت کو قبول کرنا اور خلق کو خدا کي طرف جمع کر دینا اِن فضایل کو امام نے اِس تفصیل کے ساتھہ بیان فرمایا هی کہ کسي شیعہ کو کیسا هي متعصب کیوں نہ هو اُس کي تکذیب اور تاویل کي جرات باقي نہیں رهي اِسلیئے کہ کتاب صحیفۂ کاملہ ایسي معتبر کتاب هی کہ حضرات شیعہ اُس کو زبور آل محمد کہتے هیں اور اُسکي لفظ لفظ اور حرف حرف کو صحیح جانتے هیں اور جو کچھہ اُس میں لکھا هی اُسکي تصدیق کرتے هیں پس اِن فضایل کو جو اِمام نے بیان کیئے دیکھہ دیکھہ کر تو دل میں جلتے هوں اور اپنے محدثین اور علما کو اُس کي تصدیق و تصحیح پر برا بھلا کہتے هوں لیکن کسي طرح پر اُس کي تکذیب نہیں کر سکتے باقي رهي تاویل اُسکي تین صورتیں هیں (۱) یا کہ اُن فضایل کا مصداق سواے صحابہ کے اور کسي کو گردانیں جیسا کہ حدیث اصحابي کالنجوم وغیرہ میں گردانا (۲) یا کہ اُس کو تقیہ پر محمول فرماویں جیسا کہ اور احادیث اَئمہ میں کیا هی (۳) یا کہ اُن فضایل کو اپنے منبولین صحابہ کے حق میں قبول کریں اور اکثر مہاجرین اور انصارکو خصوصاً خلفاء ثلثہ رضوان اللہ تعالی علیهم اجمعین کو اُس سے خارج سمجھیں لیکن تینوں طرح سے تاویل کا دروازہ بند هی اور سواے اِسکے کہ موافق همارے مذھب کے اِن فضایل کو تمام مہاجرین و انصارکي نسبت خصوصاً خلفاء ثلثہ کے حق میں تسلیم کریں اور دوسرا چارہ نہیں هی چنانچہ هم تینوں تاویلوں کا بطلان ثابت کرتے هیں *

امر اول کہ مصداق اِن فضایل کے اصحاب رسول نہیں هیں۔ اِس کا خود کسي شیعہ نے دعوي نہیں کیا بلکہ اِن فضایل کا صحابہ کے شان میں وارد هونے کو اُن کے علماء نے قبول فرمایا هی چنانچہ صاحب نزھۃ اثنا عشریہ نے بجواب جلد چہارم تحفہ کے اِسکو تسلیم فرمایا هی وھذہ عبارتہ کہ امامیہ جمیع اصحاب را مقدوح و مجروح نمي دانند بلکہ بسیاري از صحابہ عظام را جلیل القدر و ممدوح بلکہ از اولیاي کرام میدانند و مستحق رحمت و رضوان ملک منان مي پندارند در صحیفۂ کاملہ کہ فرقۂ حقہ آنرا زبور آل محمد گویند دعائیکہ از حضرت سیدالساجدین علیہ السلام ماثور است شاھد عدل این دعوي ست *

رها امر دوم که امام نے یهه فضایل براه تقیه کے بیان کیئے هیں اس کو بهي کسي عالم نے علماء شیعه سے بیان نهیں کیا اور کیونکر لفظ تقیه کا اس موقع پر زبان پر لاتے اس لیئے که یهه فضایل جو امام نے بیان کیئے وہ کسي ناصبي اور خارجي اور دشمن اهل بیت اور دوست صحابه کے سوال کے جواب میں بیان نهیں فرمائے که احتمال تقیه کا هوتا اور حضرات شیعه یهه کهکر که امام نے بخوف جان و آبرو سایل ناصبي کے ظلم سے بچنے کے لیئے جهوتهي تعریف اصحاب کي کر دي جان بچا لیجاتے بلکه یهه تعریف امام نے خداي جلشانه سے به وقت دعا کي هی جس وقت سواے اُن کے اور خدا کے دوسرا نه هوتا تها اور خلوت میں راز و نیاز کا دفتر پروردگار کے حضور میں کهولا جاتا تها امام داعي هوتے تهے اور خدا مجیب هوتا تها پس خیال کرنا چاهیئے که اصحاب رسول کي عزت اور بزرگي امام کے دل میں کس درجه پر تهي که ایسے راز و نیاز کے وقت میں بهي اُن کو نه بهولتے تهے اور جس طرح پر اپنے اور اپنے اهل بیت کے لیئے دعا کرتے تهے اور انبیا و رسل کے حق میں درود بهیجتے تهے اُسي طرح پر اصحاب رسول کے لیئے دعا فرماتے اور اُن پر صلوات اور رحمت کي اِستدعا کرتے تهے اگر کاش حضرت امام اللهم صل علي محمد و آل محمد و اصحاب محمد کهکر قناعت کرتے توبهي کافي تها اور دعا کے وقت اُن کے محامد اور اوصاف کے دفتر کهولنے کي ضرورت نه تهي مگر قربان امام سجاد علیه السلام کي محبت اور اِنصاف کي که اُنهوں نے اِتنے پر قناعت نه کي اور اپنے خدا کے سامهنے اپنے دادا کے یاروں کے اِیمان اور مصائب اور تکالیف کي تفصیل بیان کرکے اُن پر رحمت نازل کرنے کے لیئے دعا کي اور نه صرف دعا کي بلکه مهاجرین کي محنتوں اور کوششوں اور مصیبتوں کا ذکر کرکے اُن کي شکر گذاري خدا سے چاهي اِسي واسطے حضرت نے اِس دعا میں فرمایا (واشکرهم علي هجرهم) که خداوندا مهاجرین نے جو هجرت تیرے واسطے کي اور اپنے گهر بار کو تیرے پیچهے چهوڑا اُس کي شکر گذاري کر پس کون شخص هی که اِن الفاظ اور فقرات کو دیکهکر اِمام کي محبت کا ساتهه صحابه کے معتقد نه هوگا اور کس کي زبان سے حرف عداوت کا باهم صحابه اور اهل بیت کے نکلیگا لیکن آفریں هی حضرات شیعه کے اِیمان اور محبت پر که اپنے آپ کو اِمامیه کهیں اور ائمه کرام کي خلوص محبت کا دعوي کریں اور اپنے آپ کو پیرو اماموں کا جانیں لور با این همه صحابه سے عداوت رکهیں اور جس قدر امام اُنکي تعریف کریں اُس سے هزار حصه بڑهه کر وے اُن کي برائیاں بیان کریں اور اگر کسي سني بیچارہ کي زبان سے به تبعیت ائمه کرام اللهم صل علي محمد وآل محمد کے بعد اصحاب محمد نکل جاوے توغیظ میں آ کر اُس کو غصے سے دیکهنے لگیں اور اِتني هي بات پر اُس کو خارجي اور ناصبي کهنے لگیں سچ تو یهه هی که جو امور ابطال اِسلام و اِیمان کے پردہ میں محبت اهلبیت کي حضرات شیعه نے کیئے هیں وہ دشمنوں سے بهي نهیں هوئے ولنعم ما قیل

آنچه به فیضي نظر دوست ترب ... اگر دشمن جاني کند

باقي رها امر سوم که اِن فضایل کي مصداق صرف وهي اصحاب هیں جن کو علماي شیعه اچها جانتے هیں اور اکثر مهاجرین اور انصار خصوصاً خلفاء ثلثه اِس سے خارج هیں سو اِس کا دعوي سب علماء شیعه نے کیا هی اور اِسي تاویل کو جواب اِن فضایل کا تصور فرمایا هی لیکن جب اِس امر کو حضرات شیعه نے تسلیم کر لیا که وے فضیلتیں جو اِمام نے اِس دعا میں بیان کي هیں وہ

اصحاب کرام کي شان میں ھیں تو ما بہ النزاع درمیان ھمارے اور حضرات کے صرف یہہ امر رہ گیا کہ مراد اُس سے تمام مہاجرین و انصار ھیں یا نہیں بلکہ اصل تصفیہ اِس امر پر منحصر رھا کہ خلفاء ثلثہ رضي اللہ تعالیٰ عنھم بھي اُس میں داخل ھیں یا نہیں چنانچہ ھم دعوي کرتے ھیں کہ جو فضایل امام نے بیان کیئے ھیں وہ تمام مہاجرین و انصار پر خصوصاً خلفاء ثلثہ رضي اللہ تعالیٰ عنھم پر صادق ھیں اِس لیئے کہ وھي لوگ وہ ھیں جن کے افعال اور اعمال اور سیرت اور چال وچلن سے ثابت ھوتا ھی کہ

ابلواالبلاء الحسن في نصرہ وکا نفوہ و اسرعوا الي وفادتہ و فارقوا الازواج والاولاد في اِظھار کلمتہ یعني اُنھوں نے سب طرح کي بلاؤں اور مصیبتوں کو پیغمبر صاحب کي اعانت میں گوارا کیا اور حضرت کي دعوت کو سب سے اول سنا اور بال بچوں آل اولاد گھر بار کو اُس کے کلمہ کے ظاھر کرنے میں چھوڑا اور اِس دعوي کو بھي ھم ثابت کرتے ھیں *

جب پیغمبر خدا علیہ التحیہ والثنا نے مکہ معظمہ میں دعوي نبوت کا کیا اور لوگوں کو بہ حکم پروردگار اِسلام کے خوبیوں سے آگاہ کیا تو آھستہ آھستہ لوگوں نے اِسلام قبول کیا اور کفار قریش نے اُن لوگوں کو جو حضرت پر اِیمان لائے تھے ستانا اور اِیذا دینا شروع کیا یہانتک کہ برادري اور قرابت اُن سے چھوڑ دي اور اپنے گروہ سے اُن کو خارج کر دیا اور خرید فروخت اُن سے بند کر دي مگر اُن مومنین نے اِسلام کو نہ چھوڑا اور سب کو چھوڑ کر پیغمبر صاحب کا دامن پکڑا اور یہہ ظاھر ھی کہ تمام مہاجرین اُسي گروہ میں داخل ھیں خصوصاً خلفاء راشدین اُن سب کے پیشوا ھیں تو سواے اُن کے یہہ فضایل اوْر کس پر صادق ھونگے اور اگر وھي خارج کر دیئے جاویں تو وے لوگ جنھوں نے اِیمان قبول کیا اور جن کو کفار نے ستایا کون سے تھے اور کس ملک سے آئے اور کہاں رھتے تھے ذرا کوئي حضرات شیعہ سے اُن کے نام اور حالات کو پوچھے اور دیکھے کہ وہ سواے اُنھیں مہاجرین اور خلفاء راشدین کے کسي دوسرے کا نام بتلاتے ھیں یا نہیں ھم نے جہانتک شیعوں کي کتابوں کو دیکھا اور جو کچھہ اُن کے عالموں سے سنا تو یہي دیکھا اور سنا کہ اِنھیں مہاجرین اور خلفاء راشدین کا وہ بھي نام لیتے ھیں اور اِنھیں کو اِیمان لانیوالوں میں شمار کرتے ھیں مگر اِتنا فرق ھی کہ ھم اُن کے اِیمان کو صدق دل سے تصور کرتے ھیں اور وہ اُس کو نفاق پر یا طمع دنیا پر یا کاھنوں اور نجومیوں کے سننے پر محمول کرتے لیکن اِسکا اِقرار کرتے ھیں کہ یہہ لوگ ظاھر میں اِیمان لائے اور پیغمبر خدا علیہ التحیہ والثنا کے نبوت کے معتقد ھوئے جیسا کہ حملۂ حیدري کا مولف لکھتا ھی کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام وعظ و نصیحت کیا کرتے اور ایک ایک دو دو آدمي اُن پر اِیمان لایا کرتے کما قیل

دگر وعظ و اِرشاد بر ایں نسق | در ابطال اصنام و اثبات حق
نمودے حبیب خدائے جہاں | نہ کردے ولے کار در مشرکاں
بخواندے مدام از کلام مجید | برآں قوم آیات وعدو وعید
نمودے ز ھر گفتہاش گاہ گاہ | کہ بگذاشتے یکدو کس پا براہ
ولیکن نہ جملہ ز راہ یقیں | یکے بہر دنیا یکے بہر دیں
بنادان رسد گر بگیرد خطا | کہ دنیا کجا بود با مصطفا
چنیں است دنیا نہ بود آنزماں | ولے بود آیندہ منظور شاں

خبر دادہ بودند چوں کاھناں — کہ دین محمد بگیرد جہاں
ھمہ پیروانش بہ عزت رسند — تمام اھل انکار ذلت کشند
یکے کرد ازیں راہ ایماں قبول — یکے شخص بہر خدائ و رسول

اور اِس امر کو کہ کوئي مہاجرین میں سے بہ نفاق یا بہ طمع دنیا یا بہ استماع اخبار کاھناں ایمان نہیں لایا بلکہ صدق دل سے ہر ایک نے اِسلام قبول کیا ہم آگے ثابت کرینگے لیکن اِس مقام پر ہم اِتنا ھي ثابت کرنا چاھتے ھیں کہ حضرات شیعہ اِن لوگوں کا اِسلام لانا قبول کرتے ھیں اور اُن کو منکرین نبوت سے نہیں جانتے چنانچہ یہہ بات اِنھیں چند اشعار سے ثابت ہو گئي اور چونکہ اور علما کا بھي یہي قول ھی اِسلیئے اور کتابوں کي سند لانا تحصیل حاصل ھی باقي رہا اُن مسلمانوں کا ایذا اور مصیبت اُٹھانا اور کفار قریش کے ھاتھہ سے تنگ ھونا اِس کو بھي علماء شیعہ تسلیم کرتے ھیں اور اُنھیں مہاجرین کا جن کو وہ منافق اور مرتد جانتے ھیں (و نعوذ باللہ من ذلک) کفار قریش کے ھاتھہ سے مصیبت پانیکا اِقرار کرتے ھیں چنانچہ مولف موصوف لکھتا ھی کہ جب پیغمبر خدا پر بہ سبب محافظت ابوطالب کے کفار کو قدرت نہ ھوتي تو اُن کے اصحاب کو ستاتے اور اِیذا دیتے کما قیل

ولے چوں ابوطالب نامور — نگہبان او بود ازیں بیشتر
بایذاي او کس نمییافت دست — رسانیدي اصحاب اورا شکست
بھر کوي و ھر برزن و ھر ممر — کہ کردي ز اصحاب او کس گذر
نمودندے اعداي او از غلو — بہر گونہ آزار و ایذاے او
بہ ضرب و بشتم وبمشت و لکد — بہ دیگر ستمہاے بیروں ز حد
فگندے ز ھر سو بسر خاک شاں — نمودے برھنہ تن پاک شاں
پس آنگہ نشاندي چنان بیتاب — دراں ریگ تفسیدہ از آفتاب
بریدے ازاں قوم آب و طعام — زدے طعنہ بر خلافت و امام
دگر ظلمہائے ھلاکت مآل — کہ آرد بیانش بدلہا ملال
نمودندے آں ناکساں شقي — براں زمرۂ مومن و متقي

اب کوئي حضرات شیعہ سے پوچھے کہ باوجود تصدیق اِس امر کے کہ اصحاب نبي پر کفار کے ھاتھہ سے اِس قسم کي مصیبتیں اور تکلیفیں پہنچتي تھیں اور وہ اُس پر صبر کرتے تھے اور پیغمبر صاحب سے جدا نہ ھوتے تھے اور اعلاء کلمۃ اللہ میں دن رات سعي بلیغ کرتے رھتے تھے تو اگر اِن لوگوں کے حق میں وہ صفات جو اِمام نے بیان کیئے صادق نہیں ھیں تو پھر وے دوسرے لوگ کون ھیں جو مصداق اُن صفات کے ھیں اگر حضرات شیعہ اِنصاف کو دخل دیں اور تعصب اور عناد کو چھوڑیں اور امام کے اِس کلام پر غور کریں الذین ھجرتھم العشایر اذ تعلقوا بعروتہ و انتفت منھم القرابات اذسکنوا في ظل قرابتہ اور پھر صحابہ کرام کي حالات کو خود اپنے ھي کتابوں سے نکالکر دیکھیں تو تمام مہاجرین کو مصداق اِس مضمون کا پاویں اور کسي ایک کو اُس فضیلت سے مستثني نہ کریں لیکن اگر اِس پر بھي حضرات شیعہ کي خاطر جمع نہ ھو اور خلفاء راشدین کے اِیمان اور اِسلام کي تفصیل بہ قید اُن کے نام کے چاھیں تو اُس کو بھي غور سے سنیں اور اپني ھي کتابوں کي سند لیں *

حضرت ابوبکر صدیق رضي الله تعالی عنه کے ایمان لانیکا حال

حضرات شیعه اقرار کرتے هیں که ابوبکر صدیق اُنهیں چند لوگوں میں هیں جو سب سے اول ایمان لائے اور جنهوں نے اوُرونسے پهلے پیغمبر صاحب کي نبوت کو تصدیق کیا چنانچه هم حضرت صدیق اکبر رضي الله تعالی عنه کے ایمان لانے کا حال آیه غار کے بیان میں لکهه چکے هیں اِس مقام پر صرف اُن اعتراضات کو به تفصیل رد کرتے هیں جو که حضرت صدیق اکبر کے ایمان پر علماء شیعه نے کیئے هیں منجمله اُن اعتراضات کے جو ابوبکر صدیق کے ایمان پر حضرات شیعه کرتے هیں ایک یهه هی که اُنهوں نے کاهن سے سنا تها که ایک پیغمبر پیدا هوگا اور اُس پر ایمان لانیوالے اور اُس کي اطاعت کرنیوالے بڑے مرتبے پر پهنچینگے اِسلیئے وه ایمان لائے چنانچه مولف حمله حیدري بهي مثل اپنے اوُر علماء کے لکهتا هي

ابابکر زاں پس بره پا گذاشت | که گفتار کاهن بدل یاد داشت
بـاو کاهنے داده بود ایں خبـر | کـه مبعوث گردد یکے نـامـور
ز بطحا زمیں درهمیں چند گاه | بـود خـاتـم انـبـیـاي اِلـه
تـو بـا خـاتم انـبـیـا بگـروي | چـو اوبگذرد جانشینش شوي
ز کاهن چو بودش باو ایں نوید | بیاورد ایماں نشاں چوں بدید

لیکن یهه قول باطل هي چند دلیلوں سے *

پهلي دلیل اگر یهه امر تسلیم کیا جاوے که ابوبکر صدیق رضي الله تعالی عنه کاهن کے کهنے سے ایمان لائے تو ضرور اُس کے کهنے کو سچ جانا هوگا تو جس طرح پر اُس کے اِس کهنے کو تصدیق کیا که خلافت بعد رسول کے اُن کو هوگي اُسي طرح پر اِس کهنے کو بهي تصدیق کیا هوگا که وه نبي برحق هونگے اور اُن کا دین سچا هوگا تو ضرور وه پیغمبر صاحب کو سچا پیغمبر سمجهه کر ایمان لائے هونگے پس اِس سے بهي تصدیق رسالت ثابت هوتي هي اور اِسي کا نام ایمان هي اور اِسي سے حضرات شیعه اِنکار کرتے هیں اور ابوبکر صدیق رضي الله تعالی عنه کو دل سے ایمان لانیوالا نهیں کهتے چنانچه مجتهد صاحب

ذوالفقار میں لکهتے هیں که خلیفه اول از اول امر از ایمان بهره نه داشت باتفاق من علماء الامامیه لیکن اگرچه جناب مجتهد صاحب قبله و کعبه نے یهه دعوي کیا که تمام علما کا اِتفاق هي که ابوبکر صدیق اول سے ایمان نه لائے تهے مگر حضرت سے غلطي هوئي اِس لیئے که علامه حلي نے شرح تجرید میں لکها هي که خود حضرت علي کرم الله تعالی وجهه نے فرمایا هي که (امنت قبل ان آمن ابوبکر) که میں ایمان لایا قبل اِس کے که ابوبکر ایمان لائے هوں تو جب حضرت علي کے قول سے اُن کا ایمان لانا ثابت هوا تو پهر مجتهد صاحب کا کهنا کون سنتا هي *

دوسري دلیل معلوم نهیں که کاهن نے صرف حضرت صدیق اکبر رضي الله تعالی سے پیغمبر صاحب کے نبي هونے کا حال کها تها اور صرف وهي ایک کاهن کي تصدیق کرکے ایمان لائے تهے یا اور اصحاب بهي هم جهانتک شیعه کي کتابونسے واقف هیں اُن کے اقوال مختلف هیں بعض کهتے هیں که اکثر اصحاب کاهنوں کے کهنے سے ایمان لائے جیسا که حمله حیدري کے اُن اشعار سے ظاهر هوتا هي جو اُوپر نقل کیئے گئے اور بعض کهتے هیں که نهیں صرف ایک دو هي شخص کاهن کے کهنے سے ایمان لائے جیسا که نزهة

اثنا عشریہ کا مولف فرماتا هی و هم آنکه قول او اگر به قول کهنه و منجمین الخ مدفوع است زیرا که امامیه این معني را در حق اکثر صحابه روایت نه کرده اند بلکه در حق یک دو شخص پس اگر یهه امر تسلیم کیا جاے که اکثر صحابه کاهنوں کے کهنے سے ایمان لائے تو کچهه جاے اعتراض حضرات شیخیں پر نهیں هی اور اصحاب مقبولین امامیه کے اُس گروه میں سے مستثني هونے کي وجه نهیں هی تو جب امامیه کے صدیق اُن کے کهنے سے ایمان لائے تو اهل سنت کے صدیق بهي اگر اُن کے کهنے سے ایمان لائے تو کیا گناه کیا اور اگر یهه بات ماني جاوے که صرف یهي دو شخص کاهنوں کے کهنے سے ایمان لائے تو معلوم نهیں که اُنهوں نے کاهنوں کے قول کو سچ جانا یا نهیں اگر سچ جان کر ایمان لائے تو کچهه خلل اُن کے ایمان میں نهیں هوا اِس لیئے که اور لوگ بهي منجمله اصحاب مقبولین شیعه کے ایسے هیں که جو پچهلي کتابوں کي پیشینگوئیوں کو دیکهه کر ایمان لائے یا خواب میں پیغمبر صاحب کي نبوت کي تصدیق کر کے مسلمان هوئے تو اگر حضرات شیخیں بهي کاهن کے کهنے سے ایمان لائے تو کیا هرج هی *

تیسري دلیل یهه قول شیعوں کا که حضرت ابوبکر صدیق رضي الله تعالی کاهن کے کهنے سے ایمان لائے اُنهیں کے علما کے اقوال سے غلط هوتا هی اِس لیئے که اُن کے علما نے لکها هی که ابوبکر صدیق نے خواب دیکها تها اور اُس کے سبب سے ایمان لائے تهے جیسا که قاضي نور الله شوستري نے مجالس المومنین میں لکها هی که ابوبکر به برکت خوابیکه او دیده بود مسلمان شده بود *

چوتهي دلیل اگر حضرات شیعه کے اِس کهنے سے که ابوبکر صدیق کاهن کے کهنے سے ایمان لائے یهه غرض هو که وه دل سے ایمان نهیں لائے تو اِس کي تکذیب اُن کے حالات سے هوتي هی اِسلیئے که وه همیشه دعوت اِسلام میں سعي بلیغ کرتے اور لوگوں کو اِسلام کي طرف راغب کرتے اور اپنے دوست آشناؤں کو سمجها سمجها کر حضرت کا مطیع بناتے اور پیغمبر صاحب سے علانیه دعوت اِسلام کرنے کے واسطے درخواست کیا کرتے اور غلاموں کو خرید کر کرکے خدا کي راه میں آزاد کرتے اور اپنے مال اور جان کا نقصان گوارا کرتے که اِن سب باتوں کا ثبوت اِمامیه کي کتابوں سے هوتا هی تو کیا کوئي عقل اِس کو قبول کریگا که جس کي کوششیں اور محنتیں اجراء دین میں غایت درجے پر پهنچي هوں اور جس کو اعلاء کلمة الله میں اپنے جان و مال کا خیال نه هو وه خود دل سے پیغمبر صاحب کو سچا نبي اور اِسلام کو سچا دین نه سمجهتا هو ایسي بات حضرات اِمامیه کي زبان سے نکل سکتي هی ورنه کوئي نادان بهي اِس کو نه مانیگا اور واسطے ثبوت اِس امر کے که حضرات شیخیں نے پیغمبر صحب کو اظهار دعوت اِسلام پر برانگیخته کیا اور اُنهیں کے اصرار سے حضرت نے اظهار دعوت فرمایا اور اِسي وجه سے شیخیں نے صدمه اُٹهایا هم قول صاحب استقصاء الافحام کا نقل کرتے هیں مولف موصوف تحریر فرماتے هیں که مگر ناصبي پیغمبر خدا را که از خوف کفار در حصن غار اختفا فرموده و در بدو اِسلام از اظهار دعوت علانیه احتراز داشته تا انکه شیخیں دل تنگ شده ان حضرت را حث و ترغیب باظهار دعوت کردند وان حضرت بنابر اظهار عدم مصلحت از جهت اصرار یشاں از اعلاں مانع نیامده حتي اصاب اولهما ما اصاب و قال ثانیهما ایعبد العزي واللات علانیة ویعبدالله سراً از خوف خدا ناکل و بیوف غدرم ا، مي دانند *

پانچویں دلیل اگر فرض کیا جاوے کہ ابوبکر صدیق سچے دل سے ایمان نہیں لائے اور عیاذاً باللہ کافر تھے جیسا کہ جا بجا مجتہد صاحب نے اِس عقیدہ کو ظاہر کیا ھی چنانچہ ذوالفقار میں فرماتے ھیں اول ایمان اصحاب ثلثہ باثبات باید رسانید بعد ازیں باین افسانہ بیہودہ ترنم باید نمود زیرا کہ دانستی کہ مسلک امامیہ دریں باب اینست کہ اصحاب ثلثہ از اول امر از ایمان بہرہ نہ داشتند اور مجتہد صاحب کے مقلد صاحب استقصاء الافحام اپنی کتاب میں لکھتے ھیں کہ فان کفرهم وارتدادهم واضح لاسترة فیه کہ کفر اور ارتداد خلفاء ثلثہ کا ایسا واضح ھی کہ وہ کچھہ چھپا ہوا نہیں ھی پس اگر مطابق اصول شیعہ کے کفر اور عدم ایمان حضرت ابوبکر صدیق کا فرض کیا جاوے تو تمام مہاجرین و انصار بلکہ تمام اصحاب کا کافر ہونا لازم آتا ھی اِس لیئے کہ سبھوں نے اُن کو اپنا سردار بنایا اور بعد پیغمبر خدا کے اُن کو خلیفہ کیا اور اُن کے ھاتھہ پر بیعت کی اور یہہ بیعت کرنیوالے اور اُن کو خلیفہ بنانیوالے دس بیس سو دو سو ہزار دو ہزار آدمی نہ تھے بلکہ لاکھوں تھے اِس لیئے کہ اصحاب نبوی بعد پیغمبر خدا علیہ التحیہ والثنا کے بروایتے ایک لاکھہ سے زیادہ اور بروایت ملا باقر مجلسی جو اُنھوں نے تذکرۃ الایمہ میں لکھی ھی چار لاکھہ تھے تو جب چار لاکھہ آدمی عیاذاً باللہ ایک کافر کو اپنا سردار بناویں تو پھر اُن کے کفر میں کیا شک رھا رھا یہہ امر کہ سب مسلمانوں نے جو اُس وقت تھے ابوبکر صدیق کی بیعت کے باقرار علماء شیعہ ثابت ھی جیسا کہ شریف مرتضیٰ کے قول سے ظاہر ھی جو بحارالانوار کے مجلد تین میں منقول اور جس کا ترجمہ مجتہد صاحب نے باین الفاظ کیا ھی جمیع مسلمانان با ابوبکر بیعت کردند و اظہار رضا و خوشنودی باو و سکون و اطمینان بسوے او نمودند و گفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ و خارج از اسلام است سبحان اللہ کیا دین و ایمان ھی حضرات شیعہ کا کہ حضرت صدیق اکبر کی عداوت سے دین محمدی کو باطل کرتے ھیں اور چار لاکھہ مسلمانوں کو جو مہاجرین اور انصار اور مُجاہدین تھے اور جن میں بنی ہاشم اور اہل بیت نبوی بھی داخل تھے اُن سب کو صراحۃً اور کنایۃً کافر بتاتے ھیں نعوذ باللہ من ذلک *

چھٹھویں دلیل ہم کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کے ایمان کی اثبات میں زیادہ دلایل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ھی اِس لیئے کہ خود علماء شیعہ نے یہہ سمجھہ کر کہ اُن کے کفر کا دعوی ایسا بیہودہ ھی کہ اُس سے سننےوالے کو تعجب ہوتا ھی اُس سے اِنکار کیا اور اپنے اُن علما کو جنھوں نے ایسا دعوی کیا ھی خود جھٹھلایا اِسلیئے ہم اُن کے اُن اقوال کو نقل کرتے ھیں قاضی نوراللہ شوستری مجالس المومنین میں فرماتے ھیں کہ نسبت تکفیر بجناب شیخین کہ اہل سنۃ و جماعت بہ شیعہ نمودہ اند سخنے است بے اصل کہ در کتب اصول ایشاں از ایشاں اثرے نیست و مذہب ایشاں ہمیں است کہ مخالفان علی فاسق اند و محاربان او کافر جناب مجتہد صاحب قبلہ و کعبہ اِس قول کے جواب میں ذوالفقار میں فرماتے ھیں کہ پوشیدہ نماند کہ ایں کلام بر تقدیر صحت و صدور آں از فاضل قادح مقصود ما و مفید مطلب او نمیشود زیراکہ سابق گذشتہ کہ فاسق در مقابلہ مومن اطلاق شدہ پس فرق میاں کفر و فسق ہمیں است کہ کافر نجس است در دنیا و مخلد است فی النار در عقبیٰ و فاسق کہ بسبب

انکار یکے از ضروریات مذهب باشد مخلد در نار خواهد بود گو در دار دنیا احکام مسلمین به سبب اقرار شهادتیں بر او جاري شود لیکن اِس عبارت میں حضرت قبله و کعبه نے یا تو غلطي فرمائي یا دیده و دانسته اغماض کیا اِس لیئے که یهه فرمانا که (بر تقدیر صحت و صدور آں از فاضل) کا مطلب سمجهه میں نهیں آتا که اِس قول کو قاضي نور الله شوستري کے حضرت نے تسلیم کیا هي یا اُس سے انکار فرمایا هي ایسي گول گول عبارت لکهنے سے سواے هم سے کم فهم جاهلوں کو مغلطه میں ڈالنے سے دوسرا فائده نهیں تها اگر یهه عبارت مجالس المومنین میں موجود هي تو بر تقدیر کهنا کیا معنے اور اگر یهه عبارت اُس میں نهیں هي تو صاف اُس سے انکار فرمایا هوتا اور صاحب تحفه اثنا عشریه کے طعن و تشنیع میں موافق اپنے عادت کے دو چار ورق سیاه کیئے هوتے هاں شاید حضرت نے مجالس المومنین نه دیکهي هوگي اِس لیئے نه انکار کیا نه اقرار بهر حال اِن الفاظ سے قبله و کعبه کے اُس عبارت کا موجود هونا پایا جاتا هي اور اگر اب بهي کسي کو شک هو وه مجالس المومنین میں دیکهه لے رها جواب جو مجتهد صاحب نے دیا هي وه بهي ایسا هي که اُس کے معنے سمجهه میں نهیں آتے اِسلیئے که قاضي صاحب نے صاف اقرار کیا هي که تکفیر شیخیں همارے اصول کے مخالف هي اور حضرت مجتهد صاحب اُسي کو ثابت کرتے هیں پس یا خطاء اجتهادي قاضي صاحب سے هوئي که وه تکفیر سے انکار کرتے هیں یا مجتهد صاحب سے که وه اُس کو ثابت کرتے هیں یا شاید درمیان کفر اور ایمان کے ایک تیسرا مرتبه اثبات فرمایا چاهتے هیں جس کا نام اُن کے اصطلاح میں اسلام هي جس کے معنے نفاق کے هیں یعنے ظاهر میں کلمه پڑهنا اور باطن میں کافر هونا اِس لیئے هم کو لازم هوا که اِس تیسرے مرتبے پر بهي نظر کریں اور اُس کے اثبات اور ابطال کے دلایل پر غور کریں اِسلیئے هم مجتهد صاحب کي روح سے اور اُن کے مقلدین سے استفسار کرتے هیں که اِس تیسرے مرتبه کے قایم کرنے سے کیا غرض هي آیا یهه که خلفاء ثلثه کے ایمان سے انکار کیا جاے اور اُن کے اسلام کو تسلیم کیا جاے اور اسلام کے یهه معنے مراد لیئے جاویں که وه ظاهر میں کلمه گو تهے اور باطن میں منافق یا که وه دل سے بهي مثل زبان کے پیغمبر صاحب کي نبوت کو تصدیق کرتے تهے مگر امام برحق کے امامت کے منکر تهے اور اُن کے حقوق کي غاصب اور اُن پر جابر تهي اور چونکه امامت اصول دین سے هي اِس لیئے به سبب انکار ایک اصل کے اصول دین سے وه ایمان کے دائره سے خارج تهے یا سواے اِس کے اِس تیسرے مرتبے کے قایم کرنے سے اور کچهه مقصد هي بهر حال اور کوئي دوسرا فائده تو سمجهه میں نهیں آتا اِسلیئے امر اول کو تسلیم کرکے اُس سے بحث کیجاتي هي پس اگر خلفاء ثلثه کے ایمان سے اِس وجه سے انکار هي که وه صرف ظاهر میں کلمه گو تهے اور باطن میں توحید اور نبوت سے بهي منکر تهے جیسا که اکثر حضرات شیعه فرماتے هیں بلکه حضرات شیعه کس حساب میں هیں خود اُن کے امام مهدي فرماتے هیں که ظاهر میں وے کلمه گو تهے اور باطن میں کافر جیسا که ملا باقر مجلسي نے رساله رجعتیه میں حضرت امام کي طرف منسوب کرکے یهه قول لکها هي که ایشاں از روے گفته یهود به ظاهر کلمتیں گفتند از براے طمع اینکه شاید ولایتے و حکومتے حضرت بایشاں بدهد و در باطن کافر بودند پس اِس کا جواب اُوپر هم دے چکے اُسکا اعاده ضرور نهیں اِسي واسطے اِس قول سے اکثر علماء شیعه نے انکار کیا اور جو لوگ ایسا کهتے هیں اُن کو خود اُنهوں نے نا منصف فرمایا جیسا که ملا عبدالله جو علماء شیعه سے هیں اظهار حق میں فرماتے هیں

که انکار کرنا ابوبکر صدیق کے ایمان سے انصاف سے بعید هی و هذه عبارته جواب گفتن این سخن بارتکاب آنکه در سبق هجرت ایمان شرط است و آن شخص یعنی ابوبکر معاذ الله هیچ وقت ایمان نه داشته حتی قبل از شنوح نا خوشی با امیرالمومنین از انصاف دور است اور ملا عبد الجلیل قزوینی کتاب نقض الفضایح میں لکہتے هیں که اما ثناے خلفا پس براں انکارے نیست بزرگانند از مهاجرین والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان اور پهر دوسرے مقام پر لکها هی که اما انچه سیرت ابوبکر و عمر و دیگر صحابه بیان کرده مجملی است نه مفصل آں را خلاف نه کرده اند شیعه الا درجه خلافت و امامت را که شیعه انکار کنند در ایشاں که درجه امامت نه داشتند واں فقد ان عصمت و نصوصیت و کثرة علمی است اما صحابه رسول ایشاں را دانند و از درجه شاں نه گذرانند اور احتجاج طبرسی میں لکہا هی که امام باقر علیه السلام نے فرمایا که لست بمنکر فضل ابی بکر و لست بمنکر فضل عمر و لکن ابابکر افضل من عمر که میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی فضیلتوں سے انکار نہیں کرتا لیکن ابوبکر عمر فاروق سے افضل هیں پس اِن روایتوں اور هزار مثل اِس کے اَور روایتوں سے جن کو هم نقل کرینگے حضرت ابوبکر صدیق کے ایمان اور فضیلت میں کون شک کر سکتا هی پس یهه دعوی که ابوبکر صدیق باطن میں معاذ الله کافر تهے خود علماء شیعه اور ائمه کبار کے احادیث سے باطل هوا اور اگر اب بهی کسی کو شک هووے تو وه تفاسیر اور احادیث امامیه کو دیکہے که باوجود اِس عناد اور تعصب کے جو اُن کو خلفاء ثلثه رضی الله تعالی عنهم کے ساتهه هی اب بهی صدها روایت اور احادیث مدح و ثنا میں خلفا کے موجود هیں چنانچه اُنکے مفسرین قبول کرتے هیں که حضرت ابوبکر صدیق غلاموں کو مول لیا کرتے اور بسبب اِسلام کے اُن کو آزاد کر دیتے جیسا که علامه طبرسی نے مجمع البیان میں لکہا هی که عن ابن الزبیر قال ان الایة نزلت فی ابی بکر لانه اشتری المملیک الذین اسلموا مثل بلال و عامر بن میسره و غیر هما واعتقهم که آیت سیجنبها الاتقی الذی شان میں ابوبکر کے نازل هوئی که وه غلاموں کو جو اِسلام لاتے مول لیتے اور پهر خدا کی راه میں آزاد کرتے مثل بلال اور عامر وغیره کے فقط پس چونکه ابوبکر صدیق اپنے مال کو خدا کی راه میں صرف کرتے تب خدا نے یهه آیت نازل کی که دوزخ سے وهی بڑا پرهیزگار بچیگا جو اپنے پاک مال کو خدا کی راه میں صرف کرتا هی پس تعجب هی که جو شخص اپنے مال سے مسلمان غلاموں کو خریدے اور اُن کو آزاد کرے اور اُس کی شان میں خدا آیتیں نازل کرے اور اُس کو اتقی الناس فرماوے اُس کی فضیلت اور بزرگی بیکطرف اُس کے ایمان سے بهی اِنکار کیا جاے اور ایسا شخص منافق اور کافر سمجها جاے غرض که ایمان اور اِسلام میں ابوبکر صدیق کے کچهه شبهه نهیں رها اور باقرار علماء شیعه اُس کا ثبوت ظاهر هو گیا اب باقی رها تیسرا امر که مراد ایمان سے اصول دین کو تصدیق کرنا هی اور چونکه امامت بهی ایک اصل اصول دین سے هی اور اِس سے ابوبکر صدیق منکر تهے اِس سے اُن پر اطلاق ایمان کا نهیں هوتا اِس کی تردید هم بخوبی بحث امامت میں کرینگے انشاء الله تعالی لیکن همارے نزدیک ابتداے زمانه نبوت میں امامت کو اصول دین میں داخل کرنا اور جو اُس وقت امامت پر ائمه اثنا عشر کے ایمان نهیں لایا اُس کو مومن نه جاننا نادانی هی اِس لیئے که جب پیغمبر صاحب نے نبوت کا دعوی کیا اور اِسلام کی دعوت فرمائی تو اُس وقت خدا کی توحید اور اپنی

نبوت کي تصديق ايمان کي علامت رکهي ائمه کي امامت کي تصديق کي تکليف کسي کو نهيں دي بلکه خود حضرت علي رضي‌الله تعالیٰ عنه کو بهي اسلام کي دعوت صرف توحيد اور نبوت کي تصديق پر کي بس اُس وقت امامت کا کچهه ذکر هي نه تها که کوئي اُس کو قبول کرتا يا اُس سے انکار کرتا اگر هم غلط کهتے هوں تو حضرات شيعه اپني هي کتابوں سے يهه بات ثابت کر ديں که جب اول اول پيغمبر خدا عليه‌التحيه والثنا نے لوگوں کو اسلام کي طرف بلايا تو اُن سے توحيد اور نبوت کے سوا حضرت علي کي امامت کي تصديق کو بهي فرمايا حضرت علي خود اُس وقت لڑکے تهے کسي شخص سے اُس وقت پيغمبر صاحب نے نهيں فرمايا که جس طرح پر خدا کي توحيد اور ميرے نبوت کي تصديق تم پر ايمان کے لئے ضرور هے اسي طرح ميرے چهوٹے بهائي علي کے امامت کي تصديق بهي ضرور هے اور جب که ايسا کسي سے اُس وقت نهيں کها اور امامت کو اصول ايمان سے قرار نهيں ديا تو ابوبکر صديق کا انکار يا اقرار کرنا بهي اُس سے ثابت نهيں هوتا اور جب يهه ثابت نه هوا تو اُن کے ايمان ميں بهي کچهه خلل نه آيا هاں حضرات شيعه يهه کهه سکتے هيں که آخر زمانه نبوت ميں خم غدير پر جب خطبه امامت علي مرتضیٰ کا پڑها اور لوگوں کو توحيد اور رسالت کے علاوه امامت کے اقرار پر بهي دعوت کي اُس وقت امامت کا انکار کرنا ايمان کے خلل کا سبب ٹههرا ليکن جب که اُس کا نام و نشان بهي نه تها اور کوئي لفظ امامت سے واقف تک نه تها اُس کو اُس وقت اصول دين ميں ٹههرانا اور اُس سے ناواقف آدمي کو منکر قرار دينا اور اُسکے انکار کو اُس کے عدم ايمان کا سبب کهنا بڑي ناداني هے هاں حضرات شيعه يهه کهه سکتے هيں که ابوبکر صديق رضي‌الله تعالیٰ عنه نے خم غدير کے وقت حضرت علي کي امامت سے دل ميں انکار کيا اور بعد وفات پيغمبر خدا عليه‌التحيه والثنا کے اُس کو ظاهر کيا يعنے خود امام بن بيٹهے تو هم اِس بات کو سن سکتے هيں ليکن اِس سے صرف اطلاق ارتداد کا ونعوذ بالله من ذلک اُن پر هو سکتا هے اِس سے اُن کے اُس ايمان ميں جو اول اول لائے کچهه خلل نهيں آ سکتا اور ابتداے زمانه نبوت ميں اُن کا نهايت سچے دل سے ايمان لانا اپنے حال پر قايم رهتا هے رها ارتداد اُن کا به سبب غصب خلافت کے اِس کو هم بحث امامت ميں بيان کرينگے انشا لله تعالیٰ *

بيان حضرت عمر فاروق رضي الله تعالیٰ عنه کے ايمان لانيکا

جب که هم نے حضرت ابوبکر صديق کے ايمان کو ثابت کر ليا اِسليئے اب هم کچهه ذکر حضرت عمر فاروق رضي‌الله تعالیٰ عنه کے ايمان لانے کا ذکر کرتے هيں يهه بات سب کو معلوم هے که پيغمبر خدا عليه‌الصلوٰة والسلام رات دن اِس فکر ميں رهتے تهے که اسلام کي ترقي هو اور خدا کے دين ميں لوگ داخل هوں کوئي لحظه کوئي دم اِس سے غافل نه هوتے تهے اور جو تدبير اُس کے حاصل هونے کي هوتي تهي اُس ميں دريغ نه فرماتے تهے ليکن باوجود اِس کوشش اور محنت کے چهه برس کے عرصے ميں صرف چند هي شخص جو که چاليس سے کم تهے ايمان لائے آخرش پيغمبر خدا عليه‌التحيه والثنا نے اِس تهوڑي سي جماعت کو ديکهکر خدا سے دعا کي که خداوندا اِس گروه کو بڑها اور ايسے شخص کو مسلمان کر که جس کي رعب اور عزت سے اِس گروه کو قوت اور اسلام کو تائيد هو اور جس کي ذات سے بهت

جلد اِسلام کو رونق هووے چنانچه حضرت نے اپنے نزدیک ایسے صرف دو شخص اپنے قوم میں خیال کیئے ایک حضرت عمر خطاب رضي الله تعالی عنه دوسرا ابوجہل که یهه دونوں نهایت هي معزز اور مشهور اور نامور تهے اور اِن کو سب سے زیادہ عداوت بهي پیغمبر صاحب کے سانهه تهي اور شب و روز اِسلام کے معدوم هو جانے کي فکر میں رهتے تهے پس حضرت نے خدا سے دعا کي که الهي اپنے دین کو اِن دو آدمیوں میں سے کسي ایک آدمي کے مسلمان کر دینے سے قوي کر اور عمر یا ابوجهل میں سے ایک کو ایمان عطا فرما چنانچه خدا نے دعا حضرت کي حضرت عمر کے حق میں قبول کي اور اُن کو اِسلام سے مشرف کیا *

حضرت عمر کے ایمان لانے کا مختصر حال یهه هی که ابوجهل نے جس کو پیغمبر صاحب کے سانهه دلي عداوت تهي اپنے بهائیوں سے کہا که جو کوئي پیغمبر صاحب کو قتل کرے اور اُن کا سر میرے پاس لاوے اُس کو هزار شتر سرخ بال والے اور بهت سے دینار و درم اُس کے صلے میں دونگا چنانچه حضرت عمر نے اِس کام کو اپنے ذمه لیا اور پیغمبر صاحب کے قتل کے ارادہ سے چلے اِدهر حضرت عمر کا چلنا تها اُدهر خدا نے فرشتوں کو حکم دیا که اِس کو همارے طرف کهینچو اور جس کے سر لانے کو جاتا هی اُس کے قدموں پر گراؤ هماري قدرت کا تماشه دیکهو که شقي هو کر جاتا هی اور سعید هو کر لوٹیگا کافر بنکر نکلا هی اور مومن پاک هو کر پهریگا همارے دشمني کے ارادہ پر مستعد هو کر آتها هی اور هماري محبت کے دام میں ابهي پهنستا هی وہ تو اپني خوشي سے همارے دوست کے قتل کو چلا هی اور هم زبردستي اُس کو کافروں کے قتل کے لیئے مقرر کرتے هیں اب تم سطح زمین پر جاؤ اور اُس کي خبر لو اور اُس کا هاتهه پکڑ کر همارے دین میں لے آؤ کر نیاید بخوشي موي کشانش آرند چنانچه جب حضرت عمر تلوار کو گلے میں حمایل کرکے نهایت غصه اور طیش میں پیغمبر صاحب کے طرف چلے فرشتگان ملاء اعلی نے شادي کا غلغله بلند کیا طرقوا طرقوا کا شور مچایا زبان حال سے اِس شعر کو پڑهنا شروع کیا *

آمد آں یارے که من میخواستم راست شد کارے که من میخواستم
رفته رفته میرود آں سوے دام هم به هنجارے که من میخواستم

چنانچه حضرت عمر نے اثناء راہ میں بهت سے معجزات دیکهے راہ میں ایک شخص مسلمان ملا اُس کے مارنے کا قصد کیا اُس نے کہا که اول اپنے بهن اور بهنوئي کي خبر لو که وہ مسلمان هو گئے هیں تب غیروں کي خبر لینا چنانچه حضرت عمر اپنے بهن کے گهر گئے دروازہ بند پایا اور آواز قران مجید کے پڑهنے کي سني که اُس کو باهر سے سنتے رهے آخر دروازہ کهٹکهٹایا اُن کي بهن نے دروازہ کهولا پوچها که تم لوگ کیا پڑهتے تهے هم کو دو اُنهوں نے دینے میں اِنکار کیا آخر اپنے بهن اور بهنوئي کو خوب مار پیٹ کي جب اُن کي بهن نے یهه زیادتي دیکهي تو پکار اُٹهي که ای عمر هوشیار هو هم تو ایمان لا چکے اور سچے دین میں داخل هو گئے (اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله) تم کو جو کرنا هو سو کرو تب تو حضرت عمر ڈهیلے پڑے اور کہا که اُس قران سے کچهه سناؤ تب سورۃ طه اُن کو سنائي اُس کي فصاحت اور بلاغت پر غش هو کر حضرت عمر کے دل کو یقین هو گیا که یهه بے شک سچا کلام خدا کا هی اور اُسي وقت کلمه شهادت پڑها اور ایمان لائے اور قصد پیغمبر صاحب کے حضور

میں حاضر ہوے کا کیا جب حضرت عمر کے آنے کي خبر ہوئي تو اصحاب رسول میں تہلکہ پڑ گیا اِسلیئے کہ وہ اُن کي شوکت اور اِرادہ سے واقف تھے یہاں تک کہ جب حضرت عمر دروازے پر پہنچے تو کوئي دروازہ کھولنے کو نہ اُٹھتا تھا مگر حضرت حمزہ رضي‌الله تعالیٰ عنہ چچا پیغمبر صاحب کے یہہ کہکر اُٹھے کہ وہ ایک آدمي ھی اگر اطاعت کے اِرادہ پر آیا ھی خیر ورنہ اُسي کي تلوار ھی اور اُسي کا سر چنانچہ حضرت عمر اندر داخل ہوئے پیغمبر صاحب بہ نفس نفیس اُٹھے اور اُن کو آغوش رحمت میں لیکر ایسا دبایا کہ اُن کي آنکھیں نکل پڑیں تب تو حضرت مسکرائے اور اُن کي طرف دیکھکر خندہ‌زن ہوئے حضرت عمر صدق دل سے نعرہ مار کر کہنے لگے کہ (اشہدان لا الہ الااللہ واشہد انک رسول اللہ) تب سب مسلمان خوشي سے تکبیر کہنے لگے اور حضرت عمر کے ایمان لانے پر حمد و ثنا خدا کي کرنے لگے حضرت عمر رضي‌الله تعالیٰ عنہ نے اُسي وقت پیغمبر خدا سے کہا کہ یا حضرت بتوں کي عبادت تو علانیہ ہووے اور خدا کي عبادت چھپ کر یہہ مناسب نہیں ھی آئیئے خانۂ کعبہ کو چلیئے اور بہ اعلان نماز ادا کیجیئے چنانچہ اُن کي عرض کو حضرت نے قبول فرمایا اور خانۂ کعبہ کي طرف توجہ کي اور نہایت شان و شوکت سے حضرت معہ سب صحابہ کے عازم خانۂ کعبہ کے ہوئے جب حضرت تشریف فرماے خانۂ کعبہ کے ہوئے تو حضرت عمر ھي آگے آگے چلے کافروں نے کہ وہ منتظر تھے کہ سر پیغمبر صاحب کا لاتے ہونگے یہہ دیکھکر کہا کہ ای عمر یہہ کیا حال ھی تب حضرت عمر نے فرمایا کہ سنو میں ایمان لایا اور پیغمبر کي غلامي کا غاشیہ میں نے اپنے دوش پر لیا جو اطاعت کریگا خیر ورنہ اگر مزاحمت کریگا تو یہي تلوار ھی اور اُس کا سر چنانچہ چند آدمیوں کو اُسي وقت اپنا زور دکھلایا اور خانہ کعبہ میں جا کر پیغمبر صاحب کے پیچھے نماز ادا کي یہہ حال حضرت عمر کے ایمان لانے کا ھی اور اِس میں ہم نے دو باتوں کا ذکر کیا ھی اول پیغمبر صاحب کے دعا کرنے کا کہ حضرت عمر کے ایمان لانے کے واسطے کي دوسرے اِس کیفیت سے ایمان لانے کا چنانچہ ہم دونوں باتوں کو شیعوں کي کتابوں سے ثابت کرتے ھیں *

امر اول کے ثبوت سے پہلے ہم کو یہہ لکھنا ضرور ھی کہ اکثر مجتہدین اور علماء شیعہ نے اِس دعا سے اِنکار کیا ھی اور اِس کو سنیوں کي تہمت اور افترا میں تصور کیا ھی جیسا کہ ایک مجتہد

صاحب کا خلاصہ عبارت یہہ ھی کہ فاروق عزتے درعرب نداشتہ پس ایں احادیث را علماء سنیان از پیش خود برداشتہ اند وحاشا کہ جناب پیغمبر صلي‌الله علیہ و آلہ و سلم ایں دعا کہ مخالف عقل و نقل است برزبان مبارک آوردہ باشند *

لیکن یہہ اِنکار صرف دھوکہہ دینا اور عوام کو اپنے مذہب کي برائي پر واقف ہونے سے بچاتا ھی ورنہ بہت سے محدثین اور علماء شیعہ نے اِس کي صحت پر اِقرار کیا ھی چنانچہ فضل ابن شادان اور شیخ طبرسي اور شیخ طوسي اور علم‌الہدي اور شیخ مفید کے اِقرار سے اِس کي صحت ثابت ہوتي ھی چنانچہ ہم اُن سے قطع نظر کرکے ملا مجلسي کي تصدیق کو سنداً بیان کرتے ھیں اور اُن کي کتاب بحارالانوار سے جس کا نام نامي اور اِسم گرامي خدا کي کتاب سے بڑھکر حضرات شیعہ کي زبان پر ھی اِس روایت کو نقل کرتے ھیں وھوھذہ *

ملا باقر مجلسي بحارالانوار کے چودھویں جلد میں جس کا نام کتاب السماء والعالم هی منسود عیاشي سے روایت کرتے هیں روي العياشي عن الباقر عليه السلام ان رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم قال اعزالاسلام بعمر بن الخطاب او بابي جهل بن هشام یعنے امام باقر علیه السلام سے روایت هي که پیغمبر خدا صلي الله علیه و آله و سلم نے خدا سے دعا کي که الهي عزت دے اسلام کو عمر ابن خطاب کے اسلام لانے سے یا ابوجهل بن هشام کے مسلمان هونے سے غرض که اب هم اُن مجتهدین کي نسبت جنهوں نے اِس دعا سے اِنکار کیا اور عوام کو دهوکه دیا کیا کهیں بجز اِس کے که اُن کے مقلدین کے سامهنے اُن کے اِنکار کو اور ملا باقر مجلسي کے اِس اِقرار کو رکهه دیں اور یهه عرض کر دیں که اب خود هي اِنصاف کرو که تمهارے پہلے جهوتهے هیں یا پچهلے *

رها امر دوم یعنے حضرت عمر کےایمان لانے کي کیفیت اُس کے واسطے هم اشعار حمله حیدریه کو نقل کرتے هیں اور اهل اِنصاف سے چاهتے هیں که اُس کے هر هر لفظ کو غور کریں اور اِنصاف فرمائیں که باوجود تعصب اور عناد کے اُس مولف نے کیا کچهه لکها هی اوریهه کوئي نه خیال کرے که حمله حیدریه کتب معتبره سے نهیں هی بلکه اُسکو خود حضرت مجتهد صاحب شیعوں کے قبله و کعبه نے تصحیح کیا هی اور اُس کي اِصطلاح اور تحشي خود حضرت سید محمد صاحب نے فرمائي هی اور جو کتاب مطبع سلطاني میں باهتمام مدد علي داروغه کے لکهنؤ میں چهپي هی اُس کي عنوان پر یهه سب کیفیت لکهي هوئي هی اور اُسکے سرے پر اِس کتاب کي تعریف میں لکها هی *

عجایب کتابے پر از نور هست | که هر بیت آن بیت معمور هست
به بزمیکه خوانند فصلے ازاں | سخن از حلاوت شده لب گزاں
مشام محباں معطر شود | دل از نور ایماں منور شود
تعالی الله آں باذل بے بدل | که آورده هر نکته را بر محل
بوفق روایت قدم میزند | براه دیانت قدم میزند
به ترجیح اخبار دارد مناط | بروں نیست از جادهٔ احتیاط
به نهجے گرفت است ایراد ودق | که افتاده در جاں اعدا قلق
عجب دفتر دلکشائے نوشت | که پیچیده در وے هوائے بهشت
معطر چو مشک تتار است ایں | جگر خستگانرا مسیحاست ایں
ز هر نکته سازد معطر دماغ | ز هر نقطه اش میشود تر دماغ
بس است از نعوت وصفاتش همیں | که گردیده مقبول سلطان دیں
فرازندهٔ رایت اجتهاد | ز حق حجت و آیتے بر عباد

طریق شریعت موید ازوست | که نام و نشان محمد ازوست
دل سنیاں داغدار است ازو | که هندوستان سبزوار است ازو

پس هم اُسي کتاب سے جس کے نور سے دل مومنین کے منور هیں حضرت عمر کے اِیمان کے نور کو دکهلاتے هیں جو اندهے نه هوں وه دیکهیں اور اُسي کتاب سے جس کي خوشبو سے دماغ محبوں کے معطر هیں حضرت فاروق کے اِسلام کي خوشبو پهیلاتے هیں جو دماغ رکهتے هوں وه سونگهیں اور هم اُسي محقق کے قول سے جو موافق روایت کے لکهتا هی اور جو قدم بقدم دیانت پر چلتا هی اِس روایت کو ثابت کرتے هیں اور هم اُسي کي تصدیق سے جس نے سنیوں کي جان کو رنج میں ڈال رکها هی حضرات شیعه کو رنج دیتے هیں اور اُسي کے کلام سے جس کا کلام شیعوں کے زخموں

کے لیئے مرہم هی اُن کے دلونکو مجروح کرتے هیں اور اُس قبلہ و کعبہ کي تصحیح اور قبولیت سے جس نے سنیوں کے دلوں کو داغدار کر دیا هی اُن کے مقلدین کے دلوں کو داغدار کرتے هیں ای بھائیو اِس روایت کو سنو اور دیکھو کہ حقیقت میں کیسا نور چمک رہا هی اور سونگھو کہ در اصل کیسي خوشبو مہک رهي هی بیشک اِس روایت کي نسبت هم بهي یہہ شعر پڑھتے هیں *

به نہجے گرفت است ایراد و دق　　که افتاده در جان اعدا قلق　　ز هر نکته سازد معطر دماغ
ز هر نقطه اش میشود تر دماغ　　معطر چو مشک تتا را ست این　　جگر خستگانرا مسیحاست این

اب هم اُس روایت کو بعینہ کتاب مذکور سے نقل کرتے هیں *

در کیفیت اِیمان آوردن عمر بن خطاب

عمر بعد ازاں از پس چند گاہ　　در آمد بدین رسول اله　　چناں بد که بوجهل ازاں سرزنش
بکیفیتے شد عداوت منش　　که جز قتل پیغمبر ذوالجلال　　نبودش دگر هیچ فکر و خیال
یکے روز میگفت با اشقیا　　که آرد کسے گر سر مصطفا　　هزار اشتر از خود به بخشم باو
دو کوهاں سیه دیده و سرخ مو　　ز دیباے مصري و برد یمن　　دگر سیم و زر بخشمش چند من
عمر چوں شنید آں سخن گفتنش　　بجنبید عرق طمع در تنش　　باو گفت سوگند اگر میخوري
که از گفته خویشتن نگزري　　من اِمروز خدمت رسانم بجا　　بیارم به پیشت سر مصطفا
گرفت از ابوجهل اول قسم　　پس انگاه زد در رہ کیں قدم　　بانکار چوں رفت بیروں عمر
یکے گفت با او نداري خبر　　که همشیره ات نیز با جفت خویش　　گرفتست دین محمد به پیش
بر آشفت ابا حفص ازیں گفتگو　　بگفتا بریزم کنوں خون او　　سوئے خانۂ خواهر خویش رفت
چو آمد به نزدیک تر پیش رفت　　بیامد به پیش درو ایستاد　　صدئے شنید و باں گوش داد
شنید آنکه میخواند مرد نکو　　کلامے که نشنیده بد مثل او　　وزو میگرفتند یاد آں کلام
هماں خواهر و جفت او بالتمام　　عمر زد درو خواهرش باز کرد　　چو آمد دروں شور آغاز کرد
در افتاده با جفت خواهر بجنگ　　گرفتش ز حلق و بیفشرد تنگ　　در آویخت دامادهم با عمر
گرفتند خصمانه هم را به بر　　بخستند گهه روے هم گاہ پشت　　لکد گهه ز دندے بهم گاہ مشت
ز هم پوست کندند گهه گاہ مو　　گهے ایں بزیر آمدے گاہ او　　ازو چوں عمر بود پر زور تر
فگندش بزیرو نشست از زبر　　گلویش به تنگے فشرد آنچناں　　که نزدیک شد تا شود قبض جاں
بیامد دواں خواهرش نوحه گر　　بگفتش چه خواهي زما اي عمر　　اگر شاد گردے ز ما ور ملول
نمودیم دین محمد قبول　　کنوں گر کشي سر بداریم پیش　　ولے بر نگردیم از دین خویش
چو بشنید ازو ایں حکایت عمر　　بدانست کو بر نگردد دگر　　بگفتش چه دیدے تو از مصطفا
که گشتی به دینش چنیں مبتلا　　بگفتا کلام خداے جلیل　　که آرد باو حضرت جبرئیل
شنیدیم و گردید برما یقیں　　که هست ایں کلام جهاں آفریں　　عمر گفت ازاں قول معجز اساس
اگر یاد داري بخواں بے هراس　　برو خواهرش آیۂ چند خواند　　عمر گوش چوں کرد حیراں بماند

دلش زان شنیدن بسی نرم شد   بسودای اسلام سر گرم شد   عمر گفت دیگر بخوان زین کلام
بگفتا دگر نیست زین می بجام   ولی هست استاد مادر نهفت   که گردید پنهان چو نامت شنفت
قسم گر خوری کو نیابد زیان   بیاریم پیشت که خواند ازان   چو بگرفت سوگند ازو خواهرش
بیاورد استاد خود را برش   بد از اهل اسلام نامش خباب   بیامد به نزد عمر بی حجاب
بخواند آیات پروردگار   ابا حفص اسلام کرد اختیار   چو آیات معجز بیان را شنید
همش قول کاهن بخاطر رسید   باسلام شد رغبتش بیشتر   که آنهم شود راست چون این خبر
وزان پس بگشتند باهم روان   به نزد رسول خدای جهان   بدولت سرای پیمبر شدند
چو در بسته بد حلقه بر در زدند   یکی آمد و دید از پشت در   که استاده با تیغ بر در عمر
به نزد نبي رفت و احوال گفت   بماندند اصحاب اندر شگفت   چنین گفت پس عم خیرالبشر
که غم نیست آبروی کشائید در   گر از راه صدق آمده مرحبا   وگر باشد اورا بخاطر دغا
به تیغی که دارد حمایل عمر   تنش را سبکبار سازم ز سر   چو در باز کردند بر روی او
در آمد عمر بالب عذر گو   گرفتنش به بر سرور انبیا   نشاندش بجائیکه بودش سزا
بگفتند اصحاب هم تهنیت   وزان بیشتر یافت دین تقویت   پس اصحاب دین را شد این مدعا
که از خدمت سرور انبیا   بسوی حرم آشکارا روند   نماز جماعت بجا آورند
رسید این سخن چون بعرض رسول   ز خیرالبشر یافت عز قبول

آمدن سید اخیار بتائید ملك جبار بحرم محترم و نماز گذاردن با اصحاب سعادت انتساب و آمدن قریش مرتبه دیگر نزد ابوطالب رضي الله عنه و سخن گفتن از روی قهر و طیش

بیا ساقي اي رشک خلد برین   بساط نشاطي بگیتي به چین   ز خم بادهٔ بی فکر و اندیشه ریز
سبو بر سبو شیشه بر شیشه ریز   فرود آر ازین طاق فیروزه فام   ز خورشید جام و ز مهٔ نیم جام
بکش راز پوشیده را بر ملا   به دور و به نزدیک دردهٔ صلا   ازان می نمي هم بکامم فگن
وزان نم بعیش مدامم فگن   چنان مست کن زان می پر طرب   که جوشد چو خورشید نورم ز لب
درین بزم ساقي بنور اياغ   فروزد بدینگونه روشن چراغ   که کردند اصحاب چون اتفاق
بر آمد رسول خدا از وثاق   روان شد بتائید دیان دین   چو سوی حرم سید المرسلین
ببالید از بس زمین شد گمان   که بیرون رود از بر آسمان   ز شادي برقص اندر آمد سپهر
چو خورشید هر ذره افروخت چهر   همي رفت جبرئیل بالای سر   بفرق همایون بگسترده پر
ملایک چپ و راست در دورباش   شیاطین ز هیبت شده پاش پاش   به پهلو روان حمزهٔ نامدار
به پیشش علي صاحب ذوالفقار   همیرفت درپیش حیدر عمر   حمایل همان تیغ کین بر کمر
بگرد آمده جمع یاران تمام   برفتند زینسان به بیت الحرام   جدار حرم سر بعرش مجید
رسانید چون گرد موکب رسید   چو دیدند کفار زان گونه حال   نمودند باهم بسی قیل و قال

یکے رفت ازانہا بہ نزد عمر   بدو گفت این چیست ای بد گہر   نہ زانساں کہ رفتی تو باز آمدے
بکیں رفتے و با نیاز آمدے   عمر کرد اسلام خود آشکار   پس انگہہ باو گفت ای نابکار
ہر آں کز شما جنبد از جاے خویش   بہ بیند سر خویش بر پاے خویش   چو کفار دریافتند از سخن
کہ در دل چہ دارند آں انجمن   نہادند پا در رہ امتناع   نمودند با اہل ملت نزاع
چو دیدند آں صحبت اصحاب دیں   ہمہ دست بردند بر تیغ کیں   ازاں حال کفار پس پا شدند
دلیران دیں مسجد آرا شدند   بہ پیش اندر آمد رسول خدا   نمودند یاراں باو اقتدا

نبی گفت تکبیر چوں در حرم   فتادند اصنام بر روے ہم
ز تائید ایزد بمسجد نماز   ادا کرد و آمد سوے خانہ باز

اي حضرات شیعہ تم کو اپنے باذل بے بدل اور اپنے قبلہ و کعبہ کے آب و گل کي قسم ہی کہ اِس روایت کو دیکھو اور غور کرو کہ جو شخص اِس دھوم دھام سے اِیمان لاوے اور جو آدمي اِس شان و شوکت سے مسلمان ہووے اُس کے نسبت کون خیال کر سکتا ہی کہ وہ منافق ہوگا یا سچے دل سے اِیمان نہ لایا ہوگا یا بعد اِیمان کے مرتد ہو گیا ہوگا یا ایسے شخص سے کبھي پیغمبر صاحب رنجیدہ ہوئے ہونگے یا ایسے آدمي کو دشمن اِسلام کا اور منافق سمجھے ہونگے دیکھو جو دعا پیغمبر صاحب نے اُن کے لیئے کي تھي کیسي جلد خدا نے قبول کي اور اُس کا اثر کیسا جلد ظاہر ہوا کہ اُن کے اِیمان لانے کا پہلا کام تو یہہ ہوا کہ اول اول نماز جماعت کي خانہ کعبہ میں ادا ہوئي اور اخیر کا کام اُنکا یہہ ہوا کہ روم شام اور حلب اور دمشق میں کلمہ کفر کا پست اور خدا کا کلمہ بلند ہوا ابتداء اِسلام کي عزت بھي اُنھیں کے ذات سے ہوئي اور خاتمہ بھي اُنھیں پر ہوا حقیقت میں دعا اِسکو کہتے ہیں اور قبولیت اِسیکا نام ہی *

اي یارو ذرا تو اِنصاف کو دخل دو اور تعصب اور عناد کو چھوڑو کہ جس کي ذات سے ١٠٣٦ ایک ہزار چھتیس شہر کفر کے دارالسلام ہوئے اور جس کي بدولت ہزاروں بتخانے اور گرجے توٹ کر مسجدیں بنگئیں اور جس کے سبب سے کسریٰ اور قیصر کے محلوں میں غلغلہ اللہ اکبر کا بلند ہوا اور جس کے وجہ سے اُن کي بیٹیاں مسلمانوں کي لونڈیوں میں داخل ہوئیں اور جس کي ذات سے ظلمت کفر کي دور ہوئي اور روشني اِسلام کي از شرق تا غرب پھیل گئي وھي تمہارے نزدیک منافق ہی اور اُسي کا نام تمہارے یہاں دشمن خدا اور عدو رسول ہی تو معلوم نہیں کہ پھر خدا کا دوست اور رسول کا محب کون ہی اگر حضرت عمر کي ذات نہ ہوتي تو آج تمہارے قبلہ و کعبہ لکھنؤ میں بیٹھکر علي علي کہتے یا اجودھیا جي میں رام رام پکارتے یہہ عمر ہی کي جوتیوں کا طفیل ہی کہ تم خدا کي توحید سے اور پیغمبر کي نبوت سے واقف ہوئے اور کفر چھوڑکر اِسلام اور اِیمان کے نام سے آگاہ ہوئے لیکن آفرین تمہارے احسان فراموشي پر کہ اُسي کے دشمني کو تم نے اِیمان قرار دیا ہی اور کفر کي بنیاد کھو دینیوالے اور اِسلام کا نیزہ گاڑنیوالے کا نام منافق اور کافر رکھا ہی *

حقیقت یہہ ہی کہ جب شیطان نے دیکھا کہ بعد اِسلام کے کفر پر لا نہیں سکتا اور شرک صریح میں گرفتار کر نہیں سکتا تب اُس نے یہہ تدبیر کي کہ لوگوں کے دلوں میں کفر کي جڑ دوسرے طرح قایم کرے اور باوجود مسلماني کے دعوي کے اُن کو اِسلام سے خارج کر دے تب اُس نے یہہ تدبیر

كي اور رفض كا عقيدہ لوگوں كے دلوں ميں مضبوط كيا اور جن لوگوں نے پيغمبر صاحب كو مدد دي اور جنھوں نے اسلام كو پھيلايا اور جن كے سايے سے شيطان بھاگا اُن كي عداوت دلوں ميں ڈال دي تا كہ اُس حيلہ سے اُس كا كام نكلے اور لوگ اسلام سے نفرت كريں يا اسلام كا نام ليں مگر اصل ميں اُس كو چھوڑ بيٹھيں *

چنانچہ اُس ملعون كا مطلب حضرات شيعہ سے بخوبي حاصل ہو گيا اور اُس شقي ازلي نے اُن كے دلوں كو اندھا كر ديا كہ وے ايسے اصحاب جليل‌القدر كو برا جاننے لگے اور ايسے دوستوں كو پيغمبر صاحب كے برا كہنے لگے اُن كي دشمني كو ايمان سمجھے اور اُن كو گالياں دينا عبادت جانا حقيقت ميں اُن لوگوں نے ايمان چھوڑ ديا اور شيطان كے دام ميں آ كر اسلام سے ہاتھہ دھويا ورنہ جس كو ذرا بھي عقل ہوگي كيا وہ يہہ نہ سمجھيگا كہ اگر وہي لوگ جو اِس شد و مد سے ايمان لائے كافر تھے اور وہي آدمي جنھوں نے اسلام كو عرب سے ليكر عجم تك اور عجم سے ليكر ھند تك پھيلايا اسلام كے دشمن تھے تو پھر دوسرا كون مسلمان ہو سكتا ھي ضرور اُس كا عقيدہ اسلام سے پھر جائيگا حقيقت ميں اسلام كي حقيقت پر كوئي معتقد نہيں ہو سكتا جب تك كہ وہ شيعوں كے عقيدے نہ چھوڑے اور پاك سني نہ بنجاے (والله يهدي من يشاء الي صراط مستقيم) *

ميں اِس مقام پر ايك اور بات شيعوں كي لكھنا مناسب سمجھتا ہوں تاكہ اُنكے عقيدے كي خوبي اُس سے ظاہر ہو جاے اور اُنكي دشمني اسلام اور ايمان سے ثابت ہو جاے *

يہہ امر تو بخوبي ثابت ہو گيا كہ حضرت عمر كي ذات سے نہايت تقويت دين كي ہوئي اور اسلام كي جڑ اُنھيں كے سبب سے مضبوط ہوئي چنانچہ صاحب حملہ حيدريہ نے بايں تعصب خود اقرار كيا ھي كما قيل وزاں بيشتر يافت ديں تقويت اور ظاہر ھي كہ جس كي ذات سے دين نے تقويت پائي ہوگي اُس كي ذات سے پيغمبر صاحب كو محبت بھي بدرجہ غايت ہوگي ليكن موافق روايت شيعوں كے پيغمبر صاحب كو كسي سے اِس قدر عداوت نہ تھي جيسے كہ حضرت عمر سے تھي اور اُنكے مرنے كي خبر سے جس قدر حضرت كو خوشي ہوئي ايسي كسي خبر سے نہ ہوئي تھي اور جو فضايل اُس روز كے جس روز كہ حضرت عمر نے شہادت پائي پيغمبر خدا نے بيان كيئے ھيں ايسے فضايل جمعہ اور عيد اور روز غدير كے بھي بيان نہيں كيئے اور جو بركات اور فائدے اھل بيت كو اُس تاريخ ميں ہوئے ھيں جس تاريخ ميں حضرت عمر رضي‌الله تعالیٰ عنہ نے وفات پائي ايسے كبھي كسي روز نہيں ہوئے *

چنانچہ زادالمعاد † ميں جو معتبرين كتب شيعہ سے ھي اور ملا باقر مجلسي جس كے مولف

---

† بدرستيكہ خبر داد مرا پدرم كہ حذيفہ ابن يمان در روز نہم ربيع‌الاول داخل شد بر جدم رسول خدا حذيفہ گفت كہ ديدم حضرت اميرالمومنين و حضرت امام حسن و امام حسين را كہ با حضرت رسالت پناہ طعام تناول مينمودند و آں حضرت بر روے ايشاں تبسم ميفرمود و با امام حسن و امام حسين ميگفت بخوريد گوارا باد از براے شما بركت و سعادت ايں روز بدرستيكہ ايں روزيست كہ حق تعالیٰ ہلاك ميكند دشمن خود و دشمن جد شما را و مستجاب ميگرداند در ايں روز دعاے مادر شما را بخوريد كہ ايں روزيست كہ حقتعالیٰ قبول ميكند اعمال شيعيان و محبان شما را در ايں روز بخوريد كہ ايں روزيست كہ ظاہر ميشود راستي گفتہ خدا كہ ميفرمايد (فتلك بيوتهم خاوية بما ظلموا) يعني

هیں اُسکے آٹھویں باب کے پہلي فصل میں ایک طول طویل روایت لکھي هی جسکو ملا صاحب نے اپنے نامہ اعمال کیطرح سیاہ کیا هی اُسکا مختصر مضمون هم لکھتے هیں *

حذیفہ ابن یمان صحابي سے روایت هی کہ میں نویں ربیع الاول کو پیغمبر صاحب کي خدمت میں حاضر هوا تو کیا دیکھتا هوں کہ حضرت کے پاس امیرالمومنین علي مرتضیٰ اور حضرت امام حسن اور امام حسین بیٹھے هوئے هیں اور کھانا نوش فرما رهے هیں اور حضرت نہایت خوش هیں اور حسنین علیہما السلام سے کہہ رهے هیں کہ کھاؤ بیٹا کھاؤ یہہ کھانا تم کو مبارک هو کہ آج کا دن وہ هی جس میں خدا اپنے دشمن کو اور تمهارے جد کے دشمن کو هلاک کریگا اور تمهاري مادر مشفقہ کي دعا کو قبول کریگا کھاؤ بیٹا کھاؤ کہ آج وہ دن هی کہ خدا تمهارے شیعوں اور محبوں کے اعمال کو قبول کریگا کھاؤ بیٹا کھاؤ کہ آج کي تاریخ خدا میرے اهل بیت کے فرعون کو هلاک کریگا کھاؤ بیٹا کھاؤ کہ آج کے دن خدا تمهارے دشمنوں کے عمل کو باطل کریگا کھاؤ بیٹا کھاؤ کہ آج کي تاریخ خدا کے اِس قول کي تصدیق هوگي (فتلک بیوتهم خاویة بما ظلموا) کہ آج کے دن گھر اُنکے خالي هو گئے بہ سبب ظلم کے جو اُنہوں نے کیا تھا *

این است خانهاے ایشان کہ خالي گردیدہ است بسبب ستمهاے ایشان بخورید کہ این روزیست کہ شکستہ میشود در این روز شوکت جد شما و یاري کنندہ جد شما و یاري کنندہ دشمن شما بخورید کہ این روزیست کہ هلاک میشود در این روز فرعون اهلبیت من و ستم کنندہ بر ایشان و غصب کنندہ حق ایشان بخورید کہ این روزیست کہ حقتعالی عملهاے دشمنان شما را باطل و هبا میگرداند حذیفہ گفت کہ من گفتم کہ یا رسول الله آیا درمیان امت تو کسے خواهد بود کہ هتک این حرمتها نماید حضرت فرمود کہ ای حذیفہ بتے از منافقان بر ایشان سرگروہ خواهد شد و دعوي ریاست درمیان ایشان خواهد کرد و مردم را بسوے خود دعوت خواهد نمود و تازیانۂ ظلم و ستم را بر دوش خود خواهد گرفت و مردم را از راہ خدا منع خواهد نمود و کتاب خدا را تحریف خواهد نمود و سنت مرا تغیر خواهد داد و میراث فرزند مرا متصرف خواهد شد و خود را پیشواي مردم خواند و زیادتي بر وصي من علي ابن ابي طالب خواهد کرد و مالهاي خدا را بنا حق بر خود حلال خواهد کرد و در غیر طاعت خدا صرف خواهد کرد و مرا و برادر من و وزیر من علي ابن ابي طالب را بدروغ نسبت خواهد داد و دختر مرا از حق خود محروم خواهد گردانید پس دختر من او را نفرین خواهد کرد و حق تعالی نفرین او را مستجاب خواهد کرد حذیفہ گفت یا رسول الله چرا دعا نمیکني کہ حقتعالی او را در حیات شما هلاک کند حضرت فرمود کہ اي حذیفہ دوست نمیدارم کہ جرات کنم بر قضاي خدا و از او طلب کنم تغیر امرے را کہ در علم او گذشتہ است ولیکن از حق تعالی سوال کردم کہ فضیلت دهد آنروز را کہ در آن روز او بجهنم میرود بر سائر روزها تا انکہ احترام انروز سنتے گردد و درمیان دوستان من و شیعیان اهلبیت من پس حقتعالی وحي کرد بسوي من کہ اي محمد در علم سابق من گذشتہ است کہ دریابد ترا و اهلبیت ترا محنتهاے و بلاے دنیا و ستمهاے منافقان و غصب کنندگان از بندگان من آنمنافقان کہ تو خیرخواهي ایشان کردي و با تو خیانت کردند و تو با ایشان راستي کردي و ایشان با تو مکر کردند و تو بایشان صاف بودي ایشان دشمنے تو را بدل گرفتند و تو ایشانرا خشنود کردي و ایشان ترا تکذیب کردند و تو ایشانرا برگزیدے و ایشان ترا در بلیہ گذاشتند و قسم یاد میکنم بحول و قوت و پادشاهي خود کہ البتہ بکشایم بر روے کسیکہ غصب کند حق علي را کہ وصي تست بعد از تو هزار در از پست ترین طبقات جهنم کہ انرا فیلوق میگویند و او را و اصحاب او را در قعر جهنم جاد هم کہ شیطان از مرتبہ خود بر او مشرف شود و او را لعنت کند و ان منافق در روز قیامت عبرتے گردانم براے فرعونها کہ در زمانهاے پیغمبران دیگر بودند و براي سائر دشمنان دین و ایشان و دوستان ایشانرا بسوي جهنم برم و با دیدهاي کبود و روهاي ترش با نهایت مذلت و خواري و بپشیماني ایشانرا ابدالاباد در عذاب بخود بدارم ای محمد نمیرسد علي بمنزلت تو مگر بانچہ میرسد باو از بلاها از فرعون او و غصب کنندہ حق او کہ

حذیفه صحابي کهتے هیں که میں نے عرض کي که یا رسول الله کیا آپ کي اُمت میں بهي کوئي ایسا هوگا حضرت نے فرمایا که هاں ایک بت منافقوں سے اُن کا سرگروہ هوگا اور دعوي ریاست کا کریگا اور تازیانه ظلم و ستم کا اپنے هاتهه میں لیگا اور آدمیوں کو خدا کي راہ سے منع کریگا اور خدا کي کتاب کو تحریف کریگا اور میري سنت کو بدل دیگا اور میري وصی علي پر زیادتي کریگا اور خدا کے مال کو ناحق اپنے اُوپر حلال کریگا اور غیر طاعت میں خدا کے صرف کریگا اور مُجهے اور میرے بهائي علي کو جهوٹها کهیگا حذیفه نے کها که یا حضرت اگر وہ ایسا هی تو کیوں آپ اُسکے لیئے دعا نهیں کرتے تا که وہ آپ کے زندگي میں هلاک هو جاوے حضرت نے جواب دیا که میں خدا کے قضا پر جرات نهیں کرتا اور جو کچهه اُس نے اپنے علم میں قرار دیدیا هی اُسکا بدلنا اُس سے نهیں مانگتا لیکن یهه خدا سے سوال کرتا هوں که خدا اُس روز کو فضیلت دے اور تمام دنوں پر اُس دن کو عزت بخشے *

چنانچه خدا نے حضرت کي دعا قبول کي اور وحي کي که ای پیغمبر میں اُس دن کو افضل کرتا هوں اور علي کو تیرا سا رتبه اُسي کے ظلم و سبب سے عطا کرونگا وہ شخص مجهپر جرات کریگا میرے کلام کو بدل دیگا میرے ساتهه شرک کریگا لوگوں کو میري راہ سے منع کریگا میرے ساتهه بکفر پیش آئیگا

جرات میکند بر من و کلام مرا بدل میکند و شرک بمن مي آورد و مردم را منع میکند از راہ رضاي من و گوساله از براي امت تو برپا میکند که آں ابوبکرست و کافر میشود بمن در عرش عظمت و جلال من بدرستیکه من امر کردہام ملایکه هفت آسمان خود را که براي شیعان و محبان دین شما عید کنند آں روزے را که انملعون کشته میشود امر کردم که کرسي کرامت مرا نصب کنند در برابر بیت المعمور و ثنا کنند بر من و طلب آمرزش نمایند براي شیعان و محبان شما از فرزند ان آدم و امر کردہام ملائکه نویسندگان اعمالرا که از ایں روز تا سه قلم از مردم بر دارند و نه نویسند گناهان ایشانرا براي کرامت تو و وصي تو ای محمد ایں روز را عیدے گردانیدم براے تو و اهلبیت تو و براے هرکه تابع ایشاں باشد از مومنان و شیعیان ایشاں و سوگند یاد میکنم بعزت و جلال خود و علو منزلت و مکان خود که عطا کنم کسیرا که عید کند ایں روز را از براي من ثواب آنها که بدور عرش احاطه کردہاند و قبول کنم شفاعت او را از خویشان او زیادہ کنم مال او را اگر کشادگي دهد بر خود و بر عیال خود در ایں روز و هر سال درایں روز هزار هزار کس از موالیان و شیعان شما را از آتش جهنم ازاد گردانم و اعمال ایشانرا قبول کنم و گناهان ایشانرا بیامرزم حذیفه گفت پس برخواست حضرت رسول خدا و بخانهام سلمه رفت و من بر گشتم و صاحب یقین بودم در کفر عمر تا انکه بعد از وفات حضرت رسول دیدم که او چه فتنها برانگیخت و کفر اصلي خود را اظهار کرد و از ایں دین برگشت و دامان بیحیائي وقاحت براي غصب امامت و خلافت برزد و قرآن را تحریف کرد • آتش در خانه وحي رسالت زد و بدعتها در دین خدا پیدا کرد و ملت پیغمبر را تغیر داد و سنت آں حضرت را بدل کرد و شهادت حضرت امیرالمومنین را رد کرد و فاطمه دختر رسول خدا را بدروغ نسبت داد و فدک را غصب کرد و یهود و نصارے و مجوس را از خود راضي کرد و نور دیدہ مصطفی را بخشم آورد و رضا جوئي اهل بیت رسالت نه کرد و جمیع سنتهاے رسول خدا را بر طرف کرد و تدبیر کشتن امیرالمومنین کرد و جور و ستم درمیانه مردم علانیه کرد و هرچه خدا حلال کردہ بود حرام کرد و هرچه حرام کردہ بود حلال کرد و حکم کرد که از پوست شتر دینار و درهم بسازند و خرج کنند و در بر رو و شکم فاطمه زهرا زد و بر منبر حضرت رسالت بغصب و جور بالا رفت و بر حضرت امیرالمومنین افترا بست و باحضرت معارضه کرد و راے آں حضرت را بسفاهت نسبت داد حذیفه گفت پس حقتعالی دعاے برگزیدہ خود و دختر پیغمبر خود را در حق آں منافق مستجاب گردانید و قتل او را بر دوست کشندہ او رحمة الله جاري ساخت پس رفتیم بخدمت حضرت امیرالمومنین که آں حضرترا تهنیت و مبارکباد بگوئیم بانکه آں منافق کشته شد و بعذاب حقتعالی واصل گردید چوں حضرت مرا دید فرمود اي حذیفه ایا در خاطرداري آنروزیرا که آمدے به نزد سید من رسول و من ودو سبطین حسن و حسین نزد او نشسته بودیم و باو طعام میخوردیم

اِسلیئے میں نے ملائکہ هفت آسمان کو حکم دیا کہ اُس دن کو جس میں وہ مارا جاے شیعوں اور محبوں کے لیئے عید کریں اُس تاریخ کو میری کرسی کرامت کو بیت‌المعمور کے برابر نصب کریں اور تمام شیعوں کي مغفرت کي دعا کریں اور میں نے تمام فرشتوں کو حکم دیا هی کہ اُس تاریخ سے ۳ تین دن تک قلم آدمیوں سے اُٹھا لیں اور کوئي شخص کچھہ گناہ کیوں نہ کرے اُسکو نہ لکھیں ای محمد اِس دن کو میں نے تیرے لیئے اور تیرے شیعوں کے لیئے عید بنا دیا هی انتهي ترجمہ بلفظہ *

ایهاالمومنین اِس روایت کو دیکھو اور شیعوں کے اِیمان اور اِنصاف اور عقل پر روؤ تعجب هی کہ زمین شق نہیں هوتي کہ وے سما جائیں قہر کي بجلي نہیں گرتي کہ وے جل جائیں طوفان غضب نہیں آ جاتا کہ وے ڈوب مریں دیکھو پیغمبر خدا علیہ‌التحیہ والثنا پر اِس حدیث میں کیسي تہمت کي هی اور خدا کے محبوب پر کیا افترا باندھا هی خدا اِس قوم سے جس نے اپني آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا اور دلوں کو غافل کر رکھا هی اِس تہمت اور افترا کا بدلا لے در حقیقت اِنہیں کے شان

پس ترا دلالت کرد بر فضیلت این روز گفتم بلے اي برادر رسول حضرت فرمود بخدا سوگند کہ این روزیست کہ حقتعالی دران دیدہ آل رسولرا روشن گردانید و من براي اینروز هفتاد دو نام میدانم حذیفہ گفت کہ یا امیرالمومنین میخواهم کہ آن نامها را از تو بشنوم حضرت فرمود کہ اینروز استراحت است کہ مومنان از شر آن منافق استراحت یافتند و روز زائل شدن کرب و غم‌است و روز غدیر دوم است و روز تخفیف گناهان شیعانست و روز اختیار نکوئي براي مومنانست و روز برداشتن قلم از شیعانست و روز برهم شکستن بناے کفر عدو انست و روز عافیت است و روز برکت است و روز طلب خونهاے مومنانست و روز عید بزرگ خداست و روز مستجاب شدن دعا است و روز موقف اعظم است و روز وفاے بعهد است و روز شرط است و روز کندن جامہ سیاهست و روز ندامت ظالمست و روز شکستہ شدن شوکت مخالفانست و روز نفي هموم است و روز فتح است و روز عرض اعمال آن کافر است و روز ظهور قدرت خداست و روز عفو گناهان شیعانست و روز فرح ایشانست و روز توبہ است و روز انابت است بسوے حقتعالی و روز زکوۃ برزگ و روز فطر دوم است و روز اندوہ با غیانست و روز گرہ شدن آب دهان در گلوي مخالفانست و روز خوشنودي مومنانست و روز عید اهلبیت است و روز ظفر یافتن بني اِسرائیل بر فرعونست و روز مقبول شدن اعمال شیعانست و روز پیش فرستادن تصدقات‌است و روز زیادتے مثوباتست و روز قتل منافق‌است و روز وقت معلوم‌است و روز سرور اهلبیت‌است و روز مشهوداست و روز قهر بر دشمن است و روز خراب شدن بنبسیان ضلالت‌است و روزیست کہ ظالم انگشت ندامت بدندان میکرد و روز بتیہ‌است و روز شرفست و روز خنک شدن دلهاے مومنانست و روز شهادتست و روز درگذشتن از گناہ مومنانست و روز تازگي بوستان اهل ایمانست و روز شیریني کام ایشانست و روز خوشي دلهاي مومنانست و روز برطرف شدن پادشاهي منافقانست و روز توفیق اهل ایمانست و روز رهائي مومنانست از شر کافران و روز مظاهرتست و روز مفاخرتست و روز قبول اعمال‌است و روز بتجیل و تعظیم‌است و روز نحلہ و عطاست و روز شکر حقتعالی‌است و روز یاري مظلومانست و روز زیارت کردن مومنانست و روز محبت کردن ایشانست و روز رسیدن برحمتهاے الهي‌است و روز پاک گردانیدن اعمال است و روز فاش کردن رازهاست و روز برطرف شدن بدعتهاست و روز ترک کردن گناهان کبیرہ‌است و روز ندا کردن بحق است و روز عبادتست و روز موعظت و نصیحت است و روز ایقتاد پیشوایان دین‌است حذیفہ گفت کہ پس از خدمت امیرالمومنین برخاستم و گفتم اگر در نیابم از اعمال و افعال خیر و انچہ امید ثواب ازاں دارم مگر محبت این روز دانستن فضیلت این راهرا آینہ مفتهاے از روي من خواهد بود پس محمد و یحي را دیان حدیث گفتند کہ چون این حدیث را از احمد بن اسحق شنیدیم هر یک برخواستیم و سراو را بوسیدیم و گفتیم حمد و شکر میکنیم خداوندیرا کہ بر انگیخت ترا از براي ما تا انکہ فضیلت اینروز را بما رسانیدے پس بخانهاے خود برگشتیم و اینروز را عید کردیم *

میں یہہ صادق ھی کہ لهم قلوب لايفقهون بها ولهم اعين لايبصرون بها ولهم اذان لايسمعون بها اولئک کالانعام بل هم اضل و اولئک هم الغافلون *

کوئي دقیقہ بے ایماني اور کفر کا نہیں ھی جو اِس حدیث کے واضع نے چھوڑا ھو اور کوئي جھوٹھہ اور افترا نہیں رھا جو پیغمبر صاحب کي طرف منسوب نہ کیا ھو بھلا کون شخص ھی جو اِس بات کو مانیگا کہ جس شخص کے ایمان لانے کے لیئے خود ھي حضرت نے دعا کي ھو اور جس کے لیئے بروایت اِمام باقر علیہ السلام (اللهم اعز الاسلام بعمر بن خطاب) کہا ھو اور جسکے حق میں خدا نے حضرت کي دعا قبول کي ھو اور جس نے مسلمان ھوتے ھي جھنڈا اِسلام کا کعبہ میں گاڑ دیا ھو اور جس نے اِسلام لاتے ھي حضرت کو کعبہ چلنے پر مستعد کیا ھو اور جس نے تمام عمر اپني حضرت کي محبت اور اطاعت اور فرمانبرداري میں اور اپني ساري زندگي اِسلام کے پھیلانے میں صرف کر دي ھو اور جس نے دنیا کي کسي قسم کي لذت نہ اُٹھائي ھو اور جس نے خدا کي راہ میں جان دیدي ھو اُس سے پیغمبر صاحب اِس قدر رنجیدہ ھوں کہ اُسکے مرنے پر اِس قدر خوشي کریں اور اُسکے مرنے کے دن کو عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ اور عید غدیر سے بھي بڑھکر افضل جانیں اور خدا اُسکے مرنے سے اِس قدر خوش ھووے کہ تین دن تک گناھوں کے لکھنے سے قلم اُٹھائے اور شیعوں کو اجازت دے دے کہ اِس تین دن کے عرصے میں چاھیں زنا کریں چاھیں شراب اور سؤر نوش فرماویں چاھیں مسجدیں ڈھاویں چاھیں قرآن جلاویں جو دل چاھے کریں نہ کوئي پوچھنےوالا ھی نہ بتلانیوالا کرام کاتبین موقوف لکھنا پڑھنا بند پس ایسي حالت میں بھي اپني خواھشیں پوري نہ کریں تو کب کرینگے خدا کے لیئے اِنصاف کرو اور اِس عقل کے دشمن اِیمان کے عدو فرقہ کو دیکھو کہ اِن کو کس قدر شیطان نے بھکایا ھی اور اِسلام کي راہ سے کس قدر دور کر دیا ھی سبحان الله کیا دین اور کیا مذھب ھی کہ بیچارے نمازي برسوں نماز پڑھتے مریں روزے رکھنیوالے ۳۰ تیس دن تک گرمیوں کے دنوں میں بھوکھہ پیاس کي تکلیف اُٹھاویں حاجي ھزاروں منزل سے مصیبت راہ کي طی کرکے کعبہ میں پہنچیں اور حج کریں تب صبر کے مستحق ٹھہریں اور شیعہ بھائي گھر بیٹھے زنا کریں شرابیں پیئیں اور ربیع الاول کي نوین تاریخ کو اپنے بابا شجاع کے نام پر حلوے کھاویں اور لعنتي کھانا نوش کریں اور سب سے زیادہ ثواب پاویں واہ کیا خدا کا عدل ھی شاید اِسي سبب سے خدا کو عادل سمجھتے ھیں اور عدل کو اصول خمسہ دین میں جانتے ھیں اگر اِیمان اِسي کا نام ھی اور محبت اھل بیت اِسي کو کہتے ھیں تو افسوس ایسے اِیمان اور ایسي محبت پر اور اگر محب اور مومن ایسے ھي لوگ ھوتے ھیں تو واے اُنکے حال پر گر ولي اینست لعنت بر ولي *

اِس روایت کي صحت اگر تسلیم کیجاے تو ضرور یہہ امر بھي ماننا پڑیگا کہ پیغمبر صاحب بھي تقیہ فرماتے تھے اور وے بھي کافروں بلکہ اپنے یاروں سے ڈرتے تھے اور خوف کے سبب سے جو کچھہ اُنکے دل میں ھوتا اُسکو ظاھر نہ فرماتے تھے اِسلیئے کہ اگر خوف نہوتا تو ایسے دشمن خدا اور رسول کو جیسے کہ حضرت عمر تھے اور جنکے مرنے کي خبر سے اِسقدر خوش تھے اور جنکي موت کي تاریخ کو عید اور جمعہ سے افضل جانتے تھے اور جنکو فرعون اھلبیت کہتے تھے کیوں اپني صحبت میں رکھتے اور کس لیئے اُن کو اپنا مصاحب بناتے اور کس واسطے اُن سے ھمیشہ صلاح اور مشورہ لیا کرتے کسي آدمي کي عقل میں یہہ بات آ سکتي ھی کہ پیغمبر صاحب جنکا کام خلق کي ھدایت تھا اور احکام الهي کا پہنچانا جن کے اُوپر فرض تھا اور

اُمت کو نیک بد پر آگاہ کردینا جنکے اُوپر لازم تھا وہ بھي تقیہ کرتے ھوں اور خوف جان کے سبب سے عمرؓ کا نام بھي نہ لے سکتے ھوں اور باوجود اِسکے کہ اُن کو اپنے دین کا دشمن جانا اور جان بوجھکر اُن کو اپني صحبت سے نہ نکالا اور علانیہ لوگوں پر اُنکے کفر و نفاق کا حال ظاھر نہ فرمایا اور لوگوں کو دھوکھہ میں رکھا بلکہ برملا کہنا اور لوگوں سے علانیہ اُنکے نفاق و کفر کا حال ظاھر کرنا بیکطرف اپنے گھر میں بھي پوچھنیوالے سے اُن کا نام نہ لیا اور دیوارھم گوش دارد کا مضمون پیش نظر رکھکر گول گول ھي بات فرمائي اِسي واسطے حذیفہ صحابي سے سب حال تو حضرت نے فرما دیا لیکن نام عمر کا نہ لیا بلکہ اُنکے پوچھنے پر بھي جواب صاف نہ دیا اور فقط اُنکي صفات بیان کرکے سکوت فرمایا یا اگر اُن کا نام حذیفہ سے کہدیا ھو تو اُسکے ساتھہ ھي سکوت کي بھي نصیحت کر دي ھو *

تعجب ھی حضرات شیعہ سے کہ وہ مسلماني کا نام بدنام کرتے ھیں اور پیغمبر خدا پر ایسي تہمت لگاتے ھیں اور خدا و رسول سے کچھہ نہیں شرماتے خانہ خراب ھو تقیہ کا جس سے کسي کو محفوظ نہیں جانتے اور پیغمبر صاحب پر بھي اُس کا افترا کرتے ھیں حالانکہ خود اُنکے علما کا اِقرار ھی کہ پیغمبر صاحب تقیہ نہ کرتے تھے بلکہ وہ تقیہ سے ممنوع تھے چنانچہ ھم بحث تقیہ میں اِسکا ذکر کرینگے اور حقیقت میں اگر پیغمبر صاحب بھي تقیہ کرتے ھوتے اور وہ کافروں سے ڈرتے رھتے اور جو بات سچ ھی اُسکو زبان پر نہ لاتے تو دین کیونکر جاري ھوتا اور مذھب اِسلام کیونکر پھیلتا اور لوگوں کو حضرت کي صداقت پر کس طرح یقین رھتا پس جب کہ پیغمبر خدا نے اِبتداے نبوت میں تقیہ نہ کیا اور باوجود تکلیف اُٹھانے کے کفار کے ھاتھہ سے اُن کے کفر کي برائي اور اُنکے بتوں کے ھجو کو ترک نہ کیا اور سب طرح کے صدموں کو صرف اِسي بات پر گوارا فرمایا اور بعد ھجرت کے اور شروع ھونے جہاد کے کفار و منافقین کو قتل کیا اور جو واجب القتل معلوم ھوا اُس کے خون کو ھدر کیا اور اُن کے نام لیکر لوگوں کو اُنکے قتل پر آمادہ کیا اور حضرت عمر کو باوجود جاننے اِس امر کے کہ اُن سے بڑھکر کوئي کافر اور منافق نہیں ھی اور اُن سے زیادہ کوئي دشمن خدا اور رسول نہیں ھی کبھي اپنے آغوش سے جدا نہ کیا اور سواے تعریف کے کبھي اُن کے برائي کا کلمہ بھي زبان مبارک پر نہ لائے تو ظاھر ھی کہ اِس سے بڑھکر اور کیا خوف ھوگا اور حضرت سے زیادہ تقیہ کون کریگا *

میں اِس مقام پر چند اشعار حملہ حیدریہ کے لکھتا ھوں جس سے معلوم ھو کہ پیغمبر خدا کفار کي برائیوں کے ظاھر کرنے اور اُنکے معبودوں اور بتوں کے ھجو کرنے میں کچھہ کسي کا خیال نہ کرتے تھے اور ھرچند کوئي سمجھاتا اُس سے باز نہ آتے تھے کما قیل *

بفرمود اگر قوم از آسماں بیارند خورشید را ترجماں گذارند بر دست من ھدیہ وار
نہ بندم لب از امر پروردگار بجز طعن اصنام و وصف الہ بجز لعن آباے گم کردہ راہ
زمن قوم حرف دگر نشنوند اگر نیک دانند اگر بد بروند

اور پھر بھي مولف آیندہ پیغمبر صاحب کے اظہار دعوت میں لکھتا ھی

بدعوت شد آمادہ تر از نخست کمر بستہ درکار خود سخت چست نیا سود یکدم ز اِرشاد خلق
نہ تنگ آمد از جور بیداد خلق بہ صبح و بشام و بروز و بشب نمودے بحق قوم خود را طلب
نہ از طعن اصنام بستے زباں نہ از لعن بر زمرۂ کافراں نہ کردے ازاں ناکساں احتراز

در احوال آباے آں گمرهاں | چو در شان قومے شقاوت نشاں | نمودے ادا آشکارا نماز
رسانیدے آیات قہر و عقاب | بسوئے نبي جبرئیل امیں | ز نزد خدائے جہاں آفریں
فتادے ازاں غصہ آتش بجاں | شدے خوں ازیں غم دل مشرکاں | بخواندے بر ایشاں نبي بیحجاب
و لیکن بتائید یزدان پاک | بدست و زباں با همه انبیا | تلافي نمودندے آں اشقیا
خدائے جہاں را چناں مي ستود | بد انساں که درکار خود بود بود | نبي را از یشاں نه بد هیچ باک

اي حضرات شیعه پیغمبر صاحب کے وعظ و ارشاد پر غور کرو اور تبلیغ دعوت پر خیال کرو اور سوچو که ابتداے زمانه نبوت میں جب نه کوئي یار تها نه مددگار نه فوج تهي نه لشکر چهوٹي بات میں تو پیغمبر صاحب اپني جان اور عزت کا خیال نه کریں اور جس قوم اور جس شخص کي برائي اور کفر میں جبرئیل پیام خدا کا لاویں اُس کو صاف صاف کہدیں اور اخیر زمانے میں جب که هزاروں شخص مسلمان اور لاکهوں آدمي مطیع موجود هوں اور سلاطین اور بادشاهاں زمین بهي خائف اور ترساں هوں اُس وقت پیغمبر خدا حضرت عمر سے اِس قدر ڈریں که باوجود اُنکے نفاق و کفر کے اُسکا ذکر بهي کسي سے نه فرماویں اور سواے حذیفه کے وه بهي گهر میں بیٹهکر کسي سے کچهه ارشاد نکریں بلکه لوگوں سے کہنا کیسا خود عمر کو کبهي اپنے پاس سے جدا نه کریں اور همیشه اُن سے صلاح و مشورة لیتے رهیں اور جن کے حق میں خدا نے (و شاورهم في الامر) فرمایا هو اُن میں حضرت عمر کو داخل کریں *

اگر کوئي شیعه یهه کہے که خدا کا حکم نه تها که یهه امر ظاهر کیا جاے تو هم کہتے هیں که سلّم هی اُس خدا کو جو عمر سے ڈرتا تها اور جو ایسي بڑي بات کو صرف ایک آدمي کے خوف سے ظاهر نه کر سکتا تها اور پیغمبر صاحب کو اُس پر خاموش رهنے کے لیئے تاکید فرماتا تها اور اگر کوئي یهه سمجهے که پیغمبر خدا نے یهه خیال کرکے که لوگ نه مانینگے بلکه اُن کے کفر و نفاق ظاهر کرنے سے سب لوگ پهر جاوینگے اِسکا علانیه ذکر نہیں کیا تو اِس بات کو هم نہیں مانتے اِسلیئے که پیغمبر صاحب کا کام تها هر ایک امر کا ظاهر کر دینا باقي ماننا نه ماننا اُمت کے اختیار میں تها اگر پیغمبر خدا حضرت عمر کے کفر و نفاق کو ظاهر کر دیتے اور سب کو اُسپر آگاه فرما دیتے تو حضرت کي حجت تو ختم هو جاتي اور اگر کوئي نمانتا تو اُسکا قصور ثابت هوتا یهه فضایل جو روز قتل حضرت عمر کے پیغمبر خدا نے حذیفه سے بیان کیئے ایسے تهے که حضرت کو لازم تها که تمام مسلمانوں کو جمع کرتے اور خم غدیر کے خطبه کے طرح منبر پر چڑهکر حضرت عمر کا هاتهه پکڑ کر اُس کا خطبه پڑهتے اور سب لوگوں کو آگاه کرتے که یهه عمر جو میرے پاس هی کافر اور منافق هی اور فرعون میرے اهل بیت کا هی اِسکو خوب پہچان رکهو یهه میرے اهلبیت پر ظلم کریگا تازیانه جور و ستم هاتهه میں لیگا حق میرے بهائي علي کا غصب کریگا اِسکے مرنے کے دن کي یهه فضیلتیں خدا بیان کرتا هی اگر حضرت ایسا کرتے تو حق رسالت ادا کرتے سبحان الله پیغمبر صاحب ذرا سي ذرا سي بات کو تو علانیه بیان کر دیں اور ایک ادنیٰ ادنیٰ منافق کے واسطے خدا آیتیں نازل کرکے اُن کو مشتهر اور بدنام کرے اور حضرت عمر سے منافق کے لیئے و نعوذ بالله منه نه خدا کوئي آیت نازل کرے نه پیغمبر صاحب کچهه زبان سے فرماویں افسوس ایسي سمجهه پر اور تف ایسے عقیدے پر که جسکے نه اصول درست هیں نه فروع *

نے فروعت محکم آمدنے اصول | شرم بادت از خداؤ از رسول

امر سوم اصحاب کے تابعین کي فضيلتيں اور أنکي نشانياں

اِس دعا ميں جس طرح پر امام زين‌العابدين عليه‌السلام نے پيغمبر خدا کے اصحاب پر درود بهيجا هي اِسي طرح پر اُن کے تابعين کے حق ميں رحمت کي طلب کي هي چنانچه يهه الفاظ اِمام صاحب کے دعا کي هيں اللهم و او صل الي التابعين لهم باحسان الذين يقولون ربنا اغفرلنا ولا خوانا الذين سبقونا بالايمان خير جزائک الذين قصدو اسمتهم وتحروا وجهتهم و مضوا علي شاکلتهم لم يثنهم ريب في بصيرتهم و لم يختلجهم شک في قفو اثارهم والايتمام بهداية منارهم مکانفين و موازرين لهم يدينون بدينهم ويهتدون بهديهم يتفقون عليهم ولا يتهمونهم فيما ادوا اليهم که خداوندا اُنکے تبعيت کرنيوالوں کو جزاء خير دے جو که دعا کيا کرتے هيں که پروردگارا مغفرت کر همارے اور همارے اُن بهائيوں کے جو هم ميں سے اِيمان ميں سبقت لے گئے هيں کيسے تابعين جو اصحاب کي چال پر چلتے هيں اور اُن کے آثار کي پيروي کرتے هيں اور اُنکي هدايت کي نشانيوں کي اقتدا کرتے هيں جن کو کوئي شک اُن کي خوبي ميں نهيں هوتا اور کيسے تابعين جو اپنا دين ويسا هي رکهتے هيں جيسا که اصحاب کا تها اور اُن سے اتفاق رکهتے هيں اور اصحاب پر کچهه تهمت نهيں کرتے *

اِن الفاظ سے صاف ظاهر هي که بعد اصحاب کرام کے رتبه تابعين کا هي اور وهي سب اُمت سے افضل هيں اور اُن کي نشانياں وهي هيں جو که امام عليه‌السلام نے بيان کرديں پس اب اِس ميں تو کچهه شبهه باقي نهيں رها که اُمت محمدي ميں وهي گروه سب سے افضل هي جو که اصحاب کي تبعيت کرے اور وهي فرقه اصل راه پر اِيمان کے هي جو قدم به قدم صحابه کے چلے اب يهه امر باقي رهگيا که وه فرقه جو اصحاب کے چال پر چلتا هي کونسا هي وه هي جس کا نام اهل سنت هي يا وه جس کا نام شيعه هي اور يهه امر دونوں کے عقايد پر نظر کرنے سے طي هو سکتا هي پس سنيوں کے عقيدے وهي هيں جو که اِمام نے اپنے دعا ميں بيان فرمائي که وه اصحاب کے تابع هيں اور اصحاب کے حق ميں دعاء خير کرتے هيں اور اُن کو اِيمان ميں سابق اور مقدم جان کر اُن کے ليئے رحمت طلب کرتے هيں اُن کے آثار کي پيروي کرتے هيں اُن کو اچها جانتے هيں اور شيعوں کے عقيدے بالکل خلاف اُسکے هيں وے اصحاب کو برا جانتے هيں اُن کو برا کهتے هيں اُن پر تبرا کرتے هيں اُن کو منافق اور کافر جانتے هيں اُن کي پيروي کو کفر سمجهتے هيں اُنکي خوبيوں ميں شک و شبهه رکهتے هيں اور اُن پر هر طرح کي تهمتيں لگاتے هيں *

غرض که جو شخص عقل اور اِيمان رکهتا هو اُس کو لازم هي که وه اول اِمام کے دعا کے الفاظ پر غور کرے بعده سنيوں اور شيعوں کے عقيدوں پر غور کرے تب اِنصاف کرے که اِمام کے قول کے مطابق سني حق پر هيں يا شيعه *

تيسري شهادت

شيعوں کے معتبر ترين تفسير ميں جس کو وه اِمام حسن عسکري عليه‌السلام کي طرف منسوب کرتے هيں لکها هي ان الله اوحي الي آدم ان الله ليفيض علي کل واحد من محبي محمد آل محمد و اصحاب محمد

مالو قسمت علي كل عدد ما خلق الله من طول الدهر الي آخرہ و كانوا كفارا لاداهم الي عاقبة محمودة و ايمان بالله حتي يستحقوا به الجنة وان رجلا ممن يبغض آل محمد و اصحابه او واحداً منهم لعذبه الله عذابا لوقسم علي مثل خلق الله لاهلكهم اجمعين *

ترجمہ خداے عزوجل نے وحي كي آدم پر كہ خدا اُن لوگوں پر جو محبت ركھتے هيں محمد صلي الله عليه و سلم سے اور اُنكے آل سے اور اُن كے اصحاب سے ايسي رحمت نازل كريگا كہ اگر وہ تقسيم كي جاوے اُوپر تمام مخلوقات كے اول سے آخر تك تو وہ كافي هي اور اگر سب كفار هوں تو اُنكي عاقبت بهي اچهي هو جاوے اور وہ مومن هو جاويں اور اگركوئي آدمي دشمني ركهيگا ساتهہ آل محمد كے اور اصحاب محمد كے يا ايك سے بهي اُن ميں سے تو خدا اُس پر ايسا عذاب نازل كريگا كہ اگر وہ عذاب نازل هو تمام مخلوقات پر تو وہ سب كے سب هلاك هو جاويں *

چوتهي شهادت

اُسي تفسير ميں لكها هي لما بعث الله موسي بن عمران واصطفاه نجيا و فلق له البحر ونجي بني اسرائيل واعطاه التوریة والالواح راي مكانه من ربه عزوجل فقال يا رب لقد اكرمتني بكرامة لم تكرم بها احداً من قبلي فهل في انبياء ك عندك من هوا كرم مني فقال الله تعالي يا موسي اما علمت ان محمدا افضل عندي من جميع خلقي فقال موسي فهل في ال الانبياء اكرم من آلي فقال عزوجل يا موسي اما علمت ان فضل آل محمد علي آل جميع النبيين كفضل محمد علي جميع المرسلين فقال يا رب انكان فضل آل محمد عندك كذلك فهل في صحابة الانبياء عندك اكرم من اصحابي فقال يا موسي اما علمت ان فضل صحابة محمد علي جميع صحابة المرسلين كفضل آل محمد علي آل جميع النبيين فقال موسي انكان فضل محمد و آل محمد واصحاب محمد كما وصفت فهل في امم الانبياء افضل عندك من امتي ظللت عليهم الغمام وانزلت عليهم المن والسلوي وفلقت لهم البحر فقال الله يا موسي ان فضل امة محمد علي امم جميع الانبياء كفضلي علي خلقي (ترجمہ) جب كہ خداوند تعالي نے حضرت موسي ابن عمران كو مبعوث فرمايا اور اُنكو برگزيدہ كيا اور اُنكے سبب سے دريا كو پل بنا ديا اور بني اسرائيل كو نجات دي اور توريت اور لوح اُنكو عطا كي تب حضرت موسي نے اپنا رتبہ ديكهكر خداے عزوجل سے عرض كي كہ يا الهي تو نے مجهكو ايسي بزرگي دي هي كہ كسي اور نبي كو پہلے نهيں دي تيرے يہاں مجهہ سے زيادہ اور كسي كي بهي بزرگي هي خداوند تعالي نے جواب ديا كہ اي موسي تمهيں معلوم نهيں كہ محمد ميرے نزديك تمام مخلوقات سے افضل هيں تب حضرت موسي نے عرض كي كہ كسي نبي كي آل ميرے آل سے بزرگتر هي جواب هوا كہ تم نهيں جانتے كہ فضيلت آل محمد كي سب انبيا كي آل پر ايسي هي جيسے كہ اُن كو فضيلت سب پيغمبروں پر هي تب حضرت موسي نے عرض كي كہ الهي ميرے اصحاب سے زيادہ تيرے نزديك اور كسي نبي كے اصحاب كا رتبہ هي جواب هوا كہ اي موسي تم نهيں جانتے كہ

فضیلت اصحاب محمد کي تمام انبیا کے اصحاب پر اُس طرح ھی جس طرح کہ فضیلت آل محمد کي سب انبیا کے آل پر ھی تب حضرت موسیٰ نے عرض کي کہ اگر فضیلت محمد اور آل محمد اور اصحاب محمد کي ایسي ھی جیسے کہ تو نے ارشاد فرمائي پس کسي نبي کي اُمت میري اُمت سے زیادہ افضل ھی جن پر تو نے بادلوں کا سایہ کیا جن پر من و سلویٰ نازل کیا جن کے لیئے دریا کو پل کر دیا خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ فضیلت اُمت محمد کي سب انبیا کي اُمت پر اِتني ھی جتني کہ مجھکو میري خلقت پر فضیلت ھی *

اِن دونوں روایتوں سے دو باتیں ثابت ھوئیں اول یہہ کہ جو شخص پیغمبر خدا صلي الله علیہ و اله و سلم کے اصحاب سے دشمني رکھے وہ مستوجب عذاب کا ھی اور عذاب بھي ایسا کہ جس سے تمام دنیا ھلاک ھو جاوے اور جو دوستي رکھے وہ مستحق ثواب کا ھی اور ثواب بھي کیسا کہ جس سے کفار کي عاقبت بن جاوے دوسري یہہ کہ اصحاب نبي کي فضیلت اور نبیوں کے اصحاب پر ایسي ھی جیسي کہ فضیلت پیغمبر صاحب کے آل کي اور پیغمبروں کي آل پر اور اِن دونوں باتوں کے ثابت ھونے سے مذھب شیعوں کا باطل ھو گیا اِسلیئے کہ مدار اُنکے مذھب کا صحابہ کي دشمني اور اُنکے برا جاننے پر ھی جو شخص اصحاب سے دشمني رکھے وھي پکا مومن ھی اور جو اُن کو سب سے برا جانے وھي سچا شیعہ ھی پس اِن دونوں روایتوں سے جس کے راوي امام حسن عسکري علیہ السلام ھیں اور جو شیعوں کے اِقرار سے صحیح اور مستند روایت ھی حضرات شیعہ کو سوا ے دو امروں کے تیسرا چارہ باقي نہیں رھا یا کہ اصحاب کو بہتر جانیں اور اُن کي فضیلت کے قایل ھوں اور اُن سے محبت رکھیں تا کہ وہ مستحق ثواب کے ھوں یا کہ اُنکو برا جانیں اور اُن سے دشمني رکھیں تاکہ مستوجب عذاب کے ھوں لیکن حضرات شیعہ جب تک کہ اپنا مذھب ترک نہ کرینگے اور سنیوں کے شریک نہو جاوینگے تب تک وہ فضیلت صحابہ کے قایل نہونگے کوئي شخص باوجود اقرار فضیلت صحابہ کے شیعہ رہ نہیں سکتا تمام علماء شیعہ عبداللہ ابن سبا کے وقت سے لیکر جناب قبلہ و کعبہ کے عصر تک اِسي فکر میں مر گئے کہ اصحاب کے معایب تلاش کریں اور اُن کي برائیاں ثابت کریں اور اُن کے فضائل سے اِنکار کریں اگر کسي کو اِنکار ھو تو وہ ذرا تکلیف گوارا کرے اور شیعوں کي کتابوں کو اُٹھا کر دیکھے کوئي ورق نھوگا جس میں اصحاب کي برائیاں نہ ھوں کوئي صفحہ نہ ملیگا جس میں اُن پر تبرا نہو جناب مجتہد صاحب قبلہ صوارم میں اِرشاد فرماتے ھیں کہ اما احادیث فضائل صحابہ از طریق امامیہ باوجود کثرت احادیث مختلفہ در امر ھر جزئے از جزئیات اصلیہ و فرعیہ اگر تمام کتب احادیث امامیہ ورقاً ورقاً بہ نیت تفحص بمطالعہ در آرند مظنون است کہ زیادہ از سہ چہار حدیث کہ سروپا درست نہ داشتہ باشد دست بہم ندھد اما احادیث مثالب (معایب) آنہا پس بلا اغراق اینست کہ متجاوز از ھزار حدیث باشد *

اي اھل اِنصاف ذرا آنکھہ کھولو اور نیند سے چونکو اور حضرات شیعہ کے حال کو دیکھو کہ خود ھي اپنے اماموں کي طرف سے روایت کرتے ھیں کہ پیغمبر صاحب کے اصحاب کا رتبہ سب سے بڑھکر ھی اور کسي اور نبي کے یار اُنکے درجے کو نہیں پہنچتے اور جو اُن سے محبت رکھے وہ ناجي اور جو دشمني رکھے وہ ناري ھی اور پھر خود ھي یہہ فرماویں کہ کوئي آیت کوئي حدیث کوئي روایت اُنکے فضیلت

میں نہیں ہی اور جو ہی وہ بے سرو پا ہی بلکہ ہزارہا احادیث آنکے برائیوں میں ہیں اگر ہم ہزار برس تک سوچیں اور اِس مشکل عقدہ کو حل کرنا چاہیں مگر نہ ہماری سمجھہ اِس مسئلہ تک پہنچ سکتي ہی نہ ہم سے یہہ گرہ کھل سکتي ہی اگر حقیقت میں ہمارے پیغمبر کے اصحاب ایسے افضل ہیں کہ کسي پیغمبر کے اصحاب آنکے درجہ تک نہیں پہنچتے اور آن کي دشمني باعث عذاب اور آنکے دوستي ذریعہ ثواب ہی تو چاہیئے کہ قول سنیوں کا درست ہو اور ایسے بزرگوں کي تعریف میں اگر ہزاروں احادیث اور لاکھوں روایتیں منقول ہوں توبھي تھوڑي ہیں اور اگر قول شیعوں کا صحیح ہی تو چاہیئے کہ ایسے شخصوں کي دشمني باعث نجات اور دوستي موجب ہلاکت ہووے لیکن درحقیقت یہہ قول مجتہد صاحب کا محض غلط اور بالکل باطل ہی اِسلیئے کہ خود شیعوں کي کتابوں سے ہزارہا احادیث اور اقوال فضایل میں صحابہ کے ہم نکال سکتے ہیں چنانچہ اِسي رسالے میں ہم اپنے اِس قول کو ثابت کرینگے اور صدہا روایتیں فضیلت صحابہ کي کتب شیعہ سے نکالکر مجتہد صاحب کے مقلدین کي خدمت میں پیش کرکے قبلہ و کعبہ کے قول کي تکذیب کرینگے اگر کوئي شیعہ تعجب کرے کہ کیونکر ہمارے علما نے اصحاب کي فضیلت بیان کي ہی اور کس طرح آنکي تعریف کے روایتوں کي تصدیق فرمائي ہی تو آس کے واسطے ہم ایک قاعدہ مسلمۂ مجتہد صاحب کو بیان کرتے ہیں کہ وہ صوارم میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ کسي اہل مذہب سے جو کہ کسي کے فضایل کا اِعتقاد رکھے آسکے معایب کے روایات کے توقع رکھنا یا جس کسي کے وہ معائب کا معتقد ہو آس کے فضایل کے اقرار کي آمید رکھنا بیجا ہی لیکن خدا نے اپني حجت تمام کرنے کے واسطے سنیوں کو مجبور کر دیا کہ آنہوں نے اصحاب کي برائیوں کو خود ہي روایت کیا چنانچہ الفاظ آس کے یہہ ہیں ہرچند از اہل مذہبیکہ روایات مطاعن شخصے کند توقع روایت فضایل آں شخص داشتن بیجاست و ہمچنیں بالعکس لیکن جناب حق سبحانہ تعالی اتماماً للحجۃ قلوب مخالفین جناب امیرالمومنین علیہ السلام چناں مسخر گردانیدہ کہ باوجود اینکہ بنابر پیش آمد وتقرب سلاطین بني عدي و تیم و بني امیہ اخبار فضایل آنہا را بسیار وضع نمودہ اند چوں دروغگو را حافظہ نمي باشد ہماں مخالفین از غایت نافہمي با عجاز جناب امیرالمومنین باز مثالب اصحاب ثلثہ و اتباع ایشاں را ہم مذکور ساختہ اند وعلما ومحدثین ایشاں چنیں احادیث واخبار را درکتب ومصنفات خود مندرج فرمودہ اند*

هم اِسي قاعدہ کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے اپني حجت تمام کرنے کے لیئے شیعوں کو مجبور کر دیا کہ آنہوں نے اصحاب کي بزرگیاں اور فضیلتیں اپني کتابوں میں ائمہ کرام کي زبان سے روایت کیں ہر چند از اہل مذہبیکہ روایات مطاعن شخصے کند توقع روایات فضایل آں شخص داشتن بیجاست وہم چنیں بالعکس لیکن جناب حق سبحانہ تعالی اتماماً للحجۃ قلوب مخالفین صحابہ کبار چناں مسخر گردانیدہ کہ باوجود اینکہ بہ ضرورت ترویج عقائد عبداللہ ابن سبا و شیعیانش اخبار مثالب صحابہ را بسیار وضع نمودہ اند چوں دروغگو را حافظہ نمي باشد ہماں مخالفین از غایت نافہمي با عجاز جناب امیرالمومنین باز فضائل اصحاب ثلثہ و اتباع ایشاں را ہم مذکور ساختہ اند وعلماء محدثین ایشاں چنیں احادیث و اخبار را در کتب و مصنفات خود مندرج فرمودہ اند *

پانچویں شہادت

شیخ ابن بابویہ قمی نے کتاب معانی الاخبار میں امام موسی رضا علیہ السلام سے روایت کی ھی
عن الحسن ابن علي قال قال رسول الله صلي الله عليه و آله و سلم ان ابابكر مني بمنزلة السمع وان عمر مني بمنزلة البصر وان عثمان مني بمنزلة الفواد (ترجمہ) امام حسن علیہ السلام روایت کرتے ھیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ ابوبکر بمنزلہ میرے سمع کے ھی اور عمر بمنزلہ بصر کے اور عثمان بمنزلہ دل کے اور جب کہ حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا امام حسن کے قول سے بمنزلہ پیغمبر خدا کے سمع و بصر اور دل کے ھونا ثابت ھوا تو پھر اُن سے محبت نہ رکھنا درحقیقت پیغمبر خدا سے محبت نہ رکھنا ھی اور اُن سے عداوت رکھنا دراصل پیغمبر خدا سے دشمنی رکھنا ھی *

سننے والونکو تعجب ھوگا کہ امام حسن کی روایت سے علماء شیعہ نے کیونکر ایسے حدیث کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا اور انتظار ھوگا کہ اگر اُس کو نقل کیا ھی اور اُس کی صحت کو تسلیم کیا ھی تو اسکا کیا جواب دیا ھی اسلیئے ھم اُس جواب کو بیان کرتے ھیں وہ جواب یہہ ھی کہ اس حدیث کے اُن الفاظ کے بعد جن کو اوپر ھم نے نقل کیا یہہ الفاظ اور بڑھائے ھیں اور اُنھیں کو جواب اس حدیث کا تصور کیا ھی (فلما كان من الغد الخ) * (ترجمہ) امام حسن فرماتے ھیں کہ جب دوسرا دن ھوا تب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ھوا اُس وقت امیرالمومنین علی علیہ السلام اور ابوبکر اور عمر اور عثمان موجود تھے میں نے حضرت سے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار میں نے کل آپ کی زبان سے سنا جو کچھہ آپ نے ان اصحاب کی نسبت فرمایا وہ کیا ھی حضرت نے فرمایا کہ ھاں میں نے کہا ھی بعد اس کے حضرت نے اُن کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہی سمع اور بصر اور دل ھیں اور اس وصی یعنے علی کی محبت سے سوال کیئے جائینگے اور یہہ کہہ کر یہہ آیت پڑھی کہ خدائے عزوجل فرماتا ھی کہ (ان السمع والبصر والفواد كل اولئك كان عنه مسئولا) بعدہ فرمایا کہ قسم ھی مجھہ کو اپنے پروردگار کے عزت کی کہ تمام اُمت میری قیامت کے دن کھڑی کیجاویگی اور اُن سے سوال علی کی محبت سے ھوگا اور یہی مطلب ھی خدا کے اس قول کا کہ (وقفوهم انهم مسئولون) کہ کھڑا کرو انکو ابھی ان سے پوچھنا ھی *

اس حدیث کے ان الفاظ زاید کو ھم چند دلیلوں سے صحیح نہیں جانتے اور اُسکو دوسرے دن کا جمایا ھوا فقرہ سمجھتے ھیں *

پہلی دلیل اس حدیث سے ثابت ھوتا ھی کہ اول روز جب امام حسن نے حضرت سے سنا کہ ابوبکر بمنزلہ سمع کے اور عمر بمنزلہ بصر کے اور عثمان بمنزلہ دل کے ھیں تو اُس روز کچھہ استفسار نہ کیا دوسرے

---

* عن الحسن بن علي قال قال رسول الله ان ابابكر مني بمنزلة السمع و ان عمر مني بمنزلة البصر و ان عثمان مني بمنزلة الفواد فلما كان من الغد دخلت عليه و عنده اميرالمومنين و ابوبكر و عمر و عثمان فقلت له يا ابت سمعتك تقول في اصحابك هولاء قولا فما هو فقال نعم ثم اشار اليهم فقال هم السمع والبصر والفواد وسيسالون عن ولاية وصيي هذا واشار الي علي بن ابيطالب ثم قال ان الله عز و جل يقول ان السمع و البصر و الفواد كل اولئك كان عنه مسئولا ثم قال و عزة ربي ان جميع امتي لموقوفون يوم القيمة و مسئولون عن ولاية علي وذلك قول الله عز و جل وقفوهم انهم مسئولون انتهي *

دن پوچھنے کا کیا سبب هی اگر امام حسن کو پوچھنا هوتا تو اُسي وقت پوچھتے اگر یهه خیال کیا جاے کہ پہلے دن بہ سبب نہ موجود هونے خلفاء موصوفین کے اُنکے خوف سے نہ پوچھا تو دوسرے دن بھي اِسي حدیث سے اُن کا موجود هونا ثابت هوتا هی اگر اُنکا خوف تھا تو گھر میں پوچھتے کہ یا حضرت آج آپ نے اُن کے سامھنے ایسا ایسا فرمایا اِس کي حقیقت کیا هی نہ کہ پھر مجلس میں اُنھیں کے سامھنے استفسار کرتے اِس سے صاف ظاهر هی کہ یهہ فقرہ دوسرے دن کا جمایا هوا هی *

دوسري دلیل اِس حدیث سے معلوم هوتا هی کہ اول روز پیغمبر خدا صلي‌الله علیه‌وسلم نے صرف تشبیه اور تمثیل پر قناعت فرمائي اور حضرات خلفاء ثلثه کو بمنزلہ سمع اور بصر اور فواد کے کهکر سکوت کیا تو یهہ فرمانا یا دل سے تھا یا براہ تقیه یا بطور استهزاء اگر دل سے تھا جیسا کہ هم سمجھتے هیں فنعم‌الوفاق جھگڑا طی هوا اگر براہ تقیه تھا تو اول پیغمبر خدا کي نسبت تقیه کرنا ثابت هوا حالانکه خود حضرات شیعه اُس کے قایل نهیں دوسرے اگر پہلے دن حضرت نے براہ تقیه فرمایا تھا تو دوسرے دن بھي وهي سبب تقیه کا یعنے حاضر هونا اُن خلفاء کا جن کے خوف سے یا جنکے خوش کرنے کو حضرت نے ایسا کچھه فرمایا موجود تھا اگر بطور استهزاء تھا تو پیغمبر صاحب کي نسبت مسخرگي اور ٹھٹھه‌بازي کا اطلاق کرنا هی اور یهہ سواے شیعوں کے دوسرے سے نهیں هو سکتا وہ جو چاهیں پیغمبر صاحب پر تهمت کریں *

تیسري دلیل پیغمبر خدا علیه‌الصلوٰة‌والسلام جو کچھه فرماتے تھے اور جو کچھه کهتے تھے وہ صاف صاف کچھه لگي لپٹي نہ رکھتے تھے اور کسي کو دھوکھه نہ دیتے تھے اور کسي کو شبهه میں نہ ڈالتے تھے پس اگر دوسرے دن کے جمائے هوئے فقرے کو هم صحیح مانیں تو گویا پیغمبر صاحب پر تهمت کریں اِسلیئے کہ اگر دوسرے دن اِمام حسن استفسار نہ کرتے اور پیغمبر صاحب اصل مطلب نہ بتاتے تو لوگ شبهه میں رهتے اور حضرت کے کلام کو صدق اور صفائي پر قیاس کرکے حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذي‌النورین رضي‌الله تعالیٰ عنهم کو بمنزلہ سمع اور بصر اور دل کے سمجھتے جیسا کہ اُن لفظوں سے جو حضرت نے فرمائي معلوم هوتا هی پس کیا کوئي اِیمان رکھنیوالا پیغمبر صاحب پر ایسي تهمت کر سکتا هی اور جس کا کام صاف بیان کر دینے اور لگي لپٹي نہ رکھنے کا هو اُس کي باتوں کي ایسي تاویل کر سکتا هی نعوذ بالله من ذلک *

حقیقت یهہ هی کہ حضرات شیعه نے دین کو مسخرہ اور ٹھٹھه میں ڈال دیا هی اور پیغمبر خدا کے احادیث اور کلام الله کي آیات کو تحریف اور تغیر کرکے بدل دیا هی نہ خدا کے کلام کو کلام مبین جانتے هیں نہ پیغمبر صاحب کي حدیث کو صاف سمجھتے هیں سب میں شک اور شبهه کرتے هیں اور سب کو ذو وجهین اور ذو معنیین جانتے هیں چونکه بناء مذهب تشیع نفاق اور جھوٹھه پر هی اِس لیئے سب کو اپنا هي سا جانکر ایسي تاویلات کرتے هیں ورنہ کون شخص هی کہ پیغمبر صاحب کي نسبت ایسا کهیگا کہ وہ ایک روز کچھه کهتے تھے دوسرے دن اُس کي کچھه تاویل کرتے تھے فرض کرو کہ اگر کسي شخص نے پہلے هي دن کي باتیں سني هوں اور اُس نے پیغمبر صاحب کو هادي اور نبي سمجھکر اُن کے کلام کو حق جانا هو حالانکه بقول شیعوں کے وہ حق نہ تھا اور اُس کا مطلب دوسرا هي تھا جس کو دوسرے دن حضرت نے امام حسن کے پوچھنے پر بتلایا اور وہ شخص دوسرے دن حضور میں حضرت کے حاضر نہ هوا هو اور اُس نے پیغمبر خدا کي زبان سے اُس مجمل فقرے کي شرح نہ سني هو

تو اُس کے دل میں جو یقین اُس کلام کي صحت پر هو گیا هو اور جس کے سبب سے وہ گمراہ هوا هو اِس کا اِلزام کس پر هوگا اُسي سننےوالے بیچارے پر یا معاذ الله معاذ الله حضرت پر *

چوتھي دلیل معلوم نہیں کہ امام حسن کودوسرے دن اِستفسار کي کیا ضرورت تھي شاید حضرات شیعہ یہہ فرماویں کہ امام حسن جانتے تھے کہ وے اصحاب جنکي نسبت حضرت نے ایسي تمثیل و تشبیہ دي هي منافق اور کافر تھے و نعوذ بالله منه اور اُنهیں کي نسبت حضرت نے ایسا کچھہ فرمایا تو اُن کو تعجب هوا اِس لیئے اُس کے رفع کرنیکے لیئے یہہ پوچھا مگر یہہ بات لایق تسلیم کرنے کے نہیں هي اِسلیئے کہ پیغمبر خدا نے اکثر اُن اصحاب کي تعریف کي هی اور اُنکي ثنا اور صفت بیان فرمائي هي کہ جسکو خود ائمہ نے اپني سند سے روایت کیا هی اور جسکو جا بجا هم نے نقل کیا اور نقل کرینگے انشاءالله تعالی تو پھر اُنکي تعریف پر امام حسن کو تعجب هونیکا کوئي موقع نہ تھا هاں اگر کبھي حضرت نے اُن کي تعریف نہ کي هوتي اور کبھي اُن کو امام حسن نے پیغمبر صاحب کي صحبت میں نہ دیکھا هوتا اور پھر اُن کي نسبت ایسا سنتے تو تعجب کرنیکا محل تھا اگر کوئي صاحب یہہ فرماویں کہ امام حسن جانتے تھے کہ وے اصحاب منافق هیں اور اُن کے سامھنے کبھي پیغمبر خدا نے اُنکي تعریف نہیں کي تو اُسکا جواب یہہ هي کہ اِسي حدیث سے ثابت هوتا هي کہ امام حسن کو ایسا شبہہ نہ تھا اور وہ اُن اصحاب کو حضرت کے یارونمیں سے جانتے تھے چنانچہ الفاظ حدیث کے یہہ هیں (یاابت سمعتک تقول في اصحابک) کہ اپنے یاروں اور اصحاب کي نسبت آپ سے میں نے ایسا کچھہ سنا تو اگر اِمام حسن اُن کو اصحاب پیغمبر کا نہ جانتے تو اصحابک نہ فرماتے اور جب اُن کو اصحاب میں جانتے تھے تو پھر کوئي تعجب کرنیکا مقام نہ تھا اِس لیئے کہ قطع نظر حضرات خلفاء ثلثہ کے اَور اصحابوں کي نسبت بھي بہت کچھہ ثنا و صفت حضرت نے کي هی کہ اِس کا خود حضرات شیعہ کو اِقرار هي اور اُن کي کتابیں اِس سے بھري هوئي هیں اور بالفرض اگر اِمام حسن کو شبہہ تھا تو وہ گھر میں اُس کو رفع کرتے اور تنہائي اور خلوت میں پوچھتے پھر اُنهیں اصحاب کے سامھنے پوچھنا اور پیغمبر صاحب کي مجمل بات کو صاف کرانا اور گول گول نہ رهنے دینا موافق اصول شیعوں کے شان امامت کے خلاف تھا *

پانچویں دلیل قطع نظر اَوْر صفات اور تعریف کے جو پیغمبر خدا علیه الصلوٰۃ والسلام نے اُن اصحاب کي اکثر کي هي اپنے سمع و بصر سے بھي تشبیہ دي هي یہہ تشبیہ فقط اِس حدیث پر موقوف نہیں هي بلکہ اَور روایتوں سے بھي اِس کا ثبوت هوتا هي چنانچہ خود علماء شیعہ اِمام حسن عسکري علیه السلام کي تفسیر میں لکھتے هیں کہ پیغمبر خدا نے هجرت کي شب میں ابوبکر صدیق سے کہا کہ جعلک مني بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد و بمنزلة الروح من البدن کہ خدا تجھکو بمنزلہ میرے سمع اور بصر کے اور بجاے سر کے جسم میں اور بمنزلہ روح کے بدن میں گردانیگا پس جب کہ ایک مرتبہ فقط ابوبکر صدیق کي نسبت سمع اور بصر اور سر اور روح کے سب الفاظ پیغمبر صاحب نے فرما دیئے هوں تو پھر کیا تعجب هي کہ دوسرے مرتبہ اُن کي نسبت صرف لفظ سمع کا فرمایا هو اور اُنکے ساتھہ میں حضرت عمر اور عثمان کي بھي تشبیہ بصر اور فواد سے کي هو *

چھٹویں دلیل علماء شیعہ نے ایسي تاویلات سے جیسي کہ اِس حدیث میں کي هیں اکثر احادیث اور

اقوال کو مضحکہ اطفال بنا دیا ہی اور تحریف لفظي و معنوي میں محرفین اہل کتاب کو بھي مات کر دیا ہی چنانچہ بطور نظیر کے اِس مقام پر میں ایک روایت لکھتا ہوں وھوھذہ *

میرن صاحب قبلہ حدیقہ سلطانیہ کے باب سوم میں لکھتے ھیں * کہ اِمام حسن عسکري علیہالسلام سے منقول ہی کہ ایک مرتبہ ایک مخالف سرکش اِمام جعفر صادق علیہالسلام کي مجلس میں آیا اور ایک شیعہ سے پوچھنے لگا کہ تو عشرہ مبشرہ کے یعنے دسوں اصحاب کے حق میں کیا کہتا ہی شیعہ نے جواب دیا کہ میں اُنکے حق میں وہ کلمہ خیر کہتا ہوں کہ جس کے سبب سے خداوند عالم میرے گناہ بخشتا ہی اور میرے درجات بلند کرتا ہی پس اُس ناصبي نے کہا کہ خدا کا شکر ہی کہ مجھے تیرے دشمني سے نجات دي مجھے یہہ گمان تہا کہ تو رافضي ہی اور صحابہ کبار سے دشمني رکھتا ہی تب اُس مرد مومن نے دوسرے بار کہا کہ خبردار ہو کہ جو شخص صحابہ میں سے ایک کو دشمن رکھے اُس پر خدا کي لعنت ہو ناصبي نے کہا شاید تونے کچھہ تاویل کي ہو اِس لیئے بتلا کہ جو شخص عشر مبشرہ کو دشمن رکھے اُسکے حق میں تو کیا کہتا ہی تب مرد مومن نے کہا کہ جو شخص عشرہ صحابہ یعنے دسوں کو دشمن رکھے اُس پر خدا کي اور فرشتوں کي اور تمام خلق کي لعنت ہو پس وہ ناصبي اُٹھا اور اُس نے اُس مومن کے سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ مجھے معاف کر میں تجھکو رافضي جانتا تھا اُس مرد مومن نے کہا کہ میں تجھہ سے کچھہ مواخذہ نہیں کرتا تو میرا بھائي ہی یہہ سنکر وہ ناصبي چلا گیا جب وہ باھر گیا تب اِمام جعفر صادق علیہالسلام نے اُس مرد مومن سے کہا کہ تو نے نہایت محکم کلام کیا خدا تجھکو جزاء خیر دے فرشتے تیرے حسن توریہ سے خوش ہوئے کہ تونے اپنے دین کو بھي خلل سے بچایا اور

* از حضرت امام حسن عسکري علیہالسلام منقولست کہ بعض مخالفین از سرکشان شان بمجلس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام درآمد و بمردے از شیعیان آنحضرت گفت (ما تقول في العشرة من الصحابة) چہ میگوئي در حق عشرہ مبشرہ از صحابہ پیغمبر شیعہ گفت میگویم در حق شان کلمہ خیرے کہ خداوند عالم بسبب آں گناہان مرا فرو میریزد و درجات مرا بلند میفرماید پس آں ناصبي گفت حمد و شکر برائے خدا است کہ مرا از دشمني تو نجات داد من گمان داشتم کہ تو رفض و بغض بصحابۂ کبار داري آں مرد مومن بار دیگر گفت آگاہ باش کہ ھرکسکہ از صحابہ یکے را دشمن دارد پس بر اوست لعنت خدا ناصبي گفت شاید تاویلي کردۂ لکن بگو کسیکہ عشرہ مبشرہ را دشمن دارد در حق او چہ میگوئي مرد مومن گفت ھر کسکہ عشرہ اصحابہ را دشمن دارد بر اوست لعنت خدا و ملائکہ و تمام خلق پس آں ناصبي بر جست و سرش را بوسہ داد و گفت بخش مرا کہ من ترا برفض متہم ساختہ بودم مرد مومن گفت بر تو چیزے نیست من بایں افترا از تو مواخذہ ندارم تو برادر مني آں ناصبي ازانجا برفت پس حضرت صادق علیہالسلام فرمود کہ کلام محکمے گفتي بر خداست جزاي تو ھر آئینہ فرشتگان از حسن توریہ تو خوشنود شدند کہ دین خود را از اختلال نگہداشتي و خود را از دست او برھانیدے زادالله في مخالفینا عمي الي عمي خداوند عالم در دشمنان ما بر نافہمي ایشان نافہمي ھاي دیگر بیفزاید کسانیکہ بمعاریض کلام اطلاع نداشتند عرض کردند کہ ایں مرد چہ کرد درظاھر اُنچہ ناصبي میگفت اینہم باو موافقت مینمود حضرت فرمودند کہ اگر شما نفہمیدید مراد او را بس بدرستیکہ ما فہمیدہایم و حقتعالیٰ قول او را قبول فرمودہ ھرگاہ یکے از دوستان ما در دست دشمنان ما مي افتد خداوند عالم او را بجوابے موفق میسازد کہ دین و آبرویش از دست آں بدبختاں محفوظ میماند مراد آں مرد مومن از قول او من ابغض واحداً من الصحابة آں بود کہ ھر کہ دشمن دارد یکے از عشرہ را کہ آں امیر مومنان علي ابن ابیطالب است بر آں دشمني کنندہ لعنت خدا باد و انچہ بار دگر گفت من ابغض العشرة فعلیہ لعنت الله راست گفتہ چرا کہ ھر کس کہ ھمہ دہ کس را عیب میکند پس علي علیہ السلام را ھم عیب کردہاست پس بایں جہت بلعنت خدا گرفتار میشود *

اپنے آپ کو اُسکے هاتهه سے چهوڑایا خدا همارے مخالفوں کي نابينائي کو اوّر زيادہ بڑهاوے اور اُنکي نافهمي پر نافهمي زيادہ کرے کہ وہ کچهه نهيں سمجهتے جب يهه اِمام نے فرمايا تو جو لوگ ايسي باتوں کو نهيں سمجهتے تهے اُنهوں نے عرض کي کہ يا حضرت اِس مرد مومن نے کيا کها جيسا وہ ناصبي کهتا تها ويسا هي يهه بهي اُس کے هاں ميں هاں ملاتا جاتا تها تب اِمام نے فرمايا کہ تم نهيں سمجهتے ميں اُسکا مطلب سمجهتا هوں مراد اُس مرد مومن کے اِس کهنے سے کہ جو شخص ايک کو دشمن رکهے اصحاب ميں سے اُس پر خدا کي لعنت هو حضرت علي هيں اور مطلب اِس کهنے سے کہ جو شخص دشمن رکهے دسوں کو اُسپر خدا کي لعنت هو يهه هي کہ حضرت علي بهي اُن ميں داخل هيں پس جو شخص دسوں کو دشمن رکهيگا وہ لا محاله حضرت علي کو بهي دشمن رکهيگا اِسليئے اُسپر لعنت هو خدا کي *

اِس روايت کو ديکهکر گو حضرات شيعہ فخر کرتے هوں اور اپنے بزرگوں کي حيله سازيوں پر ناز فرماتے هوں ليکن جو کوئي عاقل سنيگا وہ تعجب هي کريگا اور ايسے دين و مذهب پر کہ جس کي بنا سراسر حيله سازي اور مکاري اور دغابازي پر هي هزار دل سے نفرت کرنگا نهايت تعجب کا مقام هي کہ جن اماموں کا کام هدايت خلق الله هو اور جنکي امامت مثل نبوت کے اصول دين ميں داخل هو اور جن کے اقوال اور افعال اور حرکات و سکنات پر مدار مذهب کا هو جب وے هي ايسے هوں کہ کبهي صاف بات نہ کهيں اور دهوکهه دهي اور حيله سازي کو موجب رضاء الهي کا فرماويں تو پهر اُن کي اُمت کے لوگ کيسے هونگے اور وہ نفاق اور دغابازي کو کيوں اپنا شعار نہ گردانينگے *

هم اِس سے بهي زيادہ دل خوش کن ايک اوّر روايت بيان کرتے هيں اور حضرات شيعہ کي دقيقہ فهمي اور نکتہ سنجي کو ظاهر کرتے هيں اور صاف سيدهي لفظوں سے جو عجيب معنے وے مراد ليتے هيں اُسکا نمونہ دکهلاتے هيں *

چهٹهويں شهادت

اِمام جعفر صادق عليہ السلام نے حضرت ابوبکر صديق اور عمر فاروق رضي الله تعالى عنهما کي نسبت فرمايا هي کہ هما امامان عادلان قاسطان کانا علي الحق وماتا عليہ فعليهما رحمة الله يوم القيمة کہ دونوں اِمام هيں عادل اور اِنصاف کرنيوالے دونوں حق پر تهے اور مرے حق پر اُن دونوں پر هو رحمت خدا کي قيامت کے دن *

اِس حديث سے چند فائدے حاصل هوئے اول حضرت ابوبکر صديق اور حضرت عمر رضي الله تعالى عنهما کا اِمام اور خليفہ برحق هونا اِسليئے کہ اگر اُنکي خلافت حق نهوتي اور وہ غاصب هوتے تو اِمام جعفر صادق کيوں کر اُن کو اِمام کهتے *

دويم اُن کا عادل اور منصف هونا اور اِس سے تمام مطاعن جو شيعوں نے اُن کي نسبت بيان کيئے هيں باطل هوئے اِس ليئے کہ اگر اُن کے عدل اور اِنصاف ميں کچهه بهي فرق هوتا تو اِمام هرگز اُن کو عادل اور منصف نہ فرماتے *

سوم اُن کا حق پر هونا اور حق پر مرتے دم تک قايم رهنا *

چهارم قیامت کے دن مستحق رحمت الهي هونا اور کوئي شخص جو ایمان اور پرهیزگاري میں کامل نهو مستحق رحمت الهي نهیں هو سکتا *

اهل انصاف ذرا انصاف کو دخل دیں اور غور کریں که اس سے زیاده اور فضیلت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضي الله تعالي عنهما کي کیا هوگي جو زبان سے امام جعفر صادق علیه السلام کي ثابت هوئي اور جس سے امامت اور خلافت اور معدلت اور استحقاق رحمت الهي اُن کي نسبت بخوبي ظاهر هوا حضرات شیعه جب همارے محدثین کے بیان کي هوئي کسي حدیث کو شان میں صحابه کبار کے سنتے هیں تو اُسکو غلط اور موضوع اور جهوٹهه کهدیتے هیں اور اُس سے انکار کر جاتے هیں لیکن اب ایسي روایتوں کو کیا کرینگے جس کو اُنهیں کے علماء نے نقل کیا هے اور جو اُنهیں کي کتابوں میں مذکور هیں بجز اسکے که اُن میں تحریف کریں اور کسي قصه کهاني کو ملا کر اُسکے معنے بدلیں چنانچه اس حدیث میں بهي ایسا هي کیا هے اور چند فقرے بڑها کر اس حدیث کي تحریف کي هے که اُسکو هم بیان کرتے هیں *

رساله ادله نقیه در ثبوت تقیه میں جو که مزین بدستخط حضرت سلطان العلماء یعنے سید محمد صاحب مجتهد کے سنه ١٢٨٢ هجري میں لودیانه میں چهپا هے اس حدیث کي نسبت یهه لکها هوا هے که علماء اهل سنت نے نقل حدیث میں خیانت کي هے اور اُن الفاظ کو منتخب کر لیا هے که جو بنظر سرسري موهم مدح شیخین کے هیں حالانکه باطناً وه الفاظ بهي سراپا طعن و تشنیع سے مملو اور مشحون هیں چنانچه خود امام جعفر صادق علیه السلام نے اُسي حدیث میں اُن الفاظ کے معنے به تفصیل و توضیح ارشاد فرمائے هیں اور بعد ایک تقریر پوچ لچر کے اُس رساله میں اصل خیانت کي الفاظ اس طرح پر منقول هیں واضح هو که اصل حدیث یهه هے که بعض مخالفین نے حضرت سے در باره شیخین سوال کیا حضرت نے جواب میں از راه توریه یهه ارشاد فرمایا که هما اما مان الخ فلما انصرف الناس قال له رجل من خاصته یابن رسول الله لقد تعجبت مماقلت في حق ابي بکر و عمر فقال نعم هما اماما اهل النار کما قال الله تعالي و جعلنا منهم ائمة یدعون الي النار و اما العادلان فلعد و لهم عن الحق کقوله تعالي والذین کفروا بربهم یعدلون و اما القاسطان فقد قال الله تعالي و اما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا والمراد من الحق الذي کانا مستولئین علیه هو امیرالمومنین حیث اذیا و غصبا حقه والمراد من موتهما علي الحق انهما ماتا علي عداوته من غیر ندامت عن ذلک والمراد من رحمة الله رسول الله فانه کان رحمة للعالمین و سیکون خصما لهما ساخطا علیهما منتقما عنهما یوم الدین انتهي خلاصه ان کلمات کا یهه هے که جب مجلس مخالفین سے خالي هوئي تو ایک شخص نے خواص اصحاب سے امام معصوم کي خدمت میں عرض کي که میں انّ کلمات سے جو آپ نے حق شیخین میں ارشاد فرمائے بهت مُتعجب هوا حضرت نے ارشاد فرمایا که میں نے ان دونوں کو امام اس سبب سے کها که وه امام اهل نار تهے چنانچه حق تعالي قرآن میں کافروں کو امام اهل نار فرماتا هے (وجعلنا منهم الایه) یعنے کافروں کو هم نے امام اهل نار گردانا هے اور عادل اس وجه سے کها که اُن دونوں

نے عدول کیا تھا حق سے جیسا کہ خداوند عالم کافروں کو انہیں معنوں سے عادل فرماتا ھی (والذین کفروا بربہم یعدلون) مترجم کہتا ھی کہ کتب احادیث اہلسنت میں وارد ھی کہ پیغمبر برحق نے نوشیرواں کو عادل فرمایا حتي کہ سعدي شیرازي نے اُسکو گلستاں میں نظم کیا اور کہا ھی شعر درآوان عدلش بنازم چناں کہ سید بدوران نوشیروا ں پس جب کہ مدح عدل نوشیرواں کافر کو مفید نہیں تو شیخیں کو بھي مفید نہوگي اوریہہ وجہ بھي اُنہیں ۷۰ وجہوں سے ھی اور قاسط اِس وجہ سے کہا کہ قاسط کے معنے ظالم کے ھیں چنانچہ قرآن میں وارد ھی (واماالقاسطون فکانوا لجہنم حطبا) یعنے ظالمین جہنم کي لکڑیاں ھیں پھر اِمام معصوم فرماتے ھیں یہہ جو میں نے کہا کانا علي الحق تو اِس سے مراد یہہ کہ وہ دونوں غالب تھے حق پر اور حق مغلوب تھا اور مراد اُس حق سے کہ جن پر غالب تھے امیرالمومنین ھیں کہ اُن کو اذیت دي اور اُن کے حق کو چھین لیا مترجم کہتا ھی کہ اِس جملہ میں اِمام معصوم نے جار و مجرور کو متعلق گردانا ھی بلفظ مستولئین کہ وہ خبر خاص ھی اور محذوف ھی بقرینہ مقام اور مذہب جمہور نحاۃ کا مانند سیبویہ وغیرہ کے یہہ ھی کہ جب خبر خاص پر کوئي قرینہ دلالت کرے تو حذف اُس کا جایز ھی اور چونکہ اِمام جعفر صادق علیہ السلام باتفاق جمہور اہل اِسلام افصح الفصحا اور از جملہ عرب عربا ھیں پس کلام اُن حضرت کا بجاے خود مستند ہوگا خواہ موافق نحاۃ کے ہو خواہ مخالف چہ جاے آنکہ بسبب پائے جانے قرینے کے کلام اُن حضرت کا مطابق جمہور نحاۃ کے بھي ھی پس اب جاے اعتراض بھي باقي نہ رہے اور وہ قرینہ یہہ ھی کہ علي کے معنے کلام میں استعلا کے ھیں اور استعلا اُن کے محاورہ میں بمعني غلبہ و استیلا بھي آیا ھی چنانچہ ملاحظہ کتب لغت سے معلوم ہوتا ھی کہ عرب کہتے ھیں (علوت الرجل اي غلبتہ) پس معنے کانا علي الحق کے یہہ ہونگے کہ کانا غالبین علي الحق و الحق مغلوبا عنہما اور یہہ جو معصوم نے فرمایا ھی کہ مراد حق سے اِمام بحق جناب امیر ھیں امر حق ھی اور کچھہ بعید نہیں اِس واسطے کہ لفظ حق کا اطلاق خدا و رسول اور اِمام بلکہ موت اور قیامت اور قرآن اور کلمہ اور کلام پر ہوتا ھی کمالا یخفي پس اگر مراد حق سے مولاے برحق ہوں خلاف حق لازم نہیں آتا اور مخفي نہ رہے کہ اِس مقام میں دو وجہیں اور بھي ھیں کہ حمل کلام معصوم کا اُن پر صحیح ھی وجہ اول یہہ ھی کہ علي بہ معني استعلاء ہووے پس معنے کانا علي الحق کے یہہ ہونگے کہ وہ دونوں کہ عین باطل تھے حق پر فوقیت لیگئے اور اُنھوں نے حق کو پست کر دیا جیسا کہ معصوم دعاے صنمي قریش میں اِرشاد فرماتے ھیں پس بنابر طریقہ جمع بین الحدیثین کے ارادہ اِس معنے کا کلام معصوم سے صحیح ہوگا اور یہہ نوع استعلاء مستلزم استیلاء بھي ھی پس اِس وجہ سے بھي مقدر ہونا لفظ مستولئین کا صحیح ہوگا کما فعلہ المعصوم فتامل وجہ دوم یہہ ھی کہ کلام عرب میں علي کو مقام مُخالفت اور مضرت اور عداوت میں بھي اطلاق کرتے ھیں چنانچہ شایع و ذایع ھی کہ بیچ محاورہ عرب کے مقام جواب یا اعتراض میں کہتے ھیں

(هذالنالا علینا) یعنے یهه امر نافع هی واسطے همارے نه مخالف اورمضر همارے اورمشهور هی که جب اثناے راه میں لشکر حر جناب سیدالشهدا سے ملاقي هوا تو حضرت نے حر سے فرمایا (اعلینا املنا) یعنے تو همارے کمک کو آیا هی یا هماري عداوت پر کمر باندهي هی و ایضاً قال الله تعالیٰ لا یکلف الله نفساً الاوسعهالها ماکسبت و علیها ما اکتسبت قال صاحب الکشاف ینفعها ما کسبت من الخیر و یضرها ما اکتسبت من الشر پس بنابر اِس وجه کے یعنے کانا علي الحق کے یهه هونگے که وه دونوں مخالف حق کے اور دشمن حق تهے اور یهي معنے قول آینده میں بهي معصوم نے فرمائے هیں پس اِراده اِس معنے کا کلام اِمام سے اِس مقام میں یهي صحیح هوئیگا فافهم پهر معصوم علیهالسلام اِرشاد فرماتے هیں که یهه جو میں نے کها ماتا علي الحق مراد اُس سے یهه هی که عداوت حق پر مرے یعنے جناب امیر کي عداوت تا دم مرگ اُن کے دلوں میں رهے اور تا دم مرگ نادم نه هوئے اِس مقام میں علیٰ کو به معني عداوت معصوم نے اطلاق فرمایا هی جیسا که هم نے وجه ثاني میں بیان کیا پهر معصوم فرماتے هیں یهه جو میں نے کها (فعلیهما رحمة الله یوم القیمة پس مراد رحمة الله سے رسول خدا هیں که وه اُن دونوں کے دشمن هونگے بروز قیامت اور اُن پر غضبناک هونگے اور اُن سے روز قیامت کو انتقام لیوینگے مترجم کهتا هی که اِس مقام میں بهي علیٰ کو معصوم نے مقام عداوت میں اِرشاد فرمایا هی اور رحمت خدا هونا حضرت رسالت مآب کا مقام شک و ارتیاب نهیں حق تعالیٰ خود فرماتا هی (وماارسلناک الارحمة للعالمین) بهر صورت اهل اِنصاف پر معاني اِن الفاظ کے ظاهر و باهر هوئے که هرگز یهه الفاظ مقام مدح شیخیں میں وارد نهیں هیں بلکه سراپا یهه حدیث رد و قدح شیخیں پر دلالت کرتي هی انتهي بلفظه *

اِس تاویل کي غلطي هم چند دلایل سے ثابت کرتے هیں *

پهلي دلیل اِس رسالے کے مولف نے بتقلید اپنے علما کے جو کچهه واهیات بیان کیا هی اُسکي نقل کرنے سے مجهے شرم آتي هی اگر احادیث کي ایسي هي تاویلیں کي جاویں تو کوئي حدیث کسي کي مدح و ثنا میں باقي نه رهے بالکه هر ملحد اور زندیق آیات قراني کو ایسي تاویل سے موافق اپنے مطلب کے بنا لے کسي هندو کي نقل هی که اُس نے ایک مسلمان سے کها که همارے رام لچهمن کا ذکر تمهاري قران میں بهي هی وه مسلمان حیران هوکر پوچهنے لگا که کس جگهه قران میں اُن کا ذکر هی اُس نے کها که سوره یوسف کے اول میں جو (الر) حروف مقطعات هیں اُن میں (الف) سے مراد الله هی اور (لام) سے مراد لچهمن اور (رے) سے مراد رام هیں وه مسلمان یهه سنکر هنسنے لگا لیکن همارے نزدیک جو تاویل امام جعفر صادق علیهالسلام کے قول کي حضرات شیعه نے کي هی وه اِس هندو کي تاویل سے بهي بد تر هی اِس لیئے که اُس نے تو حروف کے لحاظ سے کچهه جوڑ ملا دیا لیکن شیعوں کے علما نے جو کچهه فرمایا وه تو سراسري جوڑ هي اور هر ایک خارجي اورناصبي اهلبیت علیهالسلام کي شان میں جو احادیث هیں اُن میں بهي ایسي هي تاویلات بیجا کر سکتا هی (فما هو جوابهم فهو جوابنا)*

دوسري دلیل یهه قول جو شان میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضي الله

تعالی عنهما کے کہا گیا وہ امام جعفر صادق کا هی اور امام موصوف تقیہ سے ممنوع تھے اُن کو حکم تھا کہ وہ کسي سے خوف نہ کریں اور بلا خوف و خطر علوم اهلبیت کو منتشر کریں تو اُنھوں نے کس لیئے تقیہ کیا اور کیوں ایک دو ناصبي کے ڈرسے ایسي بڑي تعریف کي اور پھر جب وہ چلے گئے تو اُس کي تاویل کرکے اپنے خواص کو اصل مطلب سمجھایا اور وہ قول جس سے ثابت هوتا هی کہ امام موصوف تقیہ سے ممنوع تھے یہہ هی بحارالانوار میں ملا باقر مجلسي نے اور کافي میں ملا یعقوب کلیني نے لکھا هی کہ جو صحیفہ امام جعفر صادق کا تھا اُس میں اُن کے لیئے یہہ حکم تھا حدث الناس و افتہم ولا تخافن الا الله وانشر علوم اهلبیتک وصدق اباءک الصالحین فانک في حرز وامان کہ تمام مخلوق کو فتویٰ دو اور اُن سے باتیں کرو اور کسي سے سواے خدا کے نہ ڈرو اور اپنے اهلبیت کے علوم کو منتشر کرو اور اپنے اباء صالحین کي تصدیق کرو اِسلیئے کہ تم حرز اور امان میں هو پس باوجود اِس کے کہ جب ایسے اطمینان کا حکم الهي اُن کو هو چکا تھا اور تقیہ کرنے سے وہ منع کر دیئے گئے تھے تو پھر سمجھہ میں نہیں آتا کہ کسکا خوف تھا جس کے سبب سے ایسي تعریف صحابہ کي کرتے تھے اور لوگوں کو دھوکھہ دیتے تھے افسوس هی کہ شیعیان علي نے اپنے اماموں کي محبت کے پیرایہ میں کیسي هجو کي هی اور اُن پر کیا کیا تہمتیں لگائي هیں *

تیسري دلیل اگر کوئي شیعہ کہے کہ جب یہہ عبارت زاید بھي اصل حدیث میں داخل هی تو کیا وجہ هی کہ ایک ٹکڑا اُس کا تسلیم کیا جاوے اور دوسرا ٹکڑا زاید اور غلط ٹھہرایا جاوے اِس لیئے ضرور هی کہ کل عبارت حدیث کي تسلیم کیجاوے اور جو تاویل اُس حدیث کي اِمام نے بیان کي وہ بھي اِمام هي کي طرف سے سمجھي جاوے اُس کا جواب یہہ هی کہ یہہ مسئلہ متفق علیہ هی کہ (اِقرارالعقلاء حجة علي انفسهم دون الادعاء لهم) کہ اِقرار آدمي کا اُس پر حجت هوتا هی پس اِسي قاعدہ سے جس قدر اقرار فضیلت شیخین کا هی وہ اُن پر حجت هی اور جو تاویل کي گئي هی وہ هم پر حجت نہیں اور قطع نظر اِس کے عادت بھي محدثین شیعہ کي یہہ هی کہ وہ عبارت کو حدیث کے کم و بیش کر دیا کرتے هیں اور اپنے مذهب کے موافق بنا لیتے هیں جیسا کہ ملا باقر مجلسي نے حدیث مسئلہ قضا و قدر میں شیخ صدوق کي نسبت بیان کیا هی (انما فعل ذلک لیوافق مذهب اهل العدل) پس جب اُن پر اعتماد اِس امر کا نرها کہ وہ حدیث میں تحریف نہیں کرتے اور کچھہ تغیر و تبدیل کو راہ نہیں دیتے تو پھر کیونکر وہ تاویل جو سراسر پوچ اور خرافات هو صحیح ماني جاوے اور ایسي واهیات کي ائمہ کیطرف کیونکر نسبت دي جاوے حالانکہ ائمہ خود اِس امر کي شکایت کرتے رهے هیں اور اپنے شیعوں پر لعنت ملامت کرتے آئے هیں کہ وے تاویلات غلط اُن کي احادیث میں کر دیتے هیں اور حدیث کے مضمون کو اَور کا اَور بنا دیتے هیں چنانچہ ابو عمر وکشي نے اِمام جعفر صادق علیہ السلام کي ایک حدیث کو اِسي بارہ میں نقل کیا هی و هوهذہ ان الناس اولعوا بالکذب علینا ان الله افترض علیهم لا یرید منهم غیرہ و اني احدث احدهم بالحدیث فلا یخرج من عندي حتي یتاوله علي غیر تاویله ذلک انهم لا یطلبون بحدیثنا و بحبنا ما عندالله و انما یطلبون الدنیا کہ آدمیوں نے بہت زیادتي کي هی هم پر جھوٹھہ لگانے کي میں جو حدیث اُن سے کہتا هوں وہ میرے پاس سے نکلنے نہیں پاتے کہ وهیں اُس کي دوسري تاویل خلاف

کرنے لگتے هیں اور اِس کا سبب یہہ هی که وے میری احادیث سے اُس چیز کے طالب نہیں جو خدا کے پاس هی بلکه صرف دنیا کے طلبگار هیں پس جب که خود اِمام کی تصدیق سے ثابت هوا که اُن کے پاس بیٹھنیوالوں کی یہہ عادت تھی که وهیں بیٹھے بیٹھے اُنکی احادیث کی تاویل غلط کر دیا کرتے تھے تو پھر ایسے لوگوں سے کیا بعید هی که اُنھوں نے ایسی تاویل اِس حدیث کی بھی کی هو *

چوتھی دلیل اُس تاویل پر جو اِس حدیث کے الفاظ کی کی هی اگر غور بحث کریں تو هم کو معلوم هو جاوے که وہ کس قدر مہمل اور غلط اور خلاف محاورہ هی *

اول تاویل لفظ اما مان کی یہہ کی هی که (اما ما اهل النار) تو مضاف الیه کو محذوف کر دیا هی لیکن موافق قاعدہ نحو کے حذف مضاف الیه کا سوائے حالت تنوین یا بناء مضاف یا اضافت ثانیه کے جایز نہیں اگر شک هو تو رضی اُٹھا کر دیکھه لو دوسرے لفظ اِمام جب مطلق چھوڑا گیا تو اُس سے وهی معنے جو اصلی هیں یعنے مدح اور صفت کے مراد لیئے جاوینگے اِسلیئے که لفظ مطلق سے فرد کامل مراد هوتا هی تو کیونکر اُس سے اِمام اهل النار مراد هو سکتے هیں بخلاف آیه (ائمة یدعون الی النار) کے که وهاں یہہ لفظ مقید هی نه مطلق *

دوسری تاویل قاسطون کی بھی غلط هی اِسلیئے که قرآن شریف میں بمقابله مسلمون کے قاسطون وارد هی پس تعین معنی کے واسطے قرینه کا هونا ضرور هی که وہ آیه میں موجود هی اور حدیث میں مفقود بلکه اشارہ طرف آیه کریمه (واقسطوا ان الله یحب المقسطین) کے هی *

تیسرے حق سے مراد نام علی مرتضی کا لینا خلاف عرف عام اور تبادر اذهان اور معنے ظاهری کے هی بغیر پہلے هوئے ذکر مرتضوی کے حق سے اُن کا نام مراد لینا حدیث کو چیستاں ٹھہرانا هی علاوہ اِسکے حرف علی کو به معنے استیلاء بلا دلیل قرار دینا اور استیلاء کو مرادف استعلاء ٹھہرانا زبردستی معنے بنانا اور خرافات بکنا هی اور لغت میں قیاس کو دخل دینا حالانکه قیاس فی اللغة جایز نہیں غور کرنا چاهیئے که زید علی الحق جب بولا جاتا هی تو اُس سے مراد یہہ هوتی هی که وہ حق پر هی یا یہہ مراد هوتی هی که وہ باطل پر *

چوتھی تاویل علیہما رحمة الله یوم القیمة کے جو کی گئی هی اُسکی نسبت کسی نے خوب لطیفه کہا هی که حضرات اِمامیه جب اپنے پیشواؤں کے حق میں رحمة الله علیه کہتے هیں تو هم سمجھتے هیں که علیه سے وهی مخالفت مراد هی اور رحمت الله سے رسول الله مراد هیں یعنے مخالف هی رسول کا استغفرالله که حضرات شیعه احادیث کو ایسی تاویلات بیجا سے مضحکه اطفال بناتے هیں اور ائمه پر ایسی بیجا تاویلات کی تہمت کرکے اپنی عاقبت خراب کرتے هیں *

ساتویں شہادت

نہج البلاغة میں حضرت امیرالمومنین علی مرتضی کی طرف سے شان میں حضرت ابوبکر صدیق کے یہہ عبارت منقول هی لله بلاد فلان لقد قوم الاود و داوی العمد واقام السنة وخلف البدعة ذهب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرها و سبق شرها ادی الی الله طاعته واتقاه بحقه رحل و ترکهم فی طرق متشعبة لا یهدی فیها

الضال ولا يستيقن المهتدي ترجمه خدا انعام کرے فلاں یعني ابوبکر پر جسنے کجي کو سيدھا کيا جسنے امراض نفسانيه کي دوا کي جس نے سنت کو پيغمبر کے قايم کيا اور بدعت کو دور کيا گيا اِس دنيا سے پاک دامن کم عيب خلافت کي خوبي پائي اور اُسکے فساد سے پہلے رحلت کي خدا کي اطاعت کو اچھي طرح ادا کيا اور موافق حق کے پرهيزگاري کو پورا کيا کوچ کيا اِس دنيا سے اور چھوڑ گيا آدميونکو شاخ در شاخ راهوں ميں که نه گمراه هدايت پاتا هي اور نه راه پانيوالا يقين حاصل کر سکتا هي *

ميں حضرت علي کے اِس قول کي نسبت تمام اقوال کو اهل سنت اور شيعه کے نقل کرتا هوں اور جو کچھه دونوں نے اب تک اِس قول کي نسبت لکھا هي اُسکو بيان کرتا هوں اور حضرات شيعه کي خدمت ميں نهايت ادب سے عرض کرتا هوں که اِس بحث کو ذرا دل سے سنيں اور غور سے ديکھيں اور تعصب اور عناد کو چھوڑ کر اِنصاف کريں که اُنکے علما حق پر هيں يا که اهل سنت کے *

ميں اِس قول کي نسبت اول تحفه اثنا عشريه کے مضمون کو لکھتا هوں بعده جو علامه کنتوري نے اُسکا جواب ديا هي اُس کو لکھکر جو ترديد اُسکے جناب خاتم المتکلمين مولانا مولوي حيدر علي صاحب نے کي هي لکھونگا *

خاتم المحدثين تحفه اثنا عشريه ميں بعد نقل کرنے اِس عبارت کے لکھتے هيں که جناب امير کي اِس عبارت ميں جامع نهج البلاغة نے که شريف رضي هيں اپنے حفظ مذهب کے واسطے عجيب تصرف کيا هي يعني لفظ ابوبکر کو حذف کرکے بجاے اُسکے لفظ فلاں لکھه ديا تا که اهل سنت کو موقع اُس پر سند پکڑنے کا نهووے ليکن حضرت امير کي کرامت هي که اوصاف مذکوره صريح اِس پر دلالت کرتي هيں که مراد اُس سے کون هيں اِسي واسطے نهج البلاغة کے شارحين نے فلاں کے لفظ کي تعين ميں اختلاف کيا هي بعضوں نے کها هي که مراد ابوبکر هيں اور بعضوں نے کها که عمر هيں ليکن اکثر شراح نے اول هي کو ترجيح دي هي *

اب اُن جوابات کو سننا چاهيئے جو که علامه شيعه نے اِس قول کي نسبت ديئے هيں *

جواب اول حضرت علي گاه گاه اوصاف اور لياقت شيخين کي اِسليئے بيان کرديا کرتے تھے که لوگ اُنکے معتقد تھے اور اُنکي حسن سيرت اور خوبي انتظام کے قايل تھے بپاس خاطر لوگوں کے اُنکي تعريف کرنا مناسب وقت تھا پس يهه کلمات بھي اُسي قبيل سے هيں ليکن يهه جواب لايق تسليم کرنے کے نهيں هي اِسليئے که کوئي عاقل منصف اِسکو نه مانيگا که ايک معصوم دس جھوٹهه صرف واسطے ايک آسان غرض دنيا کے يعنے دلداري چند شخصوں کے که وه بھي يقيني نه تھي اپني زبان سے کهے اور اُن لوگوں کي تعريف کرے جنهوں نے صريح عصيان خدا اور رسول کا کيا اور دين اسلام کو چھوڑ کر ارتداد پر کمر باندھي اور خدا کي کتاب کي تحريف اور دين محمدي کي تبديل کي حالانکه حديث صحيح ميں وارد هي (اذا مدح الفاسق غضب الرب) که جب فاسق کي تعريف کيجاتي هي خدا غضب ميں آجاتا هي پس جب ايک فاسق کي تعريف سے خداے جلشانه غضب ميں آوے تو ايسے شخص کي تعريف سے جو محرف کتاب الله اور مُبدل دين خدا هو اور جس نے پيغمبر خدا کي وصيتوں کو بھلا ديا هو اور اُسکے وصي کے حقوق کو غصب کيا هو اور اُسکي اولاد کو ستايا هو اور کوئي دقيقه ظلم اور جبر کا خاندان رسول پر نه چھوڑا هو تو ايسے شخص کي تعريف سے معلوم نهيں که خداوند عالم کس قدر غضب

میں آیا ہوگا اور باعث اُسکا کون ہوا ہوگا شیعوں کے دین اور دیانت اور عقل اور فراست سے نہایت ہی بعید ہی کہ ایسے معصوم کي نسبت جیسے کہ امیرالمومنین تھے ایسي معصیت کا اطلاق کرتے ہیں اور یہہ بھي معلوم نہیں ہوتا کہ ایسي تعریف کرنے کي کیا ضرورت تھي کونسا لشکر باغي ہو گیا تھا کہ جس کا راہ راست پر آنا بغیر ایسے جھوٹھہ بولنے اور قسمیں کھانیکے ممکن نہ تھا اگر صرف دلدھي حضرات شیخین کے معتقدین کي منظور تھي تو صرف تعریف اُن کي جس میں ذکر اُن کے انتظام امور خلافت کا ہوتا کافي تھي تا کہ مطلب بھي حاصل ہو جاتا اور بہت جھوٹھہ بھي نہ بولنا پڑتا بلکہ ایسے مضامین جیسے کہ اِس عبارت میں مذکور ہیں معصوم کي زبان سے ادا ہونا اور اُسکو باطل اور غلط سمجھنا اور اُسکو جھوٹھہ اور غلط کہنا در حقیقت اُنکي معصومیت میں داغ لگانا ہی *

اِس جواب کو علامہ کنتوري نے بجواب تحفہ اثنا عشریہ اِس طرح پر رد کیا ہی کہ یہہ دعوي صاحب تحفہ کا محض جھوٹھہ ہی کسي شیعہ نے یہہ توجیہ نہیں کي اور ایسي توجیہات کي شیعوں کو ضرورت بھي نہ تھي اِس لیئے کہ اِن توجیہات کي اُس وقت ضرورت ہوتي جب کہ شیعوں کي کتابوں میں بجاے لفظ فلاں کے لفظ ابوبکر موجود ہوتا اور جب وہ لفظ ہي کتب شیعہ میں موجود نہیں ہی تو اُن کو ایسي توجیہات کي احتیاج کیا ہی وهذا عبارته قوله † عمدهٔ آں توجیہات نزد ایشاں آنست الخ قولنا ‡ ایں ادعا کذب محض است احتیاج ایں توجیہات شیعہ را وقتے مي افتاد کہ در کتب شیعہ بجاي لفظ فلاں لفظ ابوبکر موجود مي بود و چوں لفظ ابوبکر در کتب شیعہ موجود نیست ایشاں را احتیاج ہیچ یک از توجیہات نیست پس انچہ ناصبي بعد تقریر ایں توجیہات از ہزیانات خود سر کردہ از جہت ابتناي آں بر فاسد از قبیل بناء الفاسد علي الفاسد باشد یہہ جواب علامہ کنتوري کا غلط ہی اور جو اُنہوں نے نسبت خاتم المحدثین صاحب تحفہ کے فرمایا کہ ادعا کذب محض است وهي ہم علامہ مجیب کي نسبت کہتے ہیں کہ ایں جواب کذب محض است اور ثبوت اِسکا یہہ ہی کہ خود شیعوں کے علما نے لکھا ہی کہ مراد فلاں سے ابوبکر صدیق ہیں چنانچہ ابن میثم بحراني جو محققین شیعہ سے ہیں شرح نہج البلاغۃ میں فلاں کے لفظ کي شرح میں لکھتے ہیں کہ مراد فلاں سے یا ابوبکر ہیں یا عمر لیکن میرے نزدیک مراد فلاں سے ابوبکر ہي وهذہ عبارته اقول ان ارادته لابي بکر اشبه من ارادته لعمر غرض کہ معلوم نہیں کہ باوجود اِسکے کہ ابن میثم بحراني سا متبحر فاضل جس کے علم اور تقدس پر ملا باقر مجلسي کو ناز ہی فلاں کے لفظ سے مراد ابوبکر لیتا ہی اور باوجود اِسکے جناب علامہ کنتوري اُس سے اِنکار فرماتے ہیں اور صاحب تحفہ کي جناب میں کذب کي نسبت کرتے ہیں شاید علامہ موصوف کي یہہ غرض ہوگي کہ براے نام جواب تحفہ کا تو لکھنا شروع کر دیا ہی اور حقیقت میں کچھہ جواب ایسي روایتوں کا نہیں ہی اِسلیئے اُس سے اِنکار ہي کر دینا مناسب ہی تا کہ عوام کي نظروں میں وقعت پیدا ہووے اور وہ شاہ صاحب کو جھوٹھا جانیں لیکن یہہ نہ سمجھے کہ خدا نے ہر فرعون کے پیچھے ایک موسیٰ کر دیا ہی علماء اہلسنت کب پیچھا چھوڑینگے اور کس طرح دار و گیر سے نجات دینگے اور ابن میثم بحراني کے قول کو دکھلا کر الالعنۃاللہ علي الکاذبین پڑھنے لگینگے *

اور قطع نظر اِسکے کہ لفظ فلاں سے مراد ابوبکر ہیں یا نہیں جو توجیہ شیعونکي جناب صاحب تحفہ

† یعنے صاحب تحفہ

‡ یعنے کنتوري

کو ملاحظه نهیں فرمایا اِسلیئے اُس سے اِنکار کیا یا دیده و دانسته عوام کو دهوکهه دیا اگر کسي کو علامه کنتوري کي جهالت یا دهوکهه دهي دریافت کرنا منظور هو تو وه ابن میثم بحراني کي تحریر کو اُنکي شرح نهج البلاغت میں دیکهے چنانچه بلفظه هم اُس عبارت کو نقل کرتے هیں اور علماء اثنا عشریه کي خدمت میں اُسے تحفه گذرانتے هیں واعلم ان الشیعة قد اوردوا ههنا سوالا فقالوا ان هذه الممادح التي ذکرها علیه السلام في احد هذین الرجلین ینافي ما اجمعنا علیه من تخطیتهما و اخذهما المنصب الخلافت فاما ان یکون هذا الکلام من کلامه علیه السلام اوان یکون اجماعنا خطاءً ثم اجابوا من وجهین احدهما لا نسلم التنافي المذکور فانه جاز ان یکون ذلک المدح منه علیه السلام علي وجه استصلاح من یعتقد صحة خلافة الشیخین و استجلاب قلوبهم بمثل هذا الکلام الثاني انه جاز ان یکون مدحه ذلک لاحدهما في معرض توبیخ عثمان لوقوع الفتنة في خلافته و اضطراب الامر علیه و استیلاء سب مال المسلمین هو و بنوابیه حتي کان ذلک سببا لثوران المسلمین من الامصار و قتلهم له و ینبه علي ذلک قوله وخلف الفتنة و ذهب نقي الثوب قلیل العیب اصاب خیرها وسبق شرها وقوله و ترکهم في طرق متشعبة الي اخره فان مفهوم ذلک یستلزم ان الوالي بعد هذا الموصوف قدالتصف باضداد هذه الصفات والله اعلم انتهي بلفظه یعنے شیعوں نے اِس قول کي نسبت یهه بحث کي هی که یهه تعریف حضرت امیر کي بنسبت ابوبکر یا عمر کے مخالف همارے اجماع کے هی جو بنسبت خاطي هونے اُنکے هی که اُنهوں نے منصب خلافت کو غصب کیا اور جور و ظلم کیا پس دو حال سے خالي نهیں یا تو یهه کلام حضرت امیر علیه السلام کا نهیں هي یا اجماع هم شیعونکا بنسبت خطاء شیخین کي خطا هی اور اِسکا شیعوں نے دو طرح سے جواب دیا هی اول یهه که هم مخالفت کو اِس طرح سے دفع کرتے هیں که جایز هی که یهه تعریفیں حضرت علي کي به نسبت ابوبکر یا عمر کے به نظر اِستماله قلوب اُن آدمیوں کے تهیں جو که حسن سیرت اور صحت خلافت شیخین کے معتقد تهے دوسرے یهه که یهه تعریفیں بنظر توبیخ عثمان کے تهیں که امر خلافت بسبب ظهور فتنوں کے اُن کے زمانے میں ابتر هو گیا اور مسلمانوں نے بلوه کرکے اُن کو قتل کیا اور یهه جواب قرین قیاس هی اِسلیئے که عبارت سے اِس خطبے کے معلوم هوتا هی که جو خلیفه بعد اُس کے جس کي تعریف حضرت علي کرتے هیں ایسا تها که جس میں صفات متذکره کے اضداد جمع تهے *

اِس تحریر سے علامه بحراني کے چند فائدے حاصل هوئے اول یهه کے جو اِنکار علامه کنتوري نے کیا تها که (هیچیک از امامیه ایں توجیه نکرده) اُس کا بطلان ثابت هو گیا اور اُنهیں کے مجتهد اور پیشوا کے اِقرار سے اُن کا جهوٹها هونا ظاهر هوا دوسرے یهه معلوم هوا که اولا بجاے فلاں کے اصل خطبه میں لفظ ابوبکر یا عمر کا تها اور پیچهے اصل لفظ کو بدل کر لفظ فلاں لکهدیا اِس لیئے که کیونکر عقل سلیم قبول کر سکتي هی که حضرت امیر سا فصیح و بلیغ ایسے خطبے میں لفظ مبهم بیان فرماوے اور بجاے نام کے حرف فلاں اِرشاد کرے تیسرے ثابت هوتا هی که اُس وقت تک جب که علامه بحراني نے شرح نهج البلاغت لکهي تمام شیعه لفظ فلاں سے یا حضرت ابوبکر سمجهتے تهے یا حضرت عمر مراد لیتے تهے اِسلیئے که شارح موصوف شیعوں کے قول کو نقل کرکے کهتا هی (فقالوا ان هذا الممادح التي ذکرها علیه السلام في احد هذین الرجلین) که شیعه کهتے هیں که یهه ممدوح دو میں سے ایک هی یا ابوبکر یا عمر رضي الله عنهما

چوتھے اِس تحریر سے تقریر قطب الاقطاب راوندي کي مہمل ہو گئي یعنے اُنھوں نے اپنے بچانے کے لیئے یہہ توجیہ کي کہ مراد فلاں سے وہ شخص ہی جو کہ سامھنے پیغمبر خدا کے مرچکا تھا اِسلیئے کہ اگر اُس تقریر کو اوٗر علماء شیعہ قبول کرلیتے اور اُسکو مہمل جانکر مطروح نہ کر دیتے تو ایسي تاویلات کي حاجت نہوتي جو علامہ بحراني نے شیعوں کي طرف سے بیان کي ہیں *

اگرچہ اِس تحریر سے جو ہم کر چکے سب مطلب حاصل ہو گیا اور علماء شیعہ کي توجیہات کا پوچ اور بیہودہ ہونا ثابت ہو گیا لیکن ہم ذرا اِس امر کي اوٗر تصریح کرتے ہیں کہ لفظ فلاں سے علماء شیعہ کے نزدیک دو ہي شخص مراد ہیں یا حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس اللہ سرہ تحفہ میں فرماتے ہیں (و لہذا شارحین نہج البلاغۃ از امامیہ در تعین فلاں اختلاف کردہ اند بعضے گفتہ اند کہ مراد ابوبکر است و بعضے گفتہ اند عمر است) لیکن علامہ کنتوري نے موافق اپنے عادت کے اِس سے بھي اِنکار فرمایا اور اِسکو بھي شاہ صاحب کا جھوٹھہ تصور کیا چنانچہ جو جواب تحفہ کا اُنھوں نے لکھا ہی اُس میں اِس تحریر کا شاہ صاحب کے اِن لفظوں سے جواب دیا ہی قولہا ان ہذا الا افک مبین ازیں ناصبي باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر است خاتم المتکلمین حضرت مولانا مولوي حیدر علي صاحب قبلہ جن کے نام سے شیعوں کے بدن میں رعشہ اور لرزہ پیدا ہوتا ہی اِسکے جواب میں فرماتے ہیں سبحانک ہذا بہتان عظیم زیرا کہ مراد ازیں شراح امامیہ مثل بحراني ہستند و لیکن چوں ایں بے نصیب کتب مذکورہ راندیدہ میگوید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر است اینک عبارت رئیس الحکماء والمتبحرین کمال الدین مذکور بگوش خود بشنو و خاک مدات برسر خود بریز واز مسند تکلم و تصنیف برخیز حیث قال و عن قطب الدین الراوندي انہ انما اراد الخ † یعنے ملا کمال الدین جو ایک نامي عالم شیعہ کے ہیں وہ شرح نہج البلاغت میں لکھتے ہیں کہ فلاں کے لفظ سے مراد لینے میں اختلاف ہی قطب الدین راوندي جو ایک بڑے عالم شیعہ کے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت امیر کي مراد اِس فلاں سے کوئي دوسرا آدمي ہی جو کہ پیغمبر صاحب کے سامھنے دنیا سے رحلت کر گیا تھا اور ابن ابي الحدید کا قول ہی کہ مراد اُس سے عمر ہیں لیکن میرے نزدیک مراد فلاں سے ابوبکر ہیں فقط اِسکو دیکھکر حضرات شیعہ کو چاھیئے کہ اپنے محدثین اور علما کے جوابات پر خیال کریں کہ باوجود موجود ہونے ایسي روایات کے اُس سے اِنکار کرتے ہیں اور حضرت مولف تحفہ قدس سرہ کو جھٹلاتے ہیں اور عوام کو دھوکھہ دیتے ہیں *

اگرچہ عبارت جناب امیر کي اِظہار فضایل ابوبکر صدیق میں ایسي صریح اور صاف ہی کہ بعد اُس کے سننے کي کسي قسم کا کوئي طعن اُن پر شیعوں کي زبان سے نکل نہیں سکتا لیکن جو فضیلتیں اُن لفظوں سے ثابت ہوتي ہیں اُن کو ذرا تفصیل کے ساتھہ ہم بیان کرتے ہیں پس واضح ہو کہ اِس خطبہ میں جناب امیر نے حضرت ابوبکر صدیق کے دس وصفوں کا بیان کیا اول یہہ کہ خلق کو جو کجي میں گرفتار تھي نکالکر خدا کي راہ پر لائے اور اُن کو راہ راست دکھلائي دوسرے امراض نفسانیہ کا اپنے وعظ و نصیحت سے معالجہ کیا تیسرے پیغمبر خدا کي سنت کو قایم کیا چوتھے ایسا اِنتظام کیا

† بعض اصحابہ في زمن الرسول صلي اللہ علیہ و آلہ وسلم ممن مات قبل وقوع الفتن و انتشارھا و قال ابن ابي الحدید ان ظاھر الاوصاف المذکورۃ في الکلام یدل علي انہ اراد رجلا ولي امر الخلافۃ قبلہ کقولہ قوم الاود و داوي العمد و لم یرد عثمن لوقوعہ في الفتنۃ و سعہا بسببہ ولا ابابکر لقصر مدۃ خلافتہ وبعد عہدہ عن الفتن و کان الاظہر انہ اراد عمر واقول ان ارادتہ لابي بکر اشبہ من ارادتہ لعمر *

که کچهه فتنه و فساد اُنکے زمانے میں نه هوا پانچویں خاشاک ملامت سے پاک دامن گئے چهٹهویں خلافت کي خوبي پائي اور اُسکے شر سے محفوظ رهے ساتویں خدا کي طاعت جیسے که چاهیئے بجا لائے آٹهویں خوف اور تقوی کا حق بخوبي ادا کیا نویں خلق خدا بعد اُن کے تشویش اور حیرت میں پڑ گئے دسویں بعد اُن کے لوگ مختلف هو گئے *

چنانچه اِنهیں اوصاف کي تصریح میں مولانا صاحب تحفه میں فرماتے هیں پس دریں عبارت سراسر بشارت ابوبکر را بدہ وصف عالي موصوف نمودہ لیکن علامه کنتوري اِسکے جواب میں لکهتے هیں ثبت العرش ثم انقش اول ایں معني باثبات باید رسانید که مراد از لفظ فلاں دریں کلام ابوبکر است بعد ازاں بایں اوصاف اثبات فضل ابوبکر باید نمود اِسکي تردید میں مولانا حیدر علي صاحب ازالة الغین میں فرماتے هیں بحمدالله که هم بناے دیوار محکم شد و هم نقش و نگار صورت بست وخود شراح نهج البلاغة ایں اوصاف را که تلک عشرة کامله عبارت ازاں ست بهمیں عدد یاد کردہ اند عبارت بحراني بعد از ترجیح صدیق باید شنید وصفه بامور احدها تقویمه للاود هو کنایة عن تقویمه الخ † اي مسلمانو حضرات شیعه کو دیکهو که کس طرح پر صحابه کي هر فضیلت سے اِنکار کر جاتے هیں اور باوجود اِقرار اپنے بزرگوں کے صاف منکر هو جاتے هیں اور فضیحت اور رسوائي سے بالکل بے خوف هو جاتے هیں اِس علامه کنتوري نے بایں فضیلت جب دیکها که کچهه جواب ایسي روایتوں کا نهیں هي پس به مجبوري اِنکار کرنا شروع کیا اور لا نسلم اور لیس بصحیح کهکر اپنے جواب کو ختم کیا لیکن قطع نظر اِسکے که خود علماء شیعه نے اِقرار کیا هي که مراد فلاں سے حضرت ابوبکر هیں یا حضرت عمر بالفرض اگر وہ اِقرار بهي نه کرتے توبهي لفظ فلاں سے کوئي شخص مراد هوگا یا ما سواے حضرات شیخین کے دوسرا کوئي هو یا اُنهیں میں سے کوئي ایک هو اگر کوئي تیسرا شخص مراد لیا جاوے تو وهي شخص هوگا جو که پیغمبر صاحب کے سامهنے مر چکا تها جیسا که قطب الدین راوندي نے دعوي کیا هي اور جب که یهه صفات ایسے شخص کي نسبت جو پیغمبر صاحب کے سامهنے مرگیا هو ثابت نهیں هو سکتیں تو لامحاله مراد فلاں سے یا ابوبکر صدیق هونگے یا حضرت عمر فاروق تو پهر اِس سے اِنکار کرنا اور بجواب تحفه کے اپنے نامۀ اعمال کي طرح چند ورق سیاہ کرنا بالکل عبث اور لغو تها اِس سے تو

---

† لا عوجاج الخلق عن سبیل الله الي الاستقامة فیها الثاني مداواته للعمد و استعار لفظ العمد للامراض النفسانیه باعتبار استلزامه للاذي کالعمد و وصف المداواة لمعالجة تلک الامراض بالمواعظ البالغه والزواجر القولیه والفعلیه النافعه الثالث اقامة للسنة و لزومها الرابع تخلیفه للفتنه اي موته قبلها و وجه کون ذلک مدحاله هو اعتبار عدم وقوعها بسببه و في زمانه لحسن تدبیره الخامس ذهابه نقي الثوب و استعار لفظ الثوب لعرضه و بقامه به سلامته عن دنس المذام السادس فاعیبوبه السابع اصابته خیرها وسبق شرها والضمیر في الموضعین یشبه ان یرجع الي العهودله مما هو فیه من الخلافة اي اصاب ماقیها من الخیر المطلوب وهو العدل و اقامة دین الله الذي به یکون الثواب الجزیل في الاخرة والشرف الجلیل في الدنیا و سبق شرها اي مات قبل وقوع الفتنه فیها و سنک الدماء لا حلبها الثامن اداؤہ الي الله طاعة التاسع القاہ له بحقه اي اوي حقه خوفا من عقوبته العاشر رحیله الي الاخرہ تار کالناس بعدہ في طرق متشعبة من الخیالات لا یهتدي فیها من ضل عن سبیل الله و لا یستیقن المهتدی في سبیل الله انه علي سبیله لاختلاف طرق الضلال و کثرة المخالف له ایها والو في قوله و ترکهم للحال انتهي بلفظه *

یہي بہتر تھا کہ اِس روایت هي سے اِنکار کر جاتے اور حضرت علي کي طرف منسوب کرنے سے منکر ہو جاتے یا اُس کو تقیہ پر محمول کرکے اپنے جواب میں صرف تقیہ کا عذر پیش کرتے لیکن اِن دو راہوں کو چھوڑ کر علامہ کنتوري کا تیسري راہ پر چلنا سراسر نادانی تھي آخر اُسکا لطف اُٹھایا کہ جس امر سے اِنکار کیا اور جس روایت سے منکر ہوئے اُسي کو ہمنے اُنکي کتابوں اور اُنکے علما کے قول سے ثابت کرکے اُن کو بدنام کیا ای معاشر مسلمین رحمکم الله اکنون کجا ماند دعاوي لا طائله روافض که در مطاعن تقریر کرده هزاران رسایل و کتب را مثل نامهاے اعمال خود در سیاهي و تباهي گرفتند و اِنصاف باید داد که حالیا از عمدهٔ طعنهاے رفضه که در اسفار کلامیه ایشاں مبسوطست چیزے باقیست که بعد شهادت جناب مرتضوي حاجت به رد آن افتد پس برسوء عاقبت ایں قوم بنالهاے جانکاه باید گریست و ریگ بیاباں مذلت بر سرهاے ایشاں باید ریخت *

اگر حضرات شیعہ کو اب بھي سیري نہ ہوئي ہو اور باوجود ایسي روایتوں کے اُن کي خاطر جمع نہ ہوئي ہو تو ہم اُنکے تسکین کے لیئے ابھي بہت سي سندیں اور روایتیں صحابہ کرام کي فضیلت میں موجود رکھتے ہیں اور خود ائمہ کرام کي زبان سے اُس کے ثابت کرنے پر مستعد ہیں جس کو سننا ہو وہ سنے *

آٹھویں شہادت

علي بن عیسي اردبیلي امامي اثنا عشري نے اپني کتاب کشف الغمہ في معرفة الائمہ میں لکھا ہے انه سئل الامام ابو جعفر علیه السلام عن حلیة السیف هل یجوز فقال نعم قد حلي ابوبکر الصدیق سیفه بالفضة فقال الراوي اتقول هکذا فوثب الامام عن مکانه فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل له الصدیق فلا صدق الله قوله في الدنیا والاخرة (ترجمہ) کسي شخص نے اِمام باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ تلوار کے قبضہ کو حلیہ کرنا درست ہے یا نہیں تب اِمام نے جواب دیا کہ ہاں اِس لیئے کہ ابوبکر صدیق کي تلوار کے قبضہ پر بھي حلیہ چاندي کا تھا راوي کہتا ہے کہ اُس نے اِمام سے عرض کي کہ یا حضرت آپ بھي ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں یہہ سنتے ہي اِمام اپنے جگہہ سے اُچھل پڑے اور کہنے لگے کہ ہاں وہ صدیق ہے ہاں وہ صدیق ہے ہاں وہ صدیق ہے جو کوئي اُسکو صدیق نہ کہے خدا اُسکي دنیا و آخرت میں تصدیق نکرے *

اِس روایت سے چند فائدے حاصل ہوتے ہیں پہلا فائدہ زبان سے اِمام علیہ السلام کے حضرت ابوبکر رضي الله تعالیٰ عنہ کا صدیق ہونا اور صدیق ہونے سے اُن کا تمام اُمت سے افضل ہونا لازم آتا ہے اِسلیئے کہ قواعد مقررہ منصوصہ قرآن سے یہہ امر ظاہر ہے کہ بعد پیغمبروں کے مرتبہ صدیق کا ہے اور تمام اُمت سے صدیقین کا درجہ افضل ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا *

دوسرا فائدہ اِمام سے جب سایل نے سوال کیا تو اُس نے صرف ایک مسئلہ کا استفسار کیا اُسکے

جواب میں هاں یا نہیں کہنا کافي تها مگر اِمام نے اُس پر قناعت نه کي بلکه ابوبکر صدیق کے فعل کو سند لیکر جواب دیا اِس سے ثابت هوتا هی که مسایل دیني میں افعال صحابه پر تمسک کرنا چاهیئے اور یهه حصه صرف اهل سنت کو نصیب هوا هی حضرات شیعه اِس سے محروم هیں وے کبهي کسي مسئله میں قول یا فعل صحابه کو سند نہیں جانتے پس در حقیقت اماموں کے تابع اهل سنت هیں نه شیعه *

تیسرا فائده اِمام سے جب سایل نے مسئله پوچها اور اُنهوں نے ابوبکر صدیق کا ذکر بهي کیا تو اُن کو صدیق کہنا ضرور نه تها یهي کافي تها که وه نام ابوبکر صدیق کا لیتے مگر اِمام کو ایسي محبت اُن سے تهي که بغیر صدیق کے اُن کا نام لینا اُن کے دل کو گوارا نہیں هوا اِسلیئے اِس لقب سے اُن کو یاد کیا پس یهه بڑي عمده دلیل محبت ائمه کي ساتهه صحابه کے هی افسوس حضرات شیعه کي سمجهپر که وے ائمه کو دشمن صحابه کا جانتے هیں *

چوتها فائده اِس روایت سے معلوم هوتا هی که اِمام کو سایل کے تعجب پر نہایت غصه آیا اور جب اُسنے پوچها که آپ بهي ابوبکر کو صدیق کہتے هیں تو آپ کو اِس قدر غیظ هوا که اپنے جگهه سے اُچهل پڑے اور تین مرتبه فرمایا نعم‌الصدیق نعم‌الصدیق نعم‌الصدیق اور اِسي پر قناعت نه کي بلکه یهه فرمایا که جو کوئي اُن کو صدیق نه کہے خدا اُسکي دنیا و آخرت میں تصدیق نه کرے پس حضرات شیعه کو چاهیئے که وے ذرا اِنصاف سے اِس روایت کو دیکهیں اور اِمام کي شهادت سے اپنے آپ کو خدا کے نزدیک دنیا و آخرت میں به سبب نه تصدیق کرنے صدیقیت حضرت ابوبکر صدیق رضي‌الله تعالیٰ عنه کے جهوٹها جانیں *

پانچواں فائده اِس روایت سے یهه بهي معلوم هوتا هی که پوچهنیوالا شیعه تها اور صحابه کا دشمن اِسي واسطے اِمام کے صدیق کہنے پر اُسکو تعجب هوا اگر کوئي سني هوتا تو وه تعجب نه کرتا اور جب که سایل کا شیعه هونا ثابت هوا تو پهر موقع تقیه کا بهي نه رها هاں اگر سایل سني یا ناصبي یا خارجي هوتا تو تقیه کي گنجایش تهي *

اب هم حضرات شیعه کے اقوال کو جو اِس روایت کي نسبت هیں بیان کرکے اُنکا رد کرتے هیں *

پهلا قول قاضي نورالله شوستري نے احقاق‌الحق میں اِس روایت سے اِنکار کیا هی اور بهت کچهه زبان درازي فرمائي هی اور صاف لکها هی که اِس روایت کا کچهه پته نشان کشف‌الغمه میں نہیں هی بلکه ایسي روایت کا کشف‌الغمه میں موجود هونا خلاف قیاس هی اِسلیئے که اُس کتاب میں پیغمبر خدا اور ائمه اثنا عشر کا حال لکها هی نه ابوبکر کا تو کیا وجه تهي که مولف اُس کتاب کا ایسي روایت کو لکهتا چنانچه قاضي صاحب کي عبارت کے الفاظ یهه هیں وکذا الحال فیما نقله عن راس التعصب والحیف

من حدیث حلیة السیف لیس ذلک في الکتاب عنه خبر ولا عین ولا اثر وایضاً لا مناسبة لذکر ذلک في هذا الکتاب المقصور علي ذکر النبي صلي‌الله علیه و آله و سلم والائمه الاثنا عشر وذکر اسمائهم و کناهم و اسماء آبائهم و امهاتهم و موالیدهم و وفیاتهم و معجزاتهم کما لا یخفي علي من طالع هذا الکتاب *

پس اِس قول کو دیکهکر کون سا شیعه هوگا جس کو اِس روایت کے نه موجود هونے پر یقین نه

آویگا اور سنیوں کے قول کو کیونکر غلط نہ جانیگا لیکن الحمدللہ کہ کتاب کشف الغمہ اِس ہندوستان میں صدہا جگہہ موجود ہی جس کسي کو شک ہو وہ اُس کو لیکر دیکھے کہ یہہ روایت موجود ہی یا نہیں اور قاضي صاحب کي صداقت کي داد دے لیکن اگر کوئي شخص یہہ خیال کرے کہ شاید پیچھے کرکے کسي سني نے یہہ عبارت ملا دي ہی اور کتاب کشف الغمہ میں اِس روایت کے موجود ہونے سے اُسکو اطمینان نہ ہو تو اُسکے اطمینان کے لیئے ہم مجتہد صاحب کي کتاب کو پیش کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بفضلہ تعالی اِس روایت کے موجود ہونے سے کتاب مذکور میں اِقرارکیا اوریہہ توجیہ فرمائي کہ یہہ روایت مولف کتاب نے ابن جوزي سے جو کہ عالم سنیوں کا ہی نقل کي ہی خیر جو کچھہ ہو اِسکي بحث ہم پیچھے کرینگے بالفعل ہم کو قاضي نوراللہ شوستري صاحب کي تکذیب منظور ہی کہ اُنہوں نے اِس روایت کے موجود ہونے ہي سے اِنکار کیا ہی اور اُس کے واسطے ہم مجتہد صاحب کي کتاب طعن الرماح کي عبارت نقل کرتے ہیں جس میں اُنہوں نے اِس روایت کے موجود ہونے سے اِقرار کیا ہی وہوہذہ قال المجتہد القمقام في طعن الرماح روایت نعم الصدیق را اسناد بکتب شیعیان نمودہ از کتاب کشف الغمہ نقل کردہ چوں اتفاق مراجعت باں کتاب شد مصنف آں کہ مولانا الوزیر علي بن عیسي اردبیلي است از ابن جوزي کہ از مشاہیر علماء اہل سنت است روایت مذکورہ را نقل کردہ *

اِس تحریر سے مثل آفتاب نیمروز کے قاضي نوراللہ شوستري کا جھوتھا ہونا ثابت ہو گیا اور خود مجتہد صاحب کي تحریر سے اُن کے قاضي کا جس کو مولانا اورسیدنا کہکر اپني کتاب میں یاد کیا ہی افترا ظاہر ہو گیا عجب حال ہی علماء شیعہ کا کہ جب کوئي روایت اُن کي کتاب سے سند لاکر پیش کیجاتي ہی تو اول صاف اِنکار کر جاتے ہیں اور ناقل کو جھوتھا اور کاذب بتاتے ہیں اور جب اُس کي صحت اور سند پہنچا دي جاتي ہی تب توجیہات لاطائل کرنے لگتے ہیں چنانچہ اِس روایت کو قاضي نوراللہ شوستري نے خلاف اپنے مذہب کے پایا اُس سے اِنکارکیا لیکن جب وہ روایت اُس کتاب سے ثابت کر دي گئي تب بہ مجبوري مجتہد صاحب نے اُسکي موجودگي کا اِقرار کیا اور ایک دوسري توجیہ لاطایل سے اُسکا باطل کرنا چاہا چنانچہ اب ہم اُس توجیہ کو بھي باطل کرتے ہیں *

مجتہد صاحب کي توجیہ کا سارا خلاصہ یہہ ہي کہ یہہ روایت نعم الصدیق کي اگرچہ کتاب کشف الغمہ میں مذکور ہی لیکن اُس مولف موصوف نے علامہ ابن جوزي سے جو کہ مشاہیر علماء اہل سنت سے ہی نقل کیا ہی اِسلیئے گویا یہہ روایت اہل سنت کي ہی نہ شیعوں کي اِسکا جواب یہہ ہی کہ شاید مجتہد صاحب نے کتاب کشف الغمہ کو از اول تا آخر ملاحظہ نہیں فرمایا ورنہ ایسا اِرشاد نہ فرماتے اِس لیئے کہ مولف کتاب موصوف نے جو کچھہ اِس کتاب میں لکھا ہی اور نقل کیا ہی وہ متفق علیہ فریقین ہي اور علماء شیعہ نے یکے بعد دیگرے اُس کو قبول کیا ہی اور وہ شیعوں کے نزدیک مسلم ہی چنانچہ علامہ معزالدین صدر کتاب امامت میں لکھتے ہیں کہ کتاب کشف الغمہ از تصنیفات وزیر سعید اردبیلي است و آنچہ در کتاب مستطاب مذکور است مقبول طبایع موافق و مخالف است انتہي پس گو کہ صاحب کشف الغمہ نے یہہ روایت ابن جوزي ہي سے نقل کي ہو

لیکن جب که وه التزام اِس امر کا کر چکا هی که جو روایت لکهي جاویگي وه مقبول فریقین هوگي اِس سے ثابت هوتا هی که یهه روایت بهي مقبول فریقین هی اور جب مقبول فریقین هونا ثابت هوا تو اِس روایت سے الزام شیعوں پر دینا درست تهہرا اور اِسکا جواب شیعوں سے لینا واجب هوا صاحب استقصاء الافحام نے جنکي کتاب پر آج کل شیعوں کو بڑا فخر هی نهایت جودت طبع کو دخل دیا هی اور اپني دقیقه فهمي اور نکته سنجي سے اِس کا یهه جواب دیا هی که اِس کلام سے زردستاني کے یهه ثابت هوتا هی که جو کشف الغمه میں مذکور هی اُسکو اهل حق بهي قبول کرتے هیں اور اُسکا اِنکار نهیں کرتے اور یهه امر آخر هی اور هونا روایات کشف الغمه کا اجماعیات اهل حق اور اهل خلاف سے دوسرا امر هی اِسلیئے که قبول کرنا کبهي اِس لیئے هوتا هی که اپنے واسطے حجت پکڑیں نه که اِس لیئے که مخالف اُس سے هم پر حجت کرے علاوه اِس کے کلام زردستاني محمول اصول اور مقاصد کتاب کشف الغمه پر هی که جو مقصود بالذات هی وه مقبول اهل حق هی نه که وه جو مقصود بالذات نهیں هی وه بهي مقبول هی فقط چنانچه اصل عبارت اِستقصاء کي یهه هی (اول) انکه ازیں کلام زردستاني نهایت انچه مستفاد میشود اینست که انچه در کشف الغمه مذکور است انرا اهل حق هم قبول مي سازند و برد و انکار آں نمي پردازند و ایں امر آخر است و بودن روایات کشف الغمه از اجماعیات و اِتفاقیات اهل حق و اهل خلاف که مخاطب مدعي آنست امر آخر زیرا که مفهوم ثاني آنست که اهل حق در روایت ایں روایات شریک اند و از قبول کردن آں روایات ایں معني مستفاد نمي شود چه قبول روایت بایں وجه هم متصور است که اهل خلاف روایت آں کرده باشند و اهل حق قبول آں نموده باشند و قبول گاهے بایں معني است که ایں روایت را صحیح میدانیم و انچه دراں مذکوراست انرا حجت میگیریم و گاهے بایں معني که چوں باں بر بعض مطالب خود احتجاج میکنم پس براي ایں امر قبولش کرده‌ایم نه بایں معني که خصم باں برما احتجاج نماید (دویم) انکه کلام زردستاني محمول بر اصول و مقاصد آں کتاب است یعني انچه دراں کتاب براي احتجاج و استدلال از اهل خلاف نقل فرموده و مقصود بالذات است مقبول اهل حق هم‌است نه اینکه انچه مقصود بالذات نیست و محض استطراد او تبعا نقل شده آنهم مقبول‌است و لیاقت حجیت نزد اهل حق دارد حاشا و کلا *

لیکن صاحب استقصاء کي اِس تحریر کا مطلب معلوم نهیں هوتا اور اِس سے یهه مشکل مسئله حل نهیں هوتا یعنے همارا یهه قول هی که مولف کشف الغمه نے جو روایت لکهي هی خواه وه اپنے یهاں سے لي هو خواه سنیوں سے وه روایت وهي هی جسکو علماء شیعه نے بهي قبول کیا هی اور اِس سے هم یهه نتیجه نکالتے هیں که یهه روایت نعم الصدیق بهي مقبول علماء شیعه هی خواه مولف موصوف نے اپنے کسي عالم کي کتاب سے نقل کي هو خواه ابن جوزي کے کسي نسخه سے لي هو اور اِس سے مجتهد صاحب کي وه توجیه که یهه روایت ابن جوزي سے نقل کي هی باطل هوتي هی اور صاحب استقصاء کي تحریر سے کچهه مطلب حاصل نهیں هوتا حقیقت میں وه بیچاره کیا کرے ایسي بد ماٹ میں پڑ گیا هی

کہ نہ کچھہ کہہ سکتا ہی نہ کچھہ جواب دے سکتا ہی اپنے مجتہدین اور علما کے اضطراب پر حیرت کرکے جہاں تک اُس سے ہوتا ہی اُن کی بات بناتا ہی اور چونکہ جھوتھی بات کو کوئی سواے ایسے ابلہ فریب تقریروں کے سچ کرکے دکھلا نہیں سکتا اِسیواسطے وہ بھی ایسی ہی پوچ باتوں سے اپنا دل خوش کرتا ہی ورنہ نہایت تعجب کی بات ہی کہ ایسی توجیہ لا طایل جو صاحب استقصاء نے کی ہی کسی لڑکے کی زبان سے بھی نہ نکلیگی یعنے اِسکا تو اقرار ہی کرتے جاتے ہیں کہ جو کچھہ کشف الغمہ میں لکھا ہی وہ مقبول فریقین ہی اور جب اِس کو بعض روایات میں اپنے مذہب کے حق میں مضر جانتے ہیں تو اُسکی توجیہ اِس طرح کرتے ہیں کہ مقبولیت سے صرف اُنہیں روایات کی مقبولیت مراد ہی جن سے ہم حجت کریں نہ کہ وہ روایات جنسے مُخالف ہم پر حجت کرے یا قبول سے اُن روایات کی مقبولیت مراد ہی جو کہ مقصود بالذات ہیں نہ وہ روایات جو کہ مقصود بالذات نہیں ہیں اور یہہ خیال نہیں فرماتے کہ ایسی توجیہات پوچ و لچر کو مُخالف کب سنیگا اور وہ ایسی باتوں کو کب مانیگا چنانچہ ہم بوجوہات قوی اِس تحریر کو رد کرتے ہیں *

اول یہہ بات تو خود صاحب استقصاء نے قبول کی کہ انچہ درکشف الغمہ مذکوراست آنرا اہلحق هم قبول میسازند وبرد و اِنکار آں نمي پردازند پس ہم ایسے امر مقبول کردہ صاحب استقصاء کو منظور کرکے کہتے ہیں کہ روایت نعم الصدیق درکشف الغمہ مذکور است وانچہ درکشف الغمہ مذکوراست آنرا اہلحق هم قبول میسازند و برد و اِنکار آں نمي پردازند و قاضي نور الله شوستري آنرا قبول نمي سازند و جناب مجتهد صاحب قبلہ برد و اِنکار آں مي پردازند پس ہردو قاضي و مجتهد از اہلحق هستند و ہرکہ از اہلحق باشد آنرا لازم است کہ ایں روایت را قبول سازد وبرد و اِنکار آں نہ پردازد *

دوسرے صاحب اِستقصاء نے قبول کے دو معنے فرض کیئے ہیں کہ قبول گاهے باینمعني است کہ ایں روایت را صحیح میدانیم وانچہ دراں مذکوراست آنرا حجت میگیریم و گاهے باینمعني کہ چوں بہ آں بر بعض مطالب خود احتجاج میکنیم پس براے ایں امر قبول کردہ ایم نہ بایں معني کہ خصم بہ آں برما احتجاج نماید لیکن اِنہیں معني فرضي پر مقولہ مضمون الشعر في بطن الشاعر صادق ہی اِسلیئے کہ ہم اُوپر بیان کر چکے ہیں کہ اِس کتاب کی روایتوں کی نسبت معزالدین اثنا عشری نے لکھا ہی کہ انچہ در کتاب مستطاب مذکور است مقبول طبایع موافق و مُخالف است اور جب مقبول فریقین ہونا اُسکا ثابت ہوا تو پھر یہہ کہنا کہ ہم نے اِسلیئے قبول کیا ہی کہ ہم حجت پکڑیں نہ کہ اِسلیئے کہ مخالف ہم پر حجت پکڑے محض نادانی ہی اِسکی مثل بعینہ ایسی ہی کہ ایک شخص کسی قبالہ اور دستاویز کی صحت کا اِقرار کرے اور اِس امرکو قبول کرے کہ جو کچھہ اِس میں لکھا ہی خواہ وہ میرا لکھا ہو یا دوسرے فریق کا وہ سب مجھے مقبول اور منظور ہی اور پھر جب کسی عبارت پر اُس دستاویز کے دوسرا فریق گرفت کرے تب وہ قبول کرنیوالا دستاویز کا کہے کہ یہہ عبارت لکھائی ہوئی دوسرے فریق کی ہی میں نے تو اِسلیئے اِسکو قبول کیا تھا کہ اُسپر حجت پکڑونگا نہ کہ اِسلیئے کہ وہ مجھپر حجت پکڑے پس منصف

کیا فیصلہ کریگا یعنے کیا فتویٰ دیگا اور چونکہ صاحب استقصاء بھي منصف ھیں اور آنکے والد ماجد مفتي تھے اسلیئے وہ خود ھي براے خدا اسکا اِنصاف کریں اور اِس امر کو فیصل فرماویں *

تیسرے اگر یہہ امر تسلیم کر لیا جاوے کہ روایت کا قبول کرنا اپنے واسطے حجت لانیکے لیئے ھی نہ کہ دوسرے کي حجت کرنیکے واسطے تو سب جھگڑا ھی طی ھو جاوے کوئي فریق کسي دوسرے پر کسي روایت کي سند نہیں لا سکتا اور یہي جواب دے سکتا ھی جیسا کہ صاحب استقصاء نے دیا ھی

کہ چوں بہ آں بر بعض مطالب خود احتجاج میکنیم پس براے ایں امر قبولش کردہ ایم نہ باینمعني کہ خصم باں برما احتجاج کند *

چوتھے عام قاعدہ ھی کہ جب کسي فریق کي روایت یا خبر کي صحت تسلیم کیجاوے تو آسکي جوابدھي صحت کے تسلیم کرنیوالے پر ایسي ھي ھوتي ھی جیسے کہ اصل روایت کرنیوالے پر چنانچہ قطع نظر معاملات دنیاوے کے ھم دیني سند بیان کرتے ھیں کہ اکثر باتیں توریت و اِنجیل کي ھماري کتابوں میں مذکور ھیں اورھم آن کو قبول اور منظور کرتے ھیں پس جب آن روایتوں کي صحت ھم نے تسلیم کرلي تو آسکي جوابدھي ھمارے ذمہ بھي ویسي ھي ھی جیسے کہ یہود اور عیسائیوں کے ذمہ پس اگر کسي روایت یا خبر کي نسبت جس کو ھم نے تسلیم کر لیا ھی کوئي اِعتراض کرے تو آسکا ھم یہہ جواب دے سکتے ھیں جیسا کہ صاحب استقصاء نے دیا ھی کہ (چوں بہ آں بر بعض مطالب خود احتجاج میکنیم پس براے ایں امر قبولش کردہ ایم نہ باینمعني کہ خصم بہ آں برما احتجاج کند) حقیقت میں ھم ایسا جواب نہیں دے سکتے اور اگر دیں تو کوئي مخالف اِسکو تسلیم نہیں کر سکتا *

پانچویں اگر کسي فریق مخالف کي کوئي روایت ھم نقل کریں اور آسکو قبول کرنے سے کوئي غرض خاص ھووے اور آس میں کوئي امر ایسا ھو جس کو ھم قبول نہ کرتے ھوں ھم کو لازم ھوگا کہ ھم آسکے مطلب کو جو کہ ھمارے مفید ھو لیکر باقي عبارت کو چھوڑدیں یا آسکي نسبت صاف لکھہ دیں کہ اِس روایت کا اِس قدرمضمون ھم کو تسلیم ھی اور باقي سے اِنکار ھی اگر ھم ایسا نہ کریں اور آس روایت کو بلا اِنکار آسکے کسي جزو کے قبول کر لیں تو پھر ھم آس کي قبولیت سے اِنکار نہیں کرسکتے اِسي طرح پر اگر مولف کتاب کشف الغمہ کا اِس روایت کو کسي خاص مطلب کے واسطے قبول کرتا تو آس کو آسکا مطلب ھي کہہ دینا کافي تھا یا اصل روایت لکھکر آس کے جزو نامقبول پر اشارہ کر دینا لازم تھا جب آس نے ایسا نہیں کیا تو اب بعد چندیں سال توجیہ صاحب استقصاء کي کچھہ بکار آمد نہیں ھوتي *

چھٹھویں یہہ قول صاحب استقصاء کا کہ کلام اردستاني محمول بر اصول و مقاصد آں کتاب است نہ اینکہ انچہ مقصود بالذات نیست آنہم مقبول است یہہ فقط قول ھي قول ھی نہ اِسکي کچھہ سند نہ اِس پر کچھہ حجت ھی ایسا دعوي بلا دلیل لایق سماعت کے نہیں ھی اگر مولف موصوف یہہ لکھدیتا کہ جو اصول اور مقاصد اِس کتاب کے ھیں وہ مقبول ھیں نہ وہ جو کہ مقصود بالذات نہیں ھیں وہ بھي مقبول ھیں تو بیشک ھم تسلیم کرتے لیکن جب کہ آسنے یہہ قید نہیں کي اور اپنے کلام کو بنسبت کتاب کے مطلق چھوڑ دیا تو ھم بھي آس سے فرد کامل مراد لینگے یعنے جو کچھہ آس کتاب میں ھی خواہ مقصود بالذات ھو یا نہو وہ سب مقبول ھی *

اي حضرات شیعه تم کو خدا کي قسم هی که ذرا غور کرو اور اِنصاف کو دخل دو که اِس بحث میں تمهارے علماء کس گرداب بلا میں پڑ گئے هیں اور کیسے بیدست و پا هو رهے هیں اور هر چند هاتهه پانوں مارتے هیں مگر مقصود کے کنارے تک پهنچنے نهیں پاتے کوئي تو اِس روایت کے موجود هونے هي سے اِنکار کرتا هی کوئي موجود هونے کا تو اِقرار کرتا هی لیکن اُسکو سنیوں کے علماء سے نقل کرنا بیان کرتا هی کوئي اُسکو قبول هي نهیں کرتا کوئي تبوایت کے معنے گڈهه گڈهکر بیان کرتا هی اور حقیقت میں کوئي اپنا مقصد حاصل نهیں کر سکتا اور مثل الغریق یتشبث بکل حشیش † پر عمل کر رکها هی *

† معنے ڈوبتاهوا آدمي تنکے کو پکڑتا هی

دوسرا قول بعضوں نے اِس روایت سے یهه جواب دیا هی که اگر صحت اِسکي تسلیم کیجاوے تو اِمام کا ابوبکر کي نسبت صدیق کهنا بنظر تخصیص اور تمئیز مخاطب کے هوگا بغیر تصدیق اُسکے مضمون کے جیسا که احقاق الحق میں قاضي نور الله شوستري نے لکها هی اقول ذکر لصدیق لاجل التخصیص والتمئیز للمخاطب من غیر تصدیق بمضمونه لیکن یهه قول باطل هی اِسلیئے که اگر اِمام حضرت ابوبکر رضي الله تعالی عنه کے نام کے بعد اُن کا لقب صدیق کهکر سکوت فرما جاتے تو حضرات شیعه کو اِس تاویل کي گنجایش تهي لیکن یهه تخصیص مخاطب کي بغیر تصدیق اُسکے مضمون کے آینده کے فقرے سے باطل هوتي هی اِسلیئے که جب سائل نے مُتعجبانه سوال کیا که یا حضرت آپ بهي اُن کو صدیق کهتے هیں تو اِمام اپني جگهه سے اُچهل پڑے اور کها که نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق که هاں وه صدیق هیں هاں وه صدیق هیں هاں وه صدیق هیں اور پهر اِسپر بهي قناعت نه کي بلکه یهه بهي فرمایا که (من لم یصدقه فلا صدق الله قوله في الدنیا والاخرة) که جو اُن کو صدیق نه کهے اُسکي خدا دنیا و آخرت میں تصدیق نه کرے اگر ایسے کلمات پر بهي حضرات شیعه یهه فرماویں که اِمام نے صرف مخاطب کے سمجهنے کے لیئے صدیق کها تها اور اُسکے مضمون کو تصدیق نه کیا تها تو یهه اُنهیں کو زیبا هی *

تیسرا قول جب حضرات شیعه نے یهه خیال کیا که یهه تاویل بهي باوجود موجود هونے جمله من لم یصدقه فلا صدق الله قوله في الدنیا والاخرة کے نهیں بنتي تب تیسري تاویل شروع کي که شاید حضرت امام علیه السلام نے ابوبکر صدیق کي نسبت جو کچهه فرمایا هی وه بنظر اِستهزا کے فرمایا هوگا جیسا که احقاق الحق میں لکها هی اوالاستهزاء کما في قوله ذق انک انت العزیز الکریم یعنے امام نے ابوبکر کو صدیق بنظر اِستهزا اور تهٹهه کے فرمایا جیسا که خدا نے دوزخیوں کي نسبت بهي عزیز اور کریم فرمایا هی اور بنظر اِستهزا کے اُن کي شان میں قرآن میں کها هی که چکهو تم بڑے عزیز اور کریم هو مگر یهه قول بهي باطل هی اِسلیئے که الفاظ کو معني حقیقي سے پهیرنے کے لیئے کوئي قرینه چاهیئے ورنه بغیر قرینے کے بلا قیاس الفاظ سے معني حقیقي مراد نه لینا جایز نهیں هی پس آیه کریمه میں وه قرینه موجود هی که اُوپر سے ذکر زقوم اور عذاب دوزخ کا هیٔ اور خطاب بهي دوزخیوں سے هی اور چونکه دوزخي اول آپکو بڑا عزیز اور کریم جانتے تهے اِسلیئے اُن سے خطاب کیا گیا کما قال الله تبارک و تعالی ان شجرة الزقوم طعام الاثیم کالمهل یغلي في البطون کغلي الحمیم خذوه فاعتلوه الي سواء الجحیم ثم صبوا فوق راسه من عذاب الحمیم ذق انک انت العزیز الکریم اور اِس روایت کے کسي مقام سے کوئي ایسا قرینه پایا نهیں جاتا جس سے معلوم هو که امام نے بنظر اِستهزا اور تهٹهے کے یهه فرمایا هو اِسلیئے که اول تو سایل شیعه تها اُسکے سامهنے

اِستهزا کرنیکا کیا موقع تھا دوسرے اُسنے اپني طرف سے کچھہ اِستفسار بنسبت حضرت صدیق کے نه کیا تھا بلکه اُسنے ایک مسئله فقهي پوچھا تھا که آیه حلیه سیف کا جایز هی یا نهیں امام نے اُسکو جایز فرمایا اور اُسکي سند میں حضرت ابوبکر صدیق کا ذکر کیا جب اُس سایل کو تعجب هوا تو اُس کے تعجب دور کرنیکے لیئے حضرت نے کلمه نعم الصدیق مکرر سه کرر زبان مبارک سے اِرشاد فرمایا تو یهه محل اور موقع کسي طرح پر اِستهزا کرنیکا نه تھا اور لوفرضنا که کلمه نعم الصدیق بهي بنظر اِستهزا کے هو لیکن بعد اِس کے جو حضرت نے فرمایا که من لم یصدقه الخ یهه کلمه اِستهزا اور تهٹهه پر کس قرینه سے محمول کیا جاویگا اور اگر بغیر قرینه بلا قیاس کے ایسے کلمات طیبات اِستهزا اور سخریه پر محمول کیئے جاویں تو هر ملحد و زندیق هر آیه اور حدیث کي نسبت ایسا هي کهه سکتا هی فما هو جوابکم فهو جوابنا *

چوتھا قول جب حضرات نے دیکھا که یهه تاویل بهي نهیں بنتي اور امام کي نسبت اِستهزا اور سخریه کے منسوب کرنے سے کام نهیں نکلتا تب اپنے اُس معمولي تاویل سے پناه لي جو سنیوں کے هر حمله کے لیئے سپر بنائي گئي هي اور جو ناصبیوں کے هر حربه کے واسطے ڈھال مقرر کي گئي هی یعني تقیه جیسا که احقاق الحق میں برسبیل تنزل لکھا هی (اوللتقیة عن السایل) اور مجتهد صاحب نے بهي اخیر پر طعن الرماح میں فرمایا هی (و لو نزلنا عن ذلک پس محمول بر تقیه خواهد بود) لیکن اِس تاویل کي بهي گنجایش نهیں هی اِسلیئے که الفاظ عبارت سے معلوم هوتا هی که سایل مومنین اور محبین سے تھا ورنه جب امام نے حضرت ابوبکر کو صدیق کها تو اُسے کچھه تعجب نه هوتا اور وه یهه اِستفسار نه کرتا که آپ بهي ایسا کهتے هیں سایل کا تعجب کرنا اور امام کا غصه هوکر جواب دینا صاف اِس امر پر دلالت کرتا هی که سایل سني نه تھا جس سے ضرورت تقیه کرنیکي هوتي اور اگر سایل سني بهي هوتا تب بهي اِمام کا تقیه کرنا اور سني سے ڈرکر خلفاء جور کي تعریف کرنا خلاف شان امامت کے تھا اِسلیئے که اِمام باقر اور امام جعفر صادق علیهما السلام تقیه سے ممنوع تھے اور اُن کو تقیه کرنا جایز هي نه تھا اور جو صحیفه خدا نے اُن پر بهیجا تھا اُس میں اُن کو علوم کے منتشر کرنے اور مسائل شرعي کو بلا خوف و خطر ظاهر کرنیکي تاکید تهي اُن کو خدا نے مطمئن کر دیا تھا اور اُنکے حق میں (فانک في حرز وامان) فرما دیا تھا پس ایسي حالت میں اِمام کا ایک سني سے ڈر جانا اور اُسکے خوف سے ایک غاصب بلکه کافر کو صدیق کهنا اور باوجود اطمینان خدا کے جان و عزت کا اندیشه کرنا تعجب کا مقام هی *

علاوه بریں اِمام کي حالات پر بهي نظر کرنا اور اُنکے طور و طریقه کو بهي دیکھنا چاهیئے که آیا وه همیشه سنیوں سے ڈر جاتے تھے اور ناصبیوں کے خوف سے جهوٹهي تعریف صحابه کي کیا کرتے تھے یا کبهي اپني امامت کے جلال پر بهي آ جاتے تھے اور اپني شان صدق گوئي کو بهي ظاهر فرماتے تھے اگر یهه ثابت هو که کبهي کسي سني کے مقابلے میں حضرت نے اپنے عقیدے کو ظاهر نهیں کیا اور همیشه هر ایک سني کے روبرو تقیه کو کام فرمایا تو خیر اِس حدیث کي نسبت بهي هم عذر تقیه کو تسلیم کر سکتے هیں اور اگر یهه امر معلوم هو که اِمام نے بڑے بڑے سنیوں کے سامھنے اِظهار حق فرمایا هی اور بلا خوف اُنکے جو کچھه دل میں تھا اُسکو ظاهر کر دیا هی تو پهر کیونکر هم اِس حدیث کي نسبت عذر تقیه کو قبول کریں اب هم امر دویم کو کتب شیعه سے ثابت کرتے هیں ملا باقر مجلسي کتاب حق الیقین میں لکھتے

هیں که درزمان حضرت اِمام محمد باقر و اِمام جعفر صادق علیهما السلام که او آخر زمان بني امیه و اوائل

دولت بني عباس بود ازین دو بزرگوار ان قدر از مسائل حلال و حرام و علم تفسیر و کلام و قصص انبیا و سیر و تواریخ و ملوک عرب و عجم و غیر آنها از غرائب علوم منتشر گردید که عالم را فرا گرفت و محدثان شیعه در اطرف عالم منتشر گردیده و پیوسته در مناظرات و مباحثات علماء بر جمیع فرق غالب بودند و چهار هزار کس از علماء مشهور از حضرت صادق روایت کرده اند و چهار صد اصل درمیان شیعه بهمرسید که اصحاب باقر و صادق کاظم علیهم السلام روایت کرده بودند (الي قوله) و به طریق معتبره منقول ست که قتاده بصري که از مفسرین مشهور عامه ست بخدمت حضرت امام محمد باقر علیه السلام آمد حضرت فرمود توئي فقیه اهل بصره گفت بلے حضرت فرمود واي برتو اي قتاده حق تعالی خلق افریده ست که ایشان را حجتهاے خود گردانیده ست بر خلق خود پس ایشان میخهاے زمین اند و خازنان علم الهي اند پس قتاده مدتے ساکت شد که یاراے سخن گفتن نه داشت پس گفت بخدا سوگند که در پیش فقها و خلفا و بادشاهان و ابن عباس نشسته ام و دل من نزد ایشان مضطرب نه شده چنانچه نزد تو مضطرب شده ست حضرت فرمود میداني که کجائے در پیش خانهٔ نشستهٔ که حق تعالی درشان ایشان فرموده است که (في بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه) قتاده گفت راست گفتي *

پس جب که بڑے بڑے مفسرین اور مشهور فقها اور نامي علما کے مقابلے میں امام تقیه نه کریں اور اُن کو برا بهلا کهیں اور واے بر تو اور مثل اُسکے اور کلمات عتاب کے فرمانے میں کچهه تامل نه فرماویں اور اُنکے شاگرد اور حاضرباش بڑے بڑے مجلسوں میں سنیوں سے مباحثه کریں اور اُن کو هراویں اور هزاروں عالم اور سیکڑوں فقیه اُن سے تعلیم پاویں تو کیونکر هم اِس امر کو مانیں که ایسے زبردست امام جن کے مجلس میں آنے سے بڑے بڑے عالموں کے بدن میں لرزه پڑ جاوے اور صورت دیکهنے سے اُنکا دل کانپنے لگے ایک سني کے سامهنے آنے سے ڈر جاویں اور خلفاء جور کي ایسي بڑي تعریف کرنے لگیں کیا وه سایل جسنے حلیه سیف کا سوال کیا تها قتاده بصري سے بهي بڑهکر تها یا کوئي لشکر اور فوج لیکر امام سے مسئله پوچهنے آیا تها که امام قتاده سے تو نه ڈرے اور اُس پر تو عتاب کیا اور سایل سے ڈرکر ابوبکر کو صدیق صدیق صدیق کهنے لگے همارے نزدیک تو اگر کوئي بادشاه اور امیر بهي آتا تب بهي امام کامهٔ حق کهنے سے درگذر نه فرماتے اور جو کچهه اُنکے دل میں هوتا اُسکے خلاف هرگز کچهه بهي زبان سے نه نکالتے اور یهه صرف همارا خیال هي خیال نهیں هی بلکه اِسکا ثبوت شیعوں کي کتابوں سے هوتا هی چنانچه ملا باقر مجلسي حق الیقین میں لکهتے هیں که در روایت دیگر معتبر وارد شده ست که درسالیکه هشام بن عبدالملک به حج رفته بود در مسجدالحرام دید که مردم نزد حضرت امام محمد باقر هجوم آورده اند و از امور دین خود سوال کنند عکرمه شاگرد ابن عباس از هشام پرسید که کیست اینکه نور علم از جبین اوساطع ست میروم که او را خجل کنم چوں نزدیک حضرت آمد و ایستاد لرزه بر اندام او افتاد و مضطرب شد و گفت یا رسول الله من در مجالس بسیار نزد ابن عباس و دیگران نشسته ام این حالت مرا عارض نه شده حضرت همان جواب را فرمود†

† یعنے جواب جو قتاده کو دیا تها

پس معلوم شد که از معجزات امام و شواهد امامت آنست که حق تعالیٰ محبت ایشاں را در دل دوستاں و مہابت ایشاں را در دلہاے دشمناں مي انگند پس جب که هشام ابن عبدالملک سے ظالم بادشاہ کے موجود ہونے پر امام کا رعب دشمن پر ہو جاوے اور امام کے خوف سے اُن کے بدن پر لرزہ آ جاوے تو تعجب هي که پهر امام ایک سني کے رعب میں آ جاویں اور ایک ادنیٰ آدمي سے ڈر جاویں *

میں ہرچند غور کرتا ہوں اور بہت سوچتا ہوں لیکن حضرات شیعه رحمهم الله کي باتیں میري سمجهه میں نہیں آتیں اور امامت کي حقیقت تو فرشتے اور انبیا بهي نہیں سمجهے وہ تو میں کیا سمجهه سکتا ہوں لیکن اُس کے ظاهري شواهد بهي میرے ذهن میں نہیں آتي که کبهي تو حضرات شیعه اماموں کو ایسا شجاع اور ذي رعب بنادیتے هیں که بادشاہوں اور ظالموں کو بهي مجال گفتگو کي اُنکے سامهنے نه تهي اور عالموں اور فقیہوں کو بهي جرأت بات کرنیکي اُن سے نهوتي تهي سب کو برا بهلا کهتے تهے اور لوگ چپ چاپ سنا کرتے تهے اور سواے درست اور بجا کے امام کے سامهنے کسي کي زبان سے کوئي لفظ نه نکلتا تها اور کبهي حضرات شیعه اماموں کو ایسا خوف زدہ اور جبان ونعوذ بالله منه بنا دیتے هیں که وہ ایک ادنیٰ آدمي سے ڈر جاتے تهے اور اگر اُن کے مجلس میں ایک سني بهي آ جاتا تها تو وہ چپ هو جاتے تهے اور اُسکا ایسا رعب اُن پر چها جاتا تها که ایک بات بهي ایسي که جو اُس سني کے عقیدے کے خلاف هوتي تهي نه فرماتے تهے *

حقیقت میں یهه سب تهمتیں شیعوں کے اماموں پر هیں وہ تو نبي زادے اور رسول کے جان و جگر تهے اُن کي رگ رگ میں اُن کے جد کي عادات اور اخلاق کا اثر تها اُن کي بات بات میں اُنکے نانا کے کلام کا جلوہ ظاهر هوتا تها جس طرح اُن کا ظاهري جمال نمونه پیغمبر صاحب کے حسن کا تها اِسي طرح اُن کا باطني کمال سے کمالات نبوي کا ظهور هوتا تها اُن کا دل اُن کي زبان حضرت پیغمبر خدا علیه التحیه والثنا کے مانند یکساں تهي نفاق اور جهوٹهه اور حیله اور تقیه اُن کے کمالات کے حق میں ایک سخت عیب تها کیونکر خدا ایسے لوگوں کو جو سراسر نور کے پتلے تهے ایسي کثافتوں سے پاک نرکهتا اور کس لیئے اُن پاک اِماموں کو جو سراپا طهارت کي صورت تهے ایسي نجاستوں سے دور نه رکهتا اى حضرات شیعه جن کي شان میں آیه تطهیر نازل هوئي هو جنکي پاکي پر پاکي نے قسم کهائي هو جنکي صداقت پر صدق کو ناز هو جن کي صورت اور سیرت پیغمبر کیسي هو جن کے گهوارہ جنباني جبرئیل امین کے تعلق هو جنکي زیارت کو ملائکه عرش برس آتے هوں جنکے قول وفعل پر دین و مذهب کا مدار هو اُنهیں پر تم ایسي تهمتیں کرو اور خوف اور جهوٹهه اور حیله کو اُن پاک اِماموں کي طرف نسبت کرو اي بهائیو کیا محبت کے یهي معنے هیں جو تم رکهتے هو اگر امامت کي یهي شان هي تو مسلمانوں کا کیا ذکر هي گبر وترسا بهي نفرت کرینگے اور ایسي باتوں کو بهي سنکر سب الاماں الاماں پکارینگے اگر تم کو یهه شبهه هو که همارے علما اور محدثین نے ایسي روایتوں کو لکها هي اور ایک گروہ نے فقها کے اُسکو نقل کیا هي تو یهه شبهه ذرا سي غور سے رفع هو سکتا هي یعنے تم اُن لوگوں کي حالات پر غور کرو جو راوي تمهارے یهاں کي روایتوں کے هیں اور مدار تمهارے مذهب کے احادیث کا هي که وہ سب کے سب جهوٹهے تهے اور اِمام اُن پر لعنت کیا کرتے تهے که اِس کو هم تمهاري هي کتابوں سے اپنے موقع

پر آینده ثابت کرینگے تب تم کو معلوم هوگا که امام کا ظاهر باطن ایک تها جو اُنکے دل میں هوتا تها وهي زبان سے ارشاد فرماتے تهے اگر تم همارے کهنے کو غلط سمجهو تو اپنے هي علما کے اقوال پر نظر کرو که اُنهوں نے بهي ائمهٔ کرام کي طرف سے ایسا هي لکها هی اور خود ائمه کي حدیث کو لکهکر اِس بات کو صاف کر دیا هی چنانچه محدثین شیعه امام جعفر صادق علیه السلام کي حدیث میں لکهتے هیں که امام علیه السلام نے فرمایا هی لاتذکروا سرنا بخلاف علا نیتنا ولا علا نیتنا بخلاف سرنا حسبکم ان تقولوا ما تقول وتصمتوا عما نصمت الخ که همارا ظاهر و باطن ایک هی همارے باطن کو برخلاف همارے ظاهر کے هرگز نه کهو اور نه همارے ظاهر کو مخالف باطن کے کهو یهي تمهارے واسطے کافي هی که جو هم کهتے هیں وهي تم بهي کهو اور جس سے هم چپ رهتے هیں اُس سے تم بهي خاموش رهو پس ای حضرات شیعه اگر حقیقت میں تم امام کے حکم پر عمل کرتے هو اور اُن کے کهنے پر چلتے هو تو اُنکے قول کو سنو اور اُسپر عمل کرو جیسا اُنهوں نے حضرت ابوبکر کو صدیق کها ویسا هي تم بهي چپ چاپ اُنکو صدیق صدیق کهو اور سواے اِسکے وه بات جس سے امام نے سکوت فرمایا تم بهي اُس سے خاموش رهو *

پانچواں قول بعض حضرات شیعه یهه فرماتے هیں که امام علیه السلام ابوبکر کو کس طرح صدیق کهتے اِس لیئے که یهه لقب خاص جناب امیر علیه السلام کا هی که خود حضرت امیر نے فرمایا هی انا الصدیق الاکبر لایقول بعدي الاکذاب که میں صدیق اکبر هوں جو کوئي بعد میرے اِس لقب کو اپني نسبت کهیگا وه جهوٹها هی لیکن یهه فرمانا بهي حضرات کا اُنکے لیئے چند دلیلوں سے مفید نهیں *

پهلي دلیل حضرت امیر کے اِس قول سے خود اُن کا جواب ظاهر هی اِس لیئے که حضرت نے یهه فرمایا که بعد میرے کوئي شخص صدیق نه هوگا اور جو کوئي اُسکا دعوی کرے وه جهوٹها هی اور یهه فرمانا دلالت اِس پر کرتا هی که حضرت امیر کے پهلے کوئي صدیق گذرا هی اور وه کون هی حضرت ابوبکر صدیق هیں رضي الله تعالی عنه *

دوسري دلیل اگر کوئي شیعه یهه کهے که سواے حضرت علي کے اُن سے پهلے بهي کوئي صدیق نهیں هوا تو اِسکا جواب هم اُنهیں کي کتابوں سے دے سکتے هیں وه یهه هی که عیون اخبار الرضا وغیره کتب حدیث میں اُنکے موجود هی که (ابوذر صدیق هذه الامة) پس جب ابوذر کي نسبت لفظ صدیق کا مذکور هی تو تخصیص مرتضوي باقي نرهي *

تیسري دلیل یهه امر قابل دیکهنے کے هی که آیا حضرت ابوبکر رضي الله تعالی عنه حضرت علي سے پهلے به لقب صدیق کے بین الصحابه مشهور تهے یا نهیں اور لوگ حضرت امیر کے سامهنے بلکه پیغمبر خدا کے رو برو اُن کو صدیق کهتے تهے یا نهیں چنانچه بلفظه اِسکا ثبوت خود شیعوں کي کتابوں سے هوتا هی چنانچه ایک عالم شیعي منهج المقال میں فضیل سے روایت کرتا هی که قال سمعت اباداود یقول حدثني بریدة الاسلمي قال سمعت رسول الله صلي الله علیه و آله وسلم یقول ان الجنة مشتاق الي ثلثة فجاء ابوبکر فقیل له یا ابابکر انت الصدیق وانت ثاني اثنین اذ هما في الغار فلو سالت رسول الله من هولاء الثلثة که بریده اسلمي روایت کرتے هیں که میں نے پیغمبر خدا صلي الله علیه و آله و سلم سے سنا که حضرت نے فرمایا که جنت تین آدمیوں کي مشتاق هی که اِس میں ابوبکر آئے لوگوں نے اُن سے کها که اي ابوبکر تم صدیق هو اور تم

ثاني اثنين اذ هما في الغار ہو تم پوچھو حضرت سے کہ وہ تین کون ہیں فقط پس یہہ روایت اِس امر کي ثبوت کے لیئے کافي ہے کہ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے زمانے میں سب اصحاب حضرت ابوبکر رضي اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق جانتے تھے اور اِسي خطاب سے اُنکو یاد کیا کرتے تھے گویا صدیق اور ثاني اثنین اذ هما في الغار اُنکا خطاب اور لقب ہو گیا تھا *

اگر کسي شیعہ کو اِن روایات سے بھي سیري نہووے اور وہ اِس روایت کي تائید امام کے دوسرے قول سے چاہیں اور یہہ پوچھیں کہ سواے اِس روایت نعم الصدیق کے اور بھي کبھي کسي امام نے ابوبکر کو صدیق کہا ہے تو اُسکا بھي ہم ثبوت دے سکتے ہیں اور جب تک کہ اچھي طرح پر حضرات شیعہ کو اطمینان نہو جاوے ہم اُن کي تسکین اور تسلي کے واسطے روایت اُنہیں کي کتابوں سے لانے سے باز نہیں رہتے چنانچہ ہم اِسکا ثبوت دیتے ہیں کہ اِسي کتاب کشف الغمہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کي ایک دوسري حدیث موجود ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق کے نام کے ساتھہ امام نے صدیق کا لفظ فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے کہ امام فرماتے ہیں (ولدني ابوبکر الصدیق مرتین) اور طرفہ یہہ ہے کہ قاضي نوراللہ شوستري نے اگرچہ پہلي حدیث کے موجود ہونے سے کشف الغمہ میں اِنکار کیا تھا لیکن اِس حدیث کے موجود ہونے پر سکوت ہي فرمایا اور کچھہ زبان مبارک سے نہ نکالا اور حقیقت میں کہانتک تکذیب کرتے اور آفتاب پر کہانتک خاک ڈالتے آخر اِنکار کرتے کرتے تھک گئے اور سکوت اختیار کیا *

اگر اِس روایت کے بعد بھي کچھہ تشنگي باقي رہے تو حضرات شیعہ کو لازم ہے کہ خود جناب امیر علیہ السلام کے اقوال پر نظر کریں اور اُنکي زبان سے حضرت ابوبکر کي نسبت خطاب صدیق کا سنیں احتجاج طبرسي میں علامہ طبرسي جو کہ معتمدین علماء شیعہ سے ہیں لکھتے ہیں کہ حضرت امیر فرماتے ہیں کہ کنا معہ اي مع النبي صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علي جبل حراء اذ تحرک الجبل فقال لہ قر فانہ لیس علیک الا نبي و صدیق و شہید کہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتھہ جبل حراء پر تھے کہ یکایک پہاڑ نے حرکت کي تب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ قرار پکڑ کوئي نہیں ہے تجھپر سواے نبي اور صدیق اور شہید کے اور دیکھنے کتب شیعہ سے ظاہر ہے کہ اُس وقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھہ ابوبکر صدیق اور علي مرتضیٰ تھے پس حضرت نے اپني ذات کے لیئے نبي اور حضرت ابوبکر کي نسبت صدیق اور حضرت علي کے حق میں شہید فرمایا اگر کوئي متعصب شیعہ کہے کہ امام کے اقوال سے اگرچہ حضرت ابوبکر کي نسبت لفظ صدیق کا معلوم ہوتا ہے لیکن اُس میں خیالات استہزاء اور تقیہ وغیرہ کے ہیں اِس لیئے اُن سے خاطر خواہ اطمینان نہیں ہوتا اگر خدا کي کتاب سے اُن کي نسبت اِس خطاب کا ہونا ثابت کر دیا جاے تو پھر کچھہ شبہہ نہ رہے چنانچہ ہم ایسے متعصب سخت کي بھي خاطر شکني گوارا نہیں کرتے اور اُس کے (لیطمئن قلبي) کے کہنے پر اِسکا ثبوت خدا کي کتاب سے بہ تصدیق مفسرین شیعہ کے پیش کرتے ہیں واضح ہو کہ تفسیر مجمع البیان طبرسي میں جو نہایت معتبرین تفسیر شیعہ سے لکھا ہے کہ قال اللہ تبارک و تعالیٰ والذي جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون کہ جو شخص آیا ساتھہ صدق کے اور جس نے تصدیق کي اُس کي وے ہي متقي ہیں اِس کي تفسیر میں علامہ موصوف لکھتا ہے کہ قیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ و صدق ابوبکر عن ابي العالیہ والکلیني کہ جو شخص آیا ساتھہ صدق

کے اُس سے مراد رسول خدا ھیں اور جس نے تصدیق کي اُن کي اُس سے مراد ابوبکر ھیں فقط اور جس نے پیغمبر خدا کي سچے دل سے سب سے زیادہ تصدیق کي ھو اُسي کا لقب صدیق ھی پس بفضلہ تعالیٰ خدا کي کتاب سے بھي ابوبکر صدیق کا صدیق ھونا ثابت ھو گیا والحمدللہ علي ذلک *

اب بھي اگر حضرات شیعہ ابوبکر صدیق رضي‌اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق نہ جانیں اور باوجود موجود ھونے ثبوت اُنکے صدیقیت کے خدا کي کتاب اور رسول کے کلام اور اِمام کے اقوال سے اُن کي صدیقیت کي تصدیق نہ کریں اور خدا کي کتاب اور رسول اور ائمہ کے اقوال سے روگرداني کریں تو اب سواے اِسکے کہ ھم بھي اُن کي نسبت وھي کہیں جو اِمام نے فرمایا ھی کیا چارہ ھی اِس لیئے ھم اول تو نہایت منت اور عاجزي سے حضرات شیعہ کي خدمت میں عرض کرتے ھیں کہ اي بھائیو ابوبکر صدیق کو صدیق سمجھو اُن کو پیغمبر صاحب کا دوست اور ثاني اثنین اذ ھما في‌الغار جانو اور جس لقب سے اُنکو ائمہ کرام علیہم‌السلام نے یاد کیا ھی اُسي لقب سے تم بھي یاد کرو اگر اِسپر بھي وہ کچھہ نہ سنیں اور اُن کو صدیق نہ کہیں تو ھم پھر اِمام کے وعید کو اُنھیں سنائے دیتے ھیں اور اُن کو رسوائي دنیا و آخرت سے ڈرائے دیتے ھیں کہ ھزار برس پہلے سے اِمام فرما چکے ھیں کہ (من‌لم یصدقہ فلا صدق اللہ قولہ في‌الدنیا والاخرۃ) *

نویں شہادت

بیان حضرت عمر کے نکاح کا ساتھہ جناب ام کلثوم کے

یہہ بات ازروے کتب معتبرہ شیعہ اور اھل سنت کے ثابت ھی کہ حضرت عمر کا نکاح ساتھہ حضرت ام کلثوم کے ھوا جو کہ خاص بیٹي حضرت فاطمہ علیہاالسلام کي تھیں اِس امر کے ثبوت سے چند فائدے ظاھر ھوتے ھیں *

اول اِس نکاح سے یہہ امر ظاھر ھوتا ھی کہ باھم حضرت علي اور حضرت عمر فاروق کے کچھہ عداوت نہ تھي بلکہ نہایت ھي دوستي تھي اگر دوستي نہ ھوتي تو حضرت علي اپني بیٹي کا وہ بھي وہ بیٹي جو کہ خاص حضرت فاطمہ کے بطن سے تھیں نکاح حضرت عمر کے ساتھہ نکرتے اور دشمن کو اپنے خاندان میں نہ لیتے *

دوسرے اِس سے یہہ بھي ثابت ھوتا ھی کہ حضرت عمر کافر یا منافق یا مرتد نہ تھے ورنہ حضرت علي مرتضیٰ شیر خدا غالب علیٰ کل غالب مطلوب کل طالب مظہرالعجائب والغرائب اپني ایسي پیاري بیٹي کا نکاح اُنکے ساتھہ نہ کرتے اور اگر اُن کے اِیمان اور عبادت اور زھد اور پرھیزگاري پر اطمینان کامل حضرت امیر کو نہ ھوتا تو وہ کبھي اُنکو اپنا داماد نہ بناتے *

تیسرے اِس سے یہہ بھي معلوم ھوتا ھی کہ حضرت عمر نے کبھي کسي قسم کا رنج اور صدمہ جناب امیر کو یا حضرت فاطمہ علیہاالسلام کو نہیں دیا اور کبھي کسي قسم کي دشمني یا عداوت اُنکے ساتھہ نہیں رکھي ورنہ ممکن نہ تھا کہ حضرت امیر ایسے شخص کے ساتھہ جسنے اُن کو یا حضرت فاطمہ کو رنج دیا ھوتا اِس نکاح کا ھونا جایز رکھتے *

بهر حال یهه امر اخلاص اور اتحاد اور محبت پر باهم جناب امیر اور حضرت عمر کے ایسا شاهد عادل هی که کسي طرح پر بعد ثبوت اِس امر کے شیعوں کي زبان پر عداوت کا نام نهیں آ سکتا اور باوجود هزار سعي باطل کے کوئي عذر و حیله اُن کا اِس معاملے میں پیش نهیں جاتا کسي معاملے میں ایسے دق اور زچ نهیں هوئے جیسے که اِس معامله میں هوئے هیں حقیقت میں یهه بحث لایق غور سے دیکھنے کے هی که حضرات شیعه نے عبدالله ابن سبا کے زمانے سے لیکر جناب قبله و کعبه کے وقت تک اِس معامله میں کیا کیا رنگ بدلے هیں اور کیسي کیسي توجیهات لا طایل کي هیں کسي نے اِس نکاح کے هونے هي سے اِنکار کیا هی کوئي امکلثوم کے بنت مرتضوي هونے هي کا منکر هوا هی کسي نے نکاح پر غصب کا اطلاق فرمایا هی کوئي بعد نکاح کے همبستر هونے سے ساتهه حضرت عمر کے منکر هوا هی کوئي کهتا هی که جنیه به شکل حضرت امکلثوم کے حضرت عمر کے پاس آتي تهي اور وه همخواب هوتي تهي کسي نے اِسکو جناب امیر کے اعلیٰ درجه کے صبر کا نتیجه کها هی کسي نے اِسکو تقیه پر ٹالا هی بهر حال هر شخص کا جدا ترانه اور هر متنفس کا نیا فسانه هی جس کے سننے سے فقط ایک همیں محو حیرت نهیں هیں بلکه اُنکي نغمه سرائي اور ترانه سنجي کو سن سنکر ایک عالم اپنے قابو سے نکلا جاتا هی اور وجد میں آ آ کر مرحبا اور احسنت پڑهتا هی شعر

اک هم هي تیري چالسے پستے نهیں صنم — پامال کبک بهي تو هوئے کوهسار میں

اب میں علماء شیعه کے اقوال مختلفه کو بیان کرتا هوں *

پهلا قول بعض متعصب شیعوں نے اِس نکاح کے هونے هي سے اِنکار کیا هی اور اِس روایت کو بے اصل محض کهکر اپنا دامن چهوڑایا هی جیسا که مجتهد صاحب قبله و کعبه اپنے ایک رساله میں لکهتے هیں و انتساب تزویج حضرت ام کلثوم بابن الخطاب به ثبوت نه رسیده و مثل سید مرتضیٰ که قریب العهد از زمان ائمه معصومین بود و غیر ایشاں اِنکار بلیغ ازاں نموده‌اند لیکن یهه دعویٰ مجتهد صاحب کا چند دلایل سے غلط معلوم هوتا هی *

پهلي دلیل جناب قبله وکعبه کا یهه اِرشاد فرمانا که جناب سید مرتضیٰ نے جو که ائمه کے زمانے سے قریب تهے نکاح کے هونے سے اِنکار کیا هی صحیح نهیں هی اِسلیئے که سید مرتضیٰ دو هیں ایک ابوالقاسم ثمانیني برادر رضي دوسرا سید مرتضیٰ رازي صاحب تبصرة العوام پهلے سید صاحب تو قدماي متکلمین اور فقهاء شیعه سے هیں اور موافق تحریر شهید ثالث کے جو مجالس المومنین میں کي هی سنه ۳۵۵ هجري میں پیدا هوئے اور دوسرے میر صاحب اُن سے بهت پیچهے هوئے هیں بس وه سید مرتضیٰ جن کي نسبت مجتهد صاحب فرماتے هیں که (قریب العهد از زمان ائمه معصومین بود) منکر روایت نکاح نهیں هیں اور اُن کي تالیفات مثل شافي اور تنزیه الانبیاء والائمه اِس پر شاهد هیں معلوم نهیں که اُنکي طرف اِنکار روایت نکاح کو مجتهد صاحب نے کیونکر منسوب فرمایا اور اگر دوسرے سید مرتضیٰ مراد هیں اور شاید اُنهوں نے اِنکار کیا هو تو اُنکي نسبت مضمون اِس فقره کا که (قریب العهد از زمان معصومین بود) صحیح نهیں هوتا *

اب هم اُن سید مرتضیٰ کي تالیفات کو جو که زمانه معصومین کے قریب تهے مجتهد صاحب کے

قول کي تکذیب کے لیئے پیش کرتے هیں واضح هو که سید صاحب موصوف نے دو کتابوں میں اسکا ذکر کیا هی ایک کتاب شافي میں مفصلا دوسرے تنزیه الانبیاء والائمه میں مجملا چنانچه هم نزهه اثنا عشریه سے جو جواب تحفه کا هی اُنکے قول کو نقل کرتے هیں سید مرتضیٰ علم الهدیٰ در کتاب تنزیه الانبیاء میفرماید فاما انکاحه فقد ذکرنا في کتاب الشافي الجواب عن هذا الباب مشروحاً و بینا انه علیه السلام ما اجاب عمر الي نکاح ابنته إلا بعد توعد و تهدد و مراجعة و منازعة و کلام طویل ماثور اشفق معه من سوء الحال و ظهور مالا یزال یخفیه الخ یعنے نکاح عمر کا ساتهه ام کلثوم کے جس کو اهل سنت عمر کي فضیلت میں شمار کرتے هیں جواب همنے اپني کتاب شافي میں بتفصیل دیا هی اور وهاں هم نے بیان کیا هی که حضرت امیر نے عقد اپني بیٹي کا عمر کے ساتهه به طیب خاطر قبول نہیں فرمایا بلکه یهه عقد بعد اِسکے هوا هی که عمر نے بار بار حضرت امیر سے درخواست کي اور نوبت منازعت اور تخویف و تهدید کي پہنچي جب حضرت امیر نے دیکها که کار دین و ملت فاش هوتا هی اور دامن تقیه هاتهه سے نکلا جاتا هی اور حضرت عباس نے بهي بخیال فتنه و فساد کے سمجهایا تب بلا رضاء اور بغیر اختیار کے جناب امیر نے یهه نکاح کر دیا فقط اِس تحریر کو سید مرتضیٰ کے کوئي شخص جناب قبله و کعبه کے تحریر سے ملاوے اور اِس فقرے کو که مثل جناب سید مرتضیٰ که قریب العهد از زمان ائمه معصومین بود اِنکار بلیغ ازاں نموده تنزیه الانبیا کي عبارت مذکوره سے مقابل کر کے جناب اجتهاد مآب کے صدقت کي داد دے *

اگر کوئي شخص اِس تحریر پر بهي مجتهد صاحب کي صداقت میں شبهه نکرے تو خود اُنکے والد ماجد کي زبان سے اُنکي تکذیب هم ثابت کرتے هیں جناب مولوي سید دلدار علي صاحب قبله مواعظ حسنیه میں فرماتے هیں که سید مرتضیٰ نے فرمایا هی که ترویج ام کلثوم حضرت امیر کے اختیار سے نهیں هوئي اور بهت سے احادیث اُنهوں نے اِس قول کے ثبوت میں بیان کیئے هیں اور جب که باختیار حضرت امیر کے نکاح کا هونا ثابت نهیں هوا تو پهر محل اشکال باقي نه رها چنانچه محصل کلام مواعظ حسنیه کا کما نقل في ازالة الغین یهه هی سید مرتضیٰ گفته است که ترویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نه شده و احادیث بسیار موید قول خود ذکر کرده و هرگاه باختیار حضرت امیر واقع نه شده محل اشکال نیست پس اِن تحریرات سے صاف ظاهر هی که بیچاره سید مرتضیٰ حضرت عمر کے نکاح کا منکر نهیں هی بلکه اُسکا هونا قطعي اور یقیني جانتا هی هاں اُسکا هونا بخوشي خاطر جناب امیر کے اور برضامندي اُنکے بیان نهیں کرتا اور یهه امر آخر هی اور اِنکار وقوع اصل واقعه سے دوسرا امر هی مگر قربان صداقت پر جناب قبله و کعبه کے که ایسے دعوي کے کرنے میں جسکا غلط هونا مُحتاج به بیان نهیں هی بایں تقدس و اجتهاد کچهه لحاظ و خیال نه فرمایا *

غرضکه یهه قول مجتهد صاحب کا که سید مرتضیٰ نے وقوع نکاح سے اِنکار کیا هی خود سید مرتضیٰ کي تحریر سے اور خود اُنکے والد ماجد کے تقریر سے غلط ٹههرا لیکن یهه قول اُن کا که سواے اُنکے اوروں نے بهي اِنکار کیا هی کسي قدر صحیح هی چنانچه منجمله منکرین اِس قصه کے اگلے علماء شیعه میں سے ایک قطب الاقطاب راوندي مولف خرایج و جرایح هیں که اُنهوں نے دعویٰ کیا هی که اِس نکاح کا هونا پایه ثبوت کو نهیں پهنچا چنانچه اُن کے قول کو جناب مجتهد صاحب قبله نے کتاب مواعظ حسنیه میں نقل کیا هی اور ترجمه اُس کا یهه هی جسکو هم ازالة الغین سے نقل کرتے هیں گفت عرض نمودم بخدمت

یهه هی که جتني زیادہ توجیہات کرتے هیں اور جس قدر زیادہ تاویلات بیان فرماتے هیں اُن سے اُنهیں کے اصول و عقاید کي برائي کا اور ثبوت هوتا جاتا هی شعر

مریض عشق پر رحمت خدا کي مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کي

اور زیادہ تر تعجب اِسپر هی که باوجود اِسکے که خود اُنکے دلوں میں یقین اِسکا هی که یهه توجیہات باطل اور تاویلات لا طایل اُنکے دین کي برائي ثابت کرنیوالے اور لوگوں کو اُنکے مذهب سے نفرت دلانیوالے هیں مگر باایںهمه علم و فضل اُس سے باز نهیں رهتے اور بایں تقدس و اجتهاد هل من مزید هل من مزید کهکر اور بڑهاتے جاتے هیں اور اپنے معائب کو ظاهر کرتے جاتے هیں همکو اُنکے علما اور فضلاء کي تقریروں اور تحریروں کو دیکهکر نهایت هي حیرت هوتي هی که بار خدایا اُنکي عقل پر کیسا پردہ پڑ گیا اُنکے حیا و غیرت کو کون لیگیا که ایسے بے غیرتي کے کلمات زبان پر لانے سے شرم نهیں کرتے اور ایسي عار و ننگ کي باتوں کو ائمه کي طرف منسوب کرنے سے لحاظ نهیں فرماتے دین محمدي کو تو خراب هي کر چکے مذهب اِسلام کو بهي بگاڑ چکے اصحاب نبوي کو بهي کافر اور منافق کهه چکے ایک اهل بیت رہ گئے تهے جنکے مزید محبت کا دعویٰ کرتے تهے جنکے فضایل کا اِقرار فرماتے تهے که اُسکو بهي در پردہ کهو دیا اُن کے فضایل کو بهي ایسي بے غیرتي کے کلمات کو اُنکي طرف منسوب کرکے معائب سے بدل دیا اور یهه سب کچهه تو کر چکے اور هنوز اِیمان کے دعوي میں ثابت قدم هیں معلوم نهیں که اِنکا اِیمان اور محبت کیا کیا نتیجے دکهلائیگي شعر

دل بردي و دین و جان شیریں وین طرفه که باز در کمیني

اب هم اُس قول کو بیان کرتے هیں جو حضرات شیعه نے بعد قبول کرنے صحت نکاح کے اِرشاد فرمایا هی اور اُسکو ائمه کرام کي طرف (وحاشا جنابهم عن ذلک) منسوب کیا هی وہ قول یهه هی که حضرات فرماتے هیں که نکاح اِم‌کلثوم کا ساتهه حضرت عمر کے جناب امیر کي رضا اور خوشي سے نهیں هوا بلکه عمر فاروق نے جناب امیر کو تنگ کیا اور اُن کو ڈرایا اور هر قسم کا خوف دیا اور اُن پر نهایت درجه تشدد کیا یهاں تک که قریب تها که نوبت خونریزي کي پهنچے تب حضرت عباس پیغمبر خدا علیه‌التحیه والثنا کے چچا نے حضرت امیر علیه‌السلام کو دبا کر بخیال نه هونے فتنه و فساد کے یهه نکاح کر دیا پس اِس نکاح سے برائي عمر کي ثابت هوتي هی *

چنانچه اِس قول کے ثبوت میں هم چند سندیں علماء شیعه کے بیان کرتے هیں *

پهلي سند سید مرتضیٰ علم‌الهدیٰ کتاب تنزیه‌الانبیا میں فرماتے هیں فاما انکاحه فقد ذکرنا في کتاب الشافي الجواب عن هذا الباب الخ یعنے حضرت امیر علیه‌السلام نے اپني بیٹي کا نکاح ساتهه عمر کے منظور نهیں کیا مگر بعد اِسکے که عمر نے اُنکو دق کیا اور ڈرایا اور جهگڑا مچایا جب حضرت عباس رضي الله تعالیٰ عنه نے دیکها که فتنه و فساد هوا چاهتا هی تب حضرت امیر سے اِس کام کو اپنے اختیار میں لے لیا اور ام کلثوم کا نکاح ساتهه عمر کے کر دیا اور یهه هم بیان کر چکے هیں که شرع میں هرگز ممنوع نهیں هی که بجبر و اکراہ لڑکي کا نکاح اُس شخص کے ساتهه کر دیا جاوے جسکے ساتهه حالت اِختیار میں جایز نه هوتا خصوصاً عمر جیسے آدمي کے ساتهه که وہ اِسلام بهي ظاهر کرتا تها اور تمام شریعت کا پابند تها *

دوسري سند مواعظ حسنیه میں مجتهد صاحب فرماتے هیں کما نقل في ازالة‌الغین که تزویج

ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نه شد الی قوله بالفرض اگر باختیار هم باشد عقل این را قبیح نمی داند که نکاح با مخالفین جایز باشد بلکه عقل تجویز میکند که حضرت حق تعالیٰ مباح سازد برای ما نکاح کردن را با کفار چه قباحت نکاح با کفار عقلی نیست مثل قباحت ظلم و قتل و امثال آن و چه گونه عقلی باشد و حالانکه معلوم است که پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و آله و سلم دختر خود را با کفار ترویج کرده و هرگاه حقیقت حال چنین باشد پس چه قباحت است درینکه جناب امیر علیه السلام ترویج نمایند دختر خود را با کسیکه به ظاهر مسلمان باشد *

تیسری سند قاضی نورالله شوستری مصایب‌النواصب میں لکھتے هیں که صاحب استغاثه فرماتے هیں که ایک مخالف نے پوچھا که کیا سبب هی که امیرالمومنین علی علیه‌السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح عمر بن خطاب سے کر دیا هم کہتے هیں که همکو خبر دی هی ایک جماعت نے همارے مشایخ ثقات سے جن میں سے جعفر بن محمد بن ملک کوفی هیں اُنہوں نے احمد بن فضل سے اُنہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اُنہوں نے عبدالله بن سنان سے که میں نے سوال کیا امام جعفر سے بابت نکاح ام کلثوم اُنہوں نے جواب دیا که (هو اول فرج غصبت منا) که یهه پہلی فرج هی جو هم سے غصب کی گئی هی اور یهه خبر مطابق اُس خبر کے هی جسکو همارے مشایخ نے بابت نکاح ام کلثوم کے ساتهه عمر کے روایت کیا هی اور وہ یهه هی که عمر نے عباس کو حضرت علی علیه‌السلام کے پاس بھیجا اور درخواست کی که نکاح ام کلثوم کا اُنکے ساتهه کر دیا جاوے حضرت امیر نے اِنکار کیا جب حضرت عباس یهه خبر عمر کے پاس لائے تب عمر نے کہا که اگر علی میرے ساتهه نکاح اپنی بیٹی کا نه کر دینگے تو میں اُن کو قتل کرونگا تب پھر حضرت عباس حضرت علی کے پاس آئے اُنہوں نے تب بھی اِنکار کیا یہاں تک که آخر حضرت عباس نے حضرت علی سے کہا که اگر تم نکاح نہیں کرتے هو میں کیئے دیتا هوں اور تم کو قسم دیتا هوں که میرے قول فعل کے خلاف نه کرنا اور یهه کہکر حضرت عباس عمر کے پاس گئے اور کہا که نکاح تمهارا ام کلثوم کے ساتهه هوا جاتا هی پس عمر نے آدمیوں کو جمع کیا اور کہا که یهه عباس چچا علی کے هیں اور علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم پر اُنکو اِختیار دیا هی اور اُن کے نکاح کر دینے کے ساتهه میرے اِجازت دی هی پس حضرت عباس نے نکاح ام کلثوم کا ساتهه عمر کے کر دیا اور بعد تهوڑی مدت کے اُن کو عمر کے گھر بھیج دیا فقط اِس روایت کو لکھکر قاضی صاحب اُسی کتاب میں فرماتے هیں که اصحاب حدیث اِس روایت کو قبول نہیں کرتے لیکن اِس میں خلاف نہیں هی درمیان اُنکے که عباس نے ام کلثوم کا نکاح ساتهه عمر کے کر دیا بعد بہت سے جھگڑے قصے کے پس میں کہتا هوں که جس کسی نے اِس حکایت سے اِنکار کیا هی اُسکا مطلب یهه هی که حضرت عباس نے ام کلثوم کا نکاح ساتهه عمر کے نہیں کیا مگر به سبب اُسکے که جسکو همارے مشایخ نے روایت کیا هی اور وہ مطابق اُس روایت کے هی جو که اِمام صادق علیه‌السلام سے مروی هی که حضرت امام نے فرمایا (هو اول فرج غصبت منا) که یهه پہلی شرمگاه هی جو هماری غصب کی گئی† *

† یهه ترجمه اُردو هی قاضی نور الله شوستری کے کلام کا اور ترجمه فارسی اُسکا علیٰ ما هو مذکور فی ازالة‌الغین یهه هی وصاحب استغاثه گفته که قائلی از اهل خلاف گفته که علت چیست در ترویج امیرالمومنین

الحاصل اِن روایات سے معلوم هوتا هی که حضرت علي نے اپني خوشي سے نکاح نهیں کیا بلکه حضرت عباس نے بزبردستي نکاح کر دیا لیکن یهه قول باطل هی چند دلیلوں سے *

پهلي دلیل اگر هم تسلیم کریں که حضرت علي نے خود نکاح نهیں کیا بلکه حضرت عباس کو اِختیار دے دیا اور اُنهوں نے نکاح کر دیا لیکن اِس سے اصل نکاح کے هونے میں کچهه شبهه نه رها اگر حضرت امیر ام کلثوم کے باپ تهے تو حضرت عباس بهي ام کلثوم کے دادا هوتے تهے اگر باپ نے نکاح کیا نه سهي اُنکي اِجازت سے دادا نے نکاح کر دیا اصل مطلب جو هم ثابت کرتے هیں وه ثابت هو گیا *

دوسري دلیل حضرت عمر رضي‌الله تعالیٰ عنه لایق زوجیت ام کلثوم کے تهے یا نه تهے اگر لایق زوجیت کے نه تهے تو حضرت عباس پر جو که حضرت علي مرتضیٰ جناب سید الانبیاء کے چچا تهے اُن پر معاذ الله سخت اِلزام عاید هوتا هی که اُنهوں نے فاطمه کي بیٹي پیغمبر خدا کے پوتي کا نکاح ساتهه ایسے شخص کے کر دیا جو که صلاحیت زوجیت کي نهیں رکهتا تها اور جو اِیمان اور زهد و تقویٰ سے بهي بري تها پس جو اِلزام حضرت علي کي ذات پر (و حاشا جنابه عن ذلک) موافق اصول شیعه کے هوتا هی وهي حضرت عباس اُنکے چچا پر هوگا *

تیسري دلیل وکیل اور مختار هونا حضرت عباس کا طرف سے حضرت علي کے معامله تزویج میں اِن روایات سے بهي ثابت هوتا هي پس شرعاً و عرفاً فعل وکیل عین فعل موکل هی اِسلیئے جو فعل

علیه‌السلام ابنه خود را بعمر ابن‌الخطاب و ما میگوئیم که خبر داده‌اند ما را جماعتي از مشایخ ثقات ما از یشان جعفر بن محمد بن ملک کوفي‌ست از احمد بن فضل از محمد ابن ابي عمیر از عبدالله بن سنان گفت سوال کردم جعفر بن محمد صادق را علیه‌السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این اول فرجي است که غصب کرده شد از ما و این خبر مشاکل آن خبریست که روایت کرده اند آنرا مشایخ ما در تزویج عمر از ام کلثوم و آن اینست که در خبر است که عمر عباس را نزد علي فرستاد و سوال کرد که تزویج کند ام کلثوم باو پس آنحضرت امتناع کرد و چون عباس باز گشت و خبر امتناع علي علیه‌السلام بعمر رسانید پس عمر گفت اي عباس آیا تانف میکند علي از تزویج من والله اگر تزویج نکند اورا خواهم کشت پس عباس باز آمد بسوي علي و آن حضرت در مقام امتناع استاد پس خبر داد عباس عمر را او گفت ای عباس حاضر شو روز جمعه در مسجد و قریب به منبر باش و بشنو انچه مذکور خواهد شد پس خواهي دانست که من قادرم بر قتل او اگر اراده کنم پس حاضر شد عباس در مسجد چون عمر فارغ از خطبه شد گفت اي مردم دریجا مردمي از اصحاب رسول خدا صلي‌الله علیه و آله و سلم هست که زنا کرده و او محصن است و مطلع شده براي امیرالمومنین تنها شما دریناب چه میگوئید پس مردم از هر جانب گفتند که هر گاه امیرالمومنین اطلاع یافته باشد چه حاجت‌است که مطلع شود براي غیراو باید که امضا کند حکم خدا را در رو چون از مسجد باز آمد بعباس گفت برو نزد علي و معلوم او کن انچه شنیدي پس و الله اگر نکند من میکنم پس عباس نزد علي رفت و انچه شنیده بود بسمع آن حضرت رسانید علي فرمود من میدانم که این نزد او آسان است و من نیستم که بکنم انچه او التماس میکند پس عباس گفت اگر نمیکني من میکنم و قسم میدهم ترا که مخالفت قول و فعل ما نمائي پس عباس نزد عمر رفت و گفت که میکند انچه اراده کرده پس جمع کرد عمر مردم را و گفت ابن عباس عم علي ابن‌ابیطالب است و او امر ابنه خود ام‌کلثوم را باو راجع کرده و امر کرده او را که تزویج کند او براي من پس تزویج نمود عباس و بعد از اندک مدتي نزد عمر فرستاد و اصحاب حدیث‌این روایت را قبول نکرده‌اند لیکن خلافي نیست میان ایشان درینکه عباس تزویج نموده ام‌کلثوم را بعمر بعد از طول مطالبه و مدافعه پس میگوئیم کسي را که انکار کرده این حکایت را از فعل عمر آنکه تزویج عباس ام‌کلثوم را نبود مگر از جهت چیزیکه روایت کرده‌اند از مشایخ ما چنانچه حکایت کردیم و این مشتمل رو ایتي‌ست که از صادق علیه‌السلام کرده‌اند که گفته که‌این اول فرجي‌است که از ما غصب کرده‌اند *

حضرت عباس کا هی وهي فعل حضرت علي کا سمجهنا چاهیئے پس گو یهه نکاح حضرت عباس نے کر دیا هو مگر جب که وه وکیل اور مختار جناب امیر کے هوئے تو یهه نکاح باجازت جناب امیر کي سمجهنا چاهیئے اور اگر حضرت علي نے حضرت عباس کو اجازت نهیں دي اور وکیل نهیں بنایا تو بلا اجازت أنکے حضرت عباس کا وکیل و مختار هونا جایز نه تهیرا اور اس سے سخت الزام حضرت عباس پر آتا هی اور غصب کرنے میں معین اور مددگار هونا أن کا ثابت هوتا هی اور پهر نکاح کا هونا بلا اجازت ولي کے لازم آتا هی اور أسکا عدم جواز شرعاً و عرفاً ظاهر هی اور اس سے جو کچهه نتیجه حاصل هوتا هی وه عقلا کو معلوم هی *

خدا حضرات شیعه کو ذرا عقل و انصاف عطا فرماوے اور تهوڑي سي غیرت اور شرم عنایت کرے که وه ان اقوال کے نتایج پر غور کریں اور جو جو خرابیاں أن میں هیں أن پر نظر فرماویں بار خدایا یهه کیسے دوست اهل بیت کے هیں اور أن کي فضیلت اور بزرگي کے کیسے قایل هیں که ایسي باتیں أنکي طرف منسوب کرتے هیں اور محبت کے پردہ میں أن کي برائیاں بیان کرتے هیں خدا کے لیئے کوئي انصاف کي آنکهه کهولکر دیکهے که وه کیا کیا تهمتیں ائمه کے أوپر کرتے هیں اور ذرا گوش هوش سے پنبهٔ غفلت نکالکر سنے که یهه حضرات کیسي برائیاں اهلبیت اطهار کي بیان کرتے هیں (نعوذ بالله من هفواتهم و من سوء عقیدتهم اللهم احفظنا من شرور انفسهم و من سیات اعمالهم) *

چوتهي دلیل اگر هم تسلیم کریں که حضرت علي دل سے راضي نه تهے که نکاح هووے لیکن حضرت عباس کے سمجهانے سے راضي هوئے اور وه رضامندي بهي کچهه خوشي سے نه تهي بلکه مجبوري سے تو اس سے بهي وهي الزام حضرت علي پر عاید هوتا هی جس کے بچانے کے لیئے یهه بغاوت کي گئي هی یعنے خوف سے جان کے حضرت عباس کے کهنے کو به مجبوري قبول کرلیا اور جان بچانے کے لیئے عزت دینا گوارا فرمایا و نعوذ بالله من ذلک اور اگر خوف جان نه تها تو ایسے معاملے میں جس میں عزت و آبرو کي هتک هووے اور جس سے خاندان اهل بیت کو بٹه لگے کهنا حضرت عباس کا ماننا ضرور نه تها بلکه لازم تها که اپنے انکار پر اصرار فرماتے اور هزار عباس سمجهاتے ایک بات بهي أن کي نه سنتے بلکه صاف کهتے که چچا تم کو بایں بزرگي کیا هوا هی جو ایسي سفارش کرتے هو اور همیشه کے لیئے اهل بیت اطهار میں داغ لگاتے هو عمر ایک کافر یا منافق یا مرتد یا غاصب یا خاین هی کیونکر مجهسے هو سکتا هی که اپني بیٹي وه بهي فاطمه کے بطن سے جس کي اولاد کو پیغمبر خدا نے اپني اولاد فرمایا هی اور جسکے بیٹوں بیٹیوں کو سرور انبیاء نے اپنا بیٹا بیٹي کها هی ایک کافر یا منافق کو دے دوں اور پیغمبر خدا اور فاطمه زهرا کي روح کو ایذا دوں اور اگر عمر فاروق نه مانتے اور جبر کرنے هي پر آماده هوتے تو لازم تها که اسداللهي دکهلاتے ذوالفقار کو میان سے باهر نکالتے عرش سے أتري هوئي تلوار کي جوهر دکهلاتے مرحب و انتر کي طرح غصب کرنیوالوں کے ایک ایک وار میں دو دو ٹکڑے کرتے آخر وه تلوار جس نے جبریل امین کے پر کاٹے اور وه ذوالفقار جس نے جعفر جني کے دو ٹکڑے کیئے کس دن کے لیئے تهي اور وه شجاعت و مردانگي جو بدر و حنین میں کفار کو دکهلائي اور وه قوت جو جنگ خیبر میں ظاهر فرمائي کس روز کے واسطے رکهه چهوڑي تهي براے خدا کوئي اس عقل کے دشمن فرقے سے پوچهے که اس سے زیاده شیر خدا کے حق میں دوسري هتک اور بیحرمتي کي بات کیا هوگي که أن کي بنات طیبات کو بجبر و اکراه کافر فاسق لینے پر

مستعد هوں اور شیر خدا سرور اولیاء سندالاصفیاء سید اوصیاء اسداللہ الغالب امام المشارق والمغارب امیرالمومنین علي بن ابیطالب کافروں کے قتل کرنیوالے خیبر کے فتح کرنیوالے دشمنوں کے ایک نگاہ میں هلاک کرنیوالے هزار جنوں کو ایک دو دستي میں زیر وزبر کرنیوالے جن کي ذات خدا کي قدرت کي نشاني جنکا وجود اللہ کے جلال و عظمت کا نمونہ جنکے نام سے کفار عجم لرزاں جنکي صورت سے شجاعان عرب ترساں کیسے علي خدا کے شیر رسول کے بهائي بتول کے شوهر نامدار حسنین کے پدربزرگوار

وصي نبي جفت پاک بتول فروزندہٴ شمع دین رسول فشانندہٴ جاں براہ خدا
نمایندہٴ کفر از دین جدا درآرندہٴ عمرومرحب ز پاے برآرندہٴ باب خیبر ز جاے
رهانندہٴ موسیٰ از رود نیل دمانندہٴ گل زنار خلیل بساحل رسانندہٴ فلک نوح
کشایندہٴ بابهاے فتوح هواخواہ او جبرئیل امین بفرمان او آسمان و زمین
نہ کس جز نبي هم ترازوے او قوي دست قدرت ز بازوے او

باینهمہ شجاعت و هیبت اور باین جلال و عظمت ایک عمر کے ڈرانے سے ڈر جاویں اور کچهہ چوں و چرا نہ کریں اور عار و ننگ کو اپنے اوپر گوارا کرلیں اور بلا رضامندي اپنے اُسکے گهر اپني بیٹي لخت جگر نور نظر کو جانے دیں تف ایسے عقیدہ پر اور نفریں ایسي تهمت پر

گر مسلماني همیں است کہ حافظ دارد واي گر از پس امروز بود فردائي

پانچویں دلیل دیکهنے سے کتب معتبرہ شیعہ کے ظاهر هوتا هی کہ حضرت عباس رضي اللہ تعالیٰ عنہ صلاحیت وکالت جناب امیر کي نہ رکهتے تهے کیونکہ وہ حضرت علي کے نزدیک خوار و ذلیل تهے اگرچہ همارا یهہ لکهنا حضرات شیعہ کو ناگوار گذریگا اور ناواقفوں کو باعث حیرت و تعجب هوگا لیکن همارا قصور نهیں هی هم یا همارے علما معاذ اللہ اُن کي نسبت ایسا نهیں کهتے بلکہ حضرات شیعہ کے محدثین اور مجتهدین اُن کا حضرت علي کے نزدیک خوار و ذلیل هونا بیان کرتے هیں چنانچہ علامہ طبرسي علماء شیعہ سے اپني کتاب احتجاج میں حضرت علي مرتضیٰ سے روایت کرتے هیں کہ ذهب من کنت اعتضد بهم علي دین اللہ من اهل بیتي و بقیت بین حفرین قریبتي العهد بجا هلیۃ عقیل و عباس کہ وہ لوگ میرے اهل بیت کے جاتے رهے جن کي قوت کا خدا کے دین میں مجهے بهروسہ تها اور اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاهلیت کے رہ گئے هیں یعنے عقیل اور عباس پس حضرت علي اُن کو خوار و ذلیل کهتے اور اُن کو جاهل سمجهتے تو کیونکر اُن کو اپنا وکیل ایسے اهم معاملے میں کرتے اور کس لیئے اُنکي بات ایسے بڑے معاملے میں سنتے اور کیوں اُن کے کهنے پر چلتے شاید حضرات شیعہ نے اِسي واسطے حضرت عباس کے اُوپر بار نکاح کرا دینیکا رکهہ دیا هی کہ وے بقول مرتضوي خوار و ذلیل تهے اِسي واسطے ایسي ذلت کي باتیں کیا کرتے مگر تعجب هی حضرت امیر علیہ السلام سے کہ اُنهوں نے ایسي ذلیلوں کي بات کیوں سني اور کیوں اُنکے کهنے پر عمل فرمایا اور یهہ کوئي شیعہ خیال نہ کرے کہ فقط خوار و ذلیل کهہ دینے پر جناب امیر نے قناعت کي هی بلکہ اگر اُنکے کتب معتبرہ سے ڈهونڈها جاوے تو معلوم هوتا هی کہ حضرت امیر نے اپنے اور پیغمبر کے چچا عباس کو صاف گالیاں سنائي هیں اور معاذ اللہ معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد جناب امیر نے حضرت عباس کو ولدالزنا بتایا هی اگر کسي کو شک هووے وہ روضہ کلیني اور حیوۃ القلوب کو ملاحظہ کرے *

مولانا و بالفضل اولانا مولوي علي بخش خانصاحب اپنے ایک رسالے میں اُسکي نقل کرتے هیں اُس سے هم منتخب کر کے مشتاقین کو سناتے هیں وهوهذه ملا باقر مجلسي نے حیات القلوب میں لکھا هی

که ابو جعفر طوسي به سند معتبر روایت کرده از امام صادق که فضیله مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابوطالب و عبدالله ابناے عبدالمطلب بود عبدالمطلب با او مقارنت کرد که عباس ازاں بهمرسید زبیر با عبدالمطلب دعوی کرد و به پرخاش بر آمد که ایں کنیز از مادر ما بما میراث رسیده است تو بے رخصت او با او مقارنت کردي و ایں فرزندے که بهمرسید یعنے عباس بنده ٔ ماست پس عبدالمطلب اکابر قریش را به شفاعت نزد وے فرستاد که تا آنکه زبیر راضي شد که دست از عباس بردارد بشرطیکه نامه نوشته شود که عباس و فرزندانش در مجلسے که ما و فرزنداں ما نشسته باشند نه نشیند و در هیچ امرے باما شریک نه شود و حصه نه برد پس بایں مضمون نامه نوشته شد و اکابر قریش مهر کردند و ایں نامه نزد ائمه علیهم السلام بود *

پس اِس روایت سے صاف ثابت هوا که حضرت عباس معاذ الله معاذ الله کنیزک زادے اور تونه توبه ولدالزنا تھے اور اُن کي کنیزک زادگي وغیره کي سند مهري دستخطي ائمه کے پاس موجود تھي شاید اِسي سبب سے حضرت عباس نے حضرت علي کو ایسا ذلیل کیا که اُن کي بیٹي ام کلثوم کا به جبر و اکراه نکاح عمر کے ساتھه کر دیا *

اور جب که بروایت اهل تشیع حضرت عباس کي نسبت ولدالزنا هونا (وحاشا جنابه عن ذلک) ثابت هوا تو لامحاله اُن کا دشمن اهل بیت هونا بھي لازم هوا اِسلیئے که هزارها احادیث اور اقوال سے ثابت هی که نه ولدالزنا کا کوئي عمل مقبول هی نه وه کبھي دوستي ساتھه اهل بیت کے رکھیگا که اِسکو هم بحارالانوار اور علل‌الشرایع اور احتجاج طبرسي اور تالیفات قاضي نور الله شوستري سے آینده ثابت کرینگے انشاء الله تعالي لیکن یهه بات ایسي مشهورهی که عوام و خواص مومنین اِس سے واقف هیں اُنکے بچوں کي زبان پر یهي کلمه جاري هی کما قال قائلهم *

محبت شه مرداں مجوز بے پدرے — که دست غیر گرفته‌ست پاي مادراو

کوئي صاحب مومنین سے یهه شبهه نه کریں که یهي ایک روایت حضرت عباس کي نسبت هوگي بلکه علاوه اِسکے بهت سي احادیث و اخبار اُن کي شان میں موجود هیں چنانچه ملا باقر مجلسي حیات‌القلوب میں به سند معتبر فرماتے هیں که حضرت اِمام زین‌العابدین فرمود که در حق عبدالله ابن عباس و پدرش ایں آیه نازل شد من کان في هذه اعمي فهو في الاخرة اعمي پس اب تو صاف باپ بیٹے دونوں کا دنیا و عاقبت میں اندھا هونا اُن کي کتابوں سے نکل آیا بلکه خدا کي شهادت سے اُن دونوں یعنے عباس اور اُن کے بیٹے عبدالله کا اعمي اور بے بصیرت هونا ثابت هو گیا استغفرالله استغفرالله تشیع بھي عجیب مذهب هی جس کي تیر ملامت سے کوئي نهیں بچا اصحاب کو تو کافر اور منافق پهلے هي بنا چکے اهلبیت ره گئے تھے وه بھي لعن و طعن سے نه بچے خدایا تشیع دین مذهب هی یا الحاد و زندقه هی جس کے باني نه رسول کا خیال کرتے هیں نه اهل بیت کا لحاظ رکھتے هیں نه اصحاب کو برا بھلا کهنے

سے چھوڑتے هیں نه حضرت کے قریبوں کو لعن و ملامت سے محفوظ رکھتے هیں بس جو سامھنے آیا أسي کو برا بھلا کہنا شروع کیا جس کا ذکر آیا أسي پر تبرا کرنے لگے کسي کو صراحتاً کافر بنایا کسي کو اشارتاً منافق کہا کسیکو تقیتاً فاسق ٹھہرایا کسي کو ولدالزنا کسي کو اندھا فرمایا واہ کیا دین هی اور کیا مذهب جس کے طعن و تشنیع سے کوئي نه بچا تو ایسے با حیا فرقے کي شکایت هم صرف اصحاب کے برا بھلا کہنے پر کیا کریں *

گھائل تیرے نظر کا بنوع دگر هر ایک زخمي کچھه ایک بندۂ درگاہ هي نہیں

اگر کوئي مومن حضرت عباس کے اوٗر فضایل اور کمالات کو اِس روایت کے معارضۂ میں پیش کرے اور اِس زخم پر مرهم رکھے تو أس کو چاهیئے که اِس خیال محال سے در گذرے اور ملا باقر مجلسي کے فیصلہ کو جو حیات‌القلوب میں أنھوں نے کر دیا هی دیکھه لے که وہ فرماتے هیں که بدانکه در باب احوال عباس و مدح و ذم او احادیث متعارض است و اکثر علماء بخوبي او میل نمودہ اند وانچه از احادیث ظاهر میشود آن‌ست که او در مرتبه کمال ایمان نه بودہ است پس ملا صاحب نے سب جھگڑا قصه هي طی کر دیا اور حضرت عباس کے ناقص‌الایمان هونے پر فتوی دیدیا شاید أن کے نقص ایمان کا سبب سب سے زیادہ یهي تصور کیا گیا هو که أنھوں نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کے ساتھه کرا دیا *

چھتھویں دلیل اگرچه حضرات شیعه نے واسطے جواز نکاح کے اِسلام ظاهري سے حضرت عمر کے اِقرار کیا اور أن کو متمسک بکمال شریعت قرار دیا لیکن (ولایصلح العطار ماافسدہ الدهر) جو رخنه حضرت عمر کے اِیمان میں أن کے بزرگوں نے ڈالا هی وہ اب أن کے بند کرنے سے بند نہیں هوتا اور بغیر ترک مذهب تشیع کے اور اِقرار فضیلت حضرت عمر کے اِس نکاح کا جواز موافق اصول مذهب شیعه کے ثابت نہیں هو سکتا اِس لیئے که حضرت عمر رضي‌الله تعالی عنه موافق عقاید شیعوں کے اِیمان اور اِسلام سے بے بھرہ تھے اور معاذالله منافق اور مرتد تھے اور وے دشمن اهل بیت کے اور ناصبیوں کے پیشوا تھے اور ناصبیوں کے ساتھه نکاح مومنه کا جایز هي نہیں هی پس نکاح حضرت عمر کا که جو کفر اور نفاق اور عداوت اهل بیت میں سب سے بڑھکر تھے ساتھه ام کلثوم کے جو عزت اور بزرگي اور سیادت میں تمام جهان سے بهتر تھیں کیونکر جایز هوتا چنانچه اِن دونوں امروں کو هم کتب شیعه سے ثابت کرتے هیں امر اول حضرت عمر کا مومن نهونا امر دوم ناصبي کے ساتھه نکاح مومنه کا جایز نهونا *

امر اول که حضرت عمر رضي الله تعالی عنه مطابق اصول شیعه کے مومن نه تھے کافر اور منافق اور دشمن اهل بیت کے تھے ایسا صاف کھلا هوا هی که حاجت سند اور دلیل اور شاهد کي نہیں هی لیکن عبرتاً لناظرین دو ایک روایتیں أنکے یهاں کي بیان کرتے هیں *

روایت اول زادالمعاد میں ملا باقر مجلسي حذیفه بن یمان سے نقل کرتے هیں که جب میں نے فضایل روز قتل عمر کے حضرت پیغمبر خدا علیه‌التحیه والثنا کي زبان سے سني تب سے میں أن کے کفر پر یقین رکھتا تھا چنانکه عبارت أس کتاب کي بلفظه یهه هی حذیفه گفت پس برخاستم و برخاست حضرت رسول خدا و بخانه ام سلمه رفت و من برگشتم و صاحب یقین بودم در کفر عمر تا آنکه بعد از وفات حضرت رسول صلي‌الله علیه و آله و سلم دیدم که او چه فتنها بر انگیخت و کفر اصلي خود را اِظهار کرد و از دین

بر گشت و دامان بیحیائي و وقاحت براے غصب امامت و خلافت بر زد و قرآن را تحریف کرد و آتش در خانۂ وحي و رسالت زد و بدعتها در دین خدا پیدا کرد و ملت پیغمبر را تغیر داد و سنت آں حضرت را بدل کرد و نصاریٰ و مجوس را از خود راضي کرد و نور دیدۂ مصطفیٰ را بخشم آورد و تدبیر کشتن امیرالمومنین کرد و جور و ستم درمیانه مردم علانیه کرد و هرچه خدا حلال کردہ بود حرام کرد و هرچه حرام کردہ بود حلال کرد الي آخر هذیانات المجلسي *

غرض که اِس روایت سے صاف کفر حضرت عمر رضي‌الله تعالیٰ عنه کا (و نعوذ بالله من ذلک) ثابت هوا اور اُن کا کفر اصلي کا ظاهر کرنا اور مرتد هو جانا اور قرآن کا تحریف کرنا اور نصاریٰ اور مجوس کو راضي کرنا ثابت هوا تو اب وہ دعویٰ جو بعض مجتهدین نے کیا تها که وہ اِسلام کے دائرہ سے خارج نهیں هوئے باطل هوا *

روایت دوم ملا باقر مجلسي رساله رجعتیه میں لکهتے هیں که اِمام مهدي علیه‌السلام نے ایک سایل کے جواب میں فرمایا که ابوبکر و عمر بظاهر کلمه گو تهے اور به طمع دنیا اِسلام کے مُظهر هوئے تهے جب اُنهوں نے دیکها که پیغمبر خدا علیه‌التحیه والثنا نے اُن کو کوئي حکومت نه دي تب پیغمبر صاحب کے قتل و هلاک پر آمادہ هوئے وهوهذہ عبارته بلفظه ایشاں (یعني ابوبکر و عمر) از روے گفته یهود به ظاهر کلمتین گفتند از براي اینکه شاید ولایتے و حکومتے حضرت به ایشاں بدهد و در باطن کافر بودند چوں در آخر مایوس شدند با منافقان بر بالاے عقبه رفتند و دهنهاے خود را بستند که کسے ایشاں را نشناسد و دبها انداختند که شتر آں حضرت را رم دهند و حضرت را هلاک کنند پس خدا جبرئیل را فرستاد و پیغمبر خود را از شر ایشاں حفظ کرد پس اِس قول سے شیعوں کے اِمام مهدي کے ثابت هوا که شیخین پیغمبر کے سامهنے هي به سبب مایوسي کے درپی قتل رسول هو گئے تهے اور حضرت کے هلاک کرنے کي تدبیر کر چکے تهے تو جو شخص پیغمبر خدا کے قتل پر مستعد هووے اُس سے زیادہ کفر اور کس کا هوگا اور جب یهه جرم حضرات شیخین پر اِمام مهدي فرضي کي زبان سے ثابت هو گیا تو اِمام کے قول کو کون رد کرسکیگا *

روایت سوم ملا باقر مجلسي نے بحارالانوار میں ایک حدیث کافي کي نقل کي هی جس سے صاف ظاهر هوتا هی که جو نص جلي امامت مرتضوي کا منکر هي وہ کافر هی اور واجب‌القتل هی چنانچه هم اُس حدیث کو استقصاءالافحام سے نقل کرتے هیں بیان قوله علیه‌السلام من ان یرتد واعن‌الاسلام اى عن ظاهرہ والتکلم بالشهادتین فابقاء هم علي ظاهرالاسلام کان صلاحا للامة لیکون لهم ا ولاولادهم طریق الي قبول الحق و الي الدخول في الایمان في کرو رالازمان وهذا لا ینا في ما مروسیاتي ان الناس ارتدواالا ثلثه لان المراد فیهما ارتدادهم عن‌الدین واقعا وهذا محمول علي بقاء هم علي صورةالاسلام و ظاهرہ و ان کانوا في اکثرالاحکام الواقعیة في حکم‌الکفار و خص هذا بمن لم یسمع‌النص علي امیرالمومنین علیه‌السلام و لم یبغضه و لم یعادہ فان من فعل شیئاً من ذلک فقد انکر قول النبي صلي الله علیه و آله و سلم وکفرظاهراً ایضاً ولم یبق له شئے من احکام الاسلام ووجب قتله انتهي بلفظه یعنے یهه فرمایا هی حضرت اِمام ابو جعفر علیه‌السلام نے که جناب امیر علیه‌السلام نے دعویٰ امامت کا

اِس خوف سے نہ کیا کہ ایسا نہ ہو کہ اصحاب اُس کو نہ قبول کریں اور اِسلام چھوڑ دیں اور مرتد ہو جاویں اور مرتد ہو جانے سے غرض یہہ ہی کہ ظاہر اِسلام کو چھوڑ دیں اور کلمہ شہادت سے منکر ہو جاویں اِسلیئے اُن کا اِسلام ظاہری پر باقی رکھنا اُمت کے حق میں بہتر تھا تاکہ شاید وے یا اُن کي اولاد میں سے کوئي حق کو قبول کرے اور کسي آیندہ زمانے میں مومن ہو جاوے اور یہہ مخالف اِس روایت کي نہیں ہی کہ سب اصحاب مرتد ہو گئے تھے مگر تین اِسلیئے کہ مراد اِس ارتداد سے ارتداد واقعي ہی اور ارتداد جسکا ذکر اِمام نے کیا نہ پھرنا اُن کا ظاہري اِسلام کي نظر سے ہی اگرچہ وے اکثر احکام واقعي میں حکم کفار میں داخل تھے لیکن یہہ اِسلام ظاہري بھي صرف اُنھیں لوگوں کي نسبت ہی جنھوں نے نص امامت امیرالمومنین علیہ السلام کو نہیں سنا اور اُن سے دشمني اور عداوت نہیں رکھي اور جس نے نص امامت سنکر اُس سے اِنکار کیا یا عداوت رکھي تو اُس نے پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ کے قول سے اِنکار کیا اور ظاہر میں بھي کافر ہو گیا اور کوئي حکم اِسلام کا اُس کے لیئے باقي نہیں رہا اور اُسکا قتل کرنا واجب ہو گیا فقط اور صاحب استقصاءالافحام اِس حدیث کے لکھنے کے بعد خود یہہ فرماتے ہیں

که اگر غرض از نقل این عبارت محض اثبات اینمعني است که صاحب بحار ثلثه و اتباع ایشاں را کافر و مرتد مي داند پس البته اینمعني بسرو چشم مقبول است اصلا جاے استنکاف و اِنکار نیست *

پس باقرار صاحب بحارالانوار اور صاحب استقصاء کے کافر ہونا خلفاء ثلثہ رضي اللہ تعالیٰ عنہم کا ثابت ہوا اور اُن کا اِسلام ظاہري بھي اُنکے قول سے جاتا رہا تو اب درمیان اِیمان و کفر کے کوئي واسطہ تیسرا جسکو اِسلام کے نام سے تعبیر کرتے ہیں باقي نرہا اور جب کافر ہونا اُن کا نعوذ باللہ ثابت ہوا تو نکاح ام کلثوم کا کافر کے ساتھہ لازم آیا تو اب کہاں رہا قول سید مرتضیٰ علم‌الھدیٰ کا جو اُنھوں نے شافي اور تنزیہ‌الانبیاء میں فرمایا ہی کہ حضرت عمر مُظہر اِسلام اور متمسک بہ تمام شریعت تھے اِس واسطے اُن کے ساتھہ نکاح کر دینے میں کچھہ خلل دیني نہ تھا اور باطل ہو گیا قول صاحب نزہہ اثنا عشریہ کا جو اُنھوں نے جواب میں تحفہ کے فرمایا ہی کہ کسي امامیہ کا یہہ قول نہیں ہی کہ حضرات علیہم السلام نے اپني بیٹي کافر کو دي ہو بلکہ بدعتي اور مُظہر اِسلام اور منافق کو دي ہی اور ممنوع اور حرام نکاح کرنا ساتھہ مشرک کے ہی نہ کہ بدعتي اور منافق کے اِسلیئے کہ اُن کے اِمام فرضي کي زبان سے موافق روایت بحارالانوار کے صاف کفر خلفاء ثلثہ کا اور واجب‌القتل ہونا اُن کا ثابت ہوتا ہی عجب حال ہی علماء شیعہ کا کہ جب جیسا موقع ہوتا ہی ویسا ہي کہنے لگتے ہیں جیسي ضرورت ہوتي ہی ویسي ہي حدیثیں بنا لیتے ہیں کبھي تو حضرت عمر کو کافر اور منکر اِسلام اور واجب‌القتل کہتے ہیں کبھي اُنکو مُظہر اِسلام اور متمسک سائرالشریعت فرماتے ہیں *

جو کہ امر اول یعني کفر حضرت عمر کا و نعوذ باللہ منہ موافق روایات صحاح اہل تشیع کے ثابت ہو گیا اب ہم کو اِس امر کي ضرورت باقي نہیں رہي کہ ہم اِس مسئلہ کو ثابت کریں کہ نکاح مومنہ کا ساتھہ ناصبي کے گو وہ مُظہر اِسلام ہو جایز نہیں ہی لیکن تاکہ وے لوگ جو اِن روایات کو غلط سمجھیں اور کفر ظاہري کے قایل نہ ہوں اور اِسلام کا حکم حضرت عمر پر جاري رکھیں موافق اپنے اصول کے اِس نکاح کو جایز نہ سمجھیں ہم اِس مسئلہ کو بھي بیان کرتے ہیں *

امر دوم یعنے نه جایز هونا نکاح مومنه کا ساتهه ناصبي کے روي الکلیني عن الفضیل بن یسار قال سئالت ابا عبدالله عن نکاح الناصب فقال لا والله ما یحل قال فضیل ثم سالته مرة اخري فقلت جعلت فداک ما تقول في نکاحهم قال والمراة العارفة قال ان العارفة لا توضع الاعند عارف کلیني میں روایت هی که فضیل کهتے هیں که میں نے امام جعفر صادق علیه‌السلام سے پوچها که ناصبي کا نکاح جایز هی تو حضرت نے فرمایا که خدا کي قسم هرگز حلال نهیں هی پهر دوسرے مرتبه میں نے پوچها تو امام نے فرمایا که عورت عارفه هی یعنے مومنه هی میں نے کها که هاں تب امام نے فرمایا که عارفه نهیں رهیگي مگر پاس عارف کے یعنے مومنه کا مومن کے نکاح میں هونا چاهیئے پس اِس روایت سے صاف ثابت هو گیا که حضرت اِمام کے ارشاد کے مطابق نکاح عارفه کا نهیں جایز هی مگر ساتهه عارف کے پس یا حضرت عمر کو مومن اور عارف کهیں یا حضرت ام کلثوم کو ایمان اور معرفت کے دائرہ سے خارج کریں و نعوذ بالله منه غرض که اب موافق قول اِمام کے سوائے اِن دو حالتوں کے تیسري حالت منتظرہ باقي نهیں رهي حقیقت یهه هی که اِس قول سے اِمام کے حضرت عمر کا عارف اور کامل‌الایمان هونا ثابت هوتا هی اِسلیئے که اگر وہ ایسے نه هوتے تو ام کلثوم کا نکاح حضرت امیر اُن کے ساتهه کسي حالت میں گو که اُسکو حضرات شیعه جبر و اکراہ سے تعبیر کریں نه هونے دیتے کیا جناب امیر اِس آیت کے مضمون سے واقف نه تهے (الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات) اور کیا حضرت علي اِس حدیث سے جو اِمام جعفر صادق نے فرمائي منکر تهے که (العارفة لا توضع الاعند عارف) پس باوجود هونے ایسي آیت اور قول اِمام کے کیونکر حضرت علي اُسکے خلاف کرتے *

جب که هم اِس امر کو ثابت کر چکے که یهه نکاح بجبر و اکراہ نهیں هوا تو هم کو ضرورت اُس قول ناپاک سے بحث کرنے کي نهیں رهي جس کو علماء شیعه نے اِمام کي طرف منسوب کیا هی که اِمام نے فرمایا که (هو اول فرج غصبت منا) که یهه پهلي شرمگاہ هی جو غصب کي گئي لیکن عبرتاً للسامعین اُسکو بهي بغیر بحث کے چهوڑنا مناسب نهیں سمجهتے *

پوشیدہ نه رهے که محدثین شیعه روایت کرتے هیں که اِمام صادق علیه‌السلام سے کسي نے اِس نکاح کي نسبت سوال کیا تو اِمام نے فرمایا که (هو اول فرج غصبت منا) صاحب تحفه قدس سرہ اِس بحث میں لکهتے هیں سبحان‌الله چه کلمه ایست که از زبان ایشان بر مي آید نردیک است که آسمان فرو افتد و زمین بشگافد اول در حق آں سیدہ پاک بضعة‌الرسول فلذة نبدالبتول چه فحش وسوء ادب است و کدام خصلت خبیثه را بدامن پاک آں طاهرہ مطهرہ مي بندند دیگر در حق حضرت امیر و حضرت حسنین چقدر بے حفاظتي و بے ناموسي ثابت مي کنند و در حق حضرت صادق که این کلمه بر آنجناب تهمت مي نمایند چقدر بے حمیتي و بے غیرتي اعتقاد دارند این لفظ را اول بزرگان بر زبان نمي آرند علي الخصوص ذکر این عضو مستور الاسم والمسمیٰ از اقارب بلکه بزرگان خود امریست که ارازل و اوباش نیز ازاں احتراز واجب میدانند اِسکا جواب علامه کشمیري نے نزهه میں چند طرح پر دیا هی کما قال مردود لست بچند وجه اول آنکه

برتقدير تسليم صحت روايت و محفوظ بودن آں انچه افاده فرموده تسويل و تحويلے بيش نيست اِس عبارت سے علامه کشميري کے معلوم هوتا هی که اِس روايت کي صحت اُن کے نزديک مسلم نهيں هی حالانکه بر تقدير تسليم صحت کهنا عوام کو دهوکهه دينا هي اِس ليئے که يهه حديث چند طرح سے موافق اصول شيعه کے ثابت هی *

اول يهه حديث کافي کليني ميں جسکو حضرات شيعه اصح‌الکتب کهتے هيں اِنهيں الفاظ سے امام صادق سے مروي هی *

دوسرے قاضي نور الله شوستري نے مصايب‌النواصب ميں اِس حديث کو چند جگهه نقل کيا هی چنانچه جهاں بحث فاروق و ام‌کلثوم کي لکهي هی اُسکي بحث نجم ميں چند جگهه اُس کا ذکر کيا هی اور کسي جگهه اُس سے اِنکار نهيں کيا چنانچه ترجمه فارسي اُس کا کما هو منقول في ازالة‌الغين يهه هی واما خامساً بواسطهٔ آنکه قول امام صادق عليه‌السلام که اين اول فرجے است که غصب کرده شده از ما مستلزم وقوع زمانيست اور پهر اِسي بحث ميں قول صاحب استغاثه کو نقل کرکے اِس طرح فرماتے هيں و ترجمته في‌الفارسية هکذا خبر داده‌اند ما را جماعتے از مشايخ ثقات ما از ايشاں جعفر ابن محمد ابن ملک کوفيست از احمد ابن فضل از محمد ابن ابي عمير از عبدالله ابن سنان گفت سوال کردم جعفر ابن محمد صادق را عليه‌السلام از تزويج عمر از ام‌کلثوم پس گفت اين اول فرجے‌است که غصب کرده شده از ما اور بعد اِس کے پهر قاضي صاحب لکهتے هيں که مشاکل روايتے‌است که از صادق عليه‌السلام کرده‌اند که گفته که اين اول فرجے‌است که از ما غصب کرده‌اند اور پهر جهاں جناب امير عليه‌السلام کي صبر اور تحمل پر وصيت رسول کا ذکر کيا هی وهاں قاضي صاحب موصوف فرماتے هيں و ترجمته في‌الفارسية هکذا چوں عمر خواستگاري ام‌کلثوم نمود علي متفکر شد و گفت اگر مانع شوم او قصد قتل من خواهد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بيروں روم از اطاعت رسول خدا صلي‌الله عليه آله و سلم پس تسليم ابنه دريں حال اصلح بود از قتل او و بيروں رفتن از وصيت رسول خدا پس تفويض نمود امر او را بخدا و دانسته بود که انچه عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب کرده از اِنکار حق او وقعود بجاے رسول خدا و تغير احکام آلهي و تبديل فرايض خدا چنانچه گذشت اعظم است نزد حق تعالی واقطع و اشنع است از اغتصاب اين فرج پس تسليم کرد و صبر نمود اور علاوه اِسکے اَوْر طرق متکثره سے ثبوت اِن الفاظ کا هوتا هی پس علامه کشميري کا بر تقدير تسليم صحت کهنا صرف دهوکهه دينا هي جو که شعار قديم علماء متقدمين شيعه کا هی اگر يهه الفاظ اِمام نے نهيں فرمائے اور اُن کي کتابوں ميں مذکور نه تهے تو چاهيئے تها که صاف اِنکار کرتے اور اگر مذکور تهے تو اُسکا اِقرار کرتے بر تقدير تسليم صحت کهنا کيا معنے *

غرض که اِس حديث کي صحت ميں کچهه شک و شبهه نرها اب هم توجيه اور تاويل علماء شيعه کي جو اِس لفظ کي نسبت هی بيان کرتے هيں علامهٔ کشميري نزهه ميں لکهتے هيں که مراد ازيں کلام آنست که اين نکاح اول نکاحيست که از خاندان عاليه بغير طيب خاطر اوليا بطريق اجبار و اکراه بنابر مصلحت

وقت واقع شدہ و سبب وقوع آں باجبار و اکراہ تعبیر ازاں بغصب فرمودہ اند و درینمعنی هیچگونہ شناعتے نیست و مع وضوح المرام لا عبرۃ بالالفاظ عقد کاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست خلاصہ اِس توجیہ کا یہہ هی کہ غصب بمعني عدم رضا کے هي اور مطلب (اول فرج غصبت منا) جو اِمام نے فرمایا هی یہہ هی کہ یہہ پہلا نکاح هی کہ خاندان اهل بیت اطہار سے بلا رضامندي ولي کے بجبر و اکراہ هوا اور لفظ غصبت مستلزم زنا نہیں هی لیکن یہہ توجیہ بجاے خود نہیں هی اِسلیئے کہ اگر یہہ معنے حضرت اِمام کے دل میں تھي تو چاهیئے تھا کہ اُنہیں لفظوں میں ادا فرماتے نہ کہ ایسا لفظ کریہ (وحاشا جنابہ عن ذلک) زبان پر لاتے پس لفظ غصبت کا فرمانا اور عدم رضا مراد لینا بلا وجہ الفاظ کو اُن کے حقیقتي معنے سے پھیرنا هی *

علاوہ بریں جو نکاح صحیح نہ هو وہ مستلزم زنا هی اور از روے کتب معتبرہ امامیہ کے مثل غنیہ اور تبصرہ اور کنزالعرفان اور غایۃ لمرام وغیرہ کے ثابت هی کہ نکاح مومنہ کا ساتھہ ناصبي کے درست نہیں هی پس جب ایک عام مومنہ کا نکاح ایک عام ناصبي کے ساتھہ درست نہو تو کیونکر نکاح قدوۂ مومنات بنت بضعہ سرور موجودات کا ایک کافر یا منافق کے ساتھہ درست هوگا *

یہہ فرمانا علامہ کشمیري کا کہ (درینمعني هیچگونہ شناعتے نیست) اُنہیں کو زیبا هی بلاشک نزدیک عبداللہ بن سبا یہودي کے مقلدین کے جو کہ لباس محبت اهلبیت میں چاهتے هیں کہ اصول و فروع شریعت مصطفوي کو برهم کریں اور بیخ اِسلام و دین محمدي کو اُکھیڑ دیں اور خوارج اور نواصب سے بھي گوي سبقت لیجاویں اور زخارف دینوي بپیرایہ مداهنۃ اور قربت میں تحصیل کریں بے شک یہہ امر کب بعید معلوم هوگا کہ رسول کي پوتي فاطمہ زهرا کي بیٹي حسن مجتبیٰ کي بہن ایک رئیس مرتدین اور سرگروہ منافقین کے گھر میں غصب سے جاوے اور وہ غاصب جو چاهے سو کرے اور پھربھي نہ شیر خدا نہ حسن مجتبیٰ نہ شہید کربلا کچھہ چوں و چرا کریں اور ایسے واقعہ هوشربا کا تماشا دیکھتے رهیں ورنہ هم سے ناقص اِیمانوالونکے تو ایسے سانحے کے سننے سے هوش پراں هوتے هیں اور همارے ضعیف دل زبان حال سے الاماں الاماں پکارتے هیں هم حضرات شیعہ کیسي محبت کہاں سے لاویں کہ خود هي اِمام کي زبان سے (اول فرج غصبت منا) کي روایت کریں اور پھر خود هي اُس کي نسبت هیچگونہ شناعتے نیست کا کلمہ زبان پر لاویں اور ایسے الفاظ ناملایم اور نامناسب کو سن سنکر شادیانہ خوشي اور فرحت کے بجاویں اور اپنے دین و اِیمان کے دعوي میں ثابت قدم رهیں اور هرگز اِسکو خلاف شان ائمہ کے نہ سمجھیں اور اِس سے اُنکي فضیلت و عزت میں کچھہ خلل کا خیال بھي نکریں فقط *

بعد اِسکے علامہ کشمیري فرماتے هیں کہ هرگاہ جابرے شخصے را در طلاق دادن زوجہ اش اجبار نماید در عرف میگویند غصبت زوجتہ با وصف آں اگر جابر عقد نکاح با آں زن بکند نزد اِمام اعظم ابو حنیفہ کوفي زنا متحقق نمیشود و آں جابر زاني نیست معلوم نہیں کہ علامہ کشمیري نے بایں علم و عقل اِس جملے کے لکھنے سے جواب عبارت تحفہ کا کیا تصور فرمایا هی اِسلیئے کہ اِلزام شاہ صاحب قدس سرہ کا مطابق اصول شیعہ کے هی نہ موافق اصول حنفیہ کے پس اُن کو اپنے اصول پر جواب دینا چاهیئے اِمام ابوحنفیہ کے اصول پر نظر کرنے سے کیا حاصل اگر وہ فقہي مسائل میں ابوحنفیہ کے قول پر چلنا چاهتے

هیں اور سواے اِسکے دوسرا چارہ اِس بلاے جانکاہ سے نکلنے کا نہیں دیکھتے تو دل ماشاد چشم ماروشن وہ فروع حنفیہ کو اختیار کریں اور اُسپر عمل فرماویں لیکن صرف فروع کو لینا اور اصول و عقاید کو چھوڑنا کار آمد نہیں ہی پس ایک کلمہ کہکر حنفیہ کے شریک ہو جاویں اور فضیلت فاروقی کا اِقرار کرنے لگیں پس نہ کچھہ جھگڑا رہے نہ قصہ نکاح کے ہونے کو بھي تسلیم کر لیں اُسکے نسبت الطیبات للطیبین پڑھنے لگیں ورنہ جب کہ موافق مذہب امامیہ کے نکاح مومنہ کا ساتھہ نواصب کے جایز ھي نہیں ھی تو بیچارے ابوحنفیہ کے قول سے اُن کو کیا فائدہ ھوگا بلکہ اگر کوئي روایات حضرات شیعہ کو دیکھیے تو اُسکو شناعت اِس فعل قبیح کي جس کو (ھو اول فرج غصبت منا) سے تعبیر کیا ھی معلوم ھووے کہ شیخ صدوق نے معاني‌الاخبار وغیرہ میں معاذ اللہ معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد حضرت عمر کو ولدالزنا قرار دیا ھی اور اِس کي سند اِمام تک پہنچتي ھی کما قال في معاني‌الاخبار حدثنا علي بن احمد بن موسیٰ رضي‌اللہ عنہ قال حدثنا محمد بن ابي عبداللہ الکوفي عن موسیٰ بن عمران النخعي عن عمہ‌الحسین بن یزید النوفلي عن علي بن ابي حمزۃ عن ابي بصیر قال سالتہ عمار وي عن النبي صلي‌اللہ علیہ و آلہ و سلم قال ان ولدالزنا شرالثلثہ قال علیہ‌السلام عني بہ الاوسط انہ شر ممن تقدمہ و ممن تلاہ یعنے ابي بصیر روایت کرتا ھی کہ میں نے اِمام علیہم‌السلام سے پوچھا کہ یا حضرت اِس حدیث کے پیغمبر علیہ‌الصلوۃ والسلام کے کیا معنے ھیں کہ (ولدالزنا شرالثلثہ) کہ ولدالزنا تینوں میں سے بدتر ھی اِمام نے فرمایا کہ مراد اِس سے عمر ھی کہ وہ اپنے پہلے یعنے ابوبکر سے اور اپنے پچھلے یعنے عثمان سے بھي بدتر ھی اور تینوں سے زیادہ برا ھی پس جب ایسے ناپاک مذہب کے معتقدین ائمہ کي طرف ایسي تہمت کریں اور اُن کي زبان سے حضرت عمر رضي‌اللہ تعالیٰ عنہ کا اولاد زنا سے ھونا بیان کریں و نعوذ باللہ منہ تو اگر بنت فاطمہ کا ایسے شخص کے ساتھہ نکاح ھونے کو اِمام کي زبان سے بالفاظ (اول فرج غصبت منا) کے لفظوں سے ادا کرکے مصداق سواد الوجہ في الدارین نہ ھوں تو کیا کریں *

لیکن اگر ھم اِس امر کو بھي تسلیم کریں کہ موافق اصول شیعہ کے لفظ کفر کا اطلاق حضرت عمر پر نہیں ھوتا اور اُن کا مُظہر اِسلام اور متمسک بہ تمام شریعت ھونا ثابت ھوتا ھی اور اِس بات کو بھي فرض کر لیں کہ اُن کے مذہب میں نکاح کر دینا ساتھہ ناصبي کے مومنہ اور عارفہ کا بھي جایز ھی لیکن حضرات شیعہ حضرت عمر رضي‌اللہ تعالیٰ عنہ کے نفاق وبدعت سے کیونکر اِنکار کرینگے اور اُنکے مومن اور مخلص اور تابع سنۃ ھونے کو کیونکر قبول کرینگے اگر وہ یہہ قبول کر لیں کہ حضرت عمر نہ منافق تھے نہ بدعتي بلکہ سچے مومن اور پکے تابع سنت تھے فنعم‌الوفاق اگر اِسکو نہ مانیں تو سب توجیہات جو معاملہ نکاح ام کلثوم میں کي ھیں عبث اور فضول اور بیکار ھوئي جاتي ھیں اِسلیئے کہ جو شناعت نکاح میں ساتھہ کافر کے ھی اُس سے بڑھکر قباحت نکاح میں ساتھہ منافق کے ھی چنانچہ خود صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے اِسکا اِقرار کیا ھی اور اِس مضمون کو اِن لفظوں سے ادا فرمایا ھی قال الفاضل الناصب چہارم آنکہ گویند کہ حضرات بنات و اخوات خود بہ کفرہ فجرہ بہ زني میدادند مثل حضرت سکینہ کہ در نکاح مصعب بن امیر بود و علي ھذا القیاس دیگر قریبان خود را در عقد کفرہ و نواصب در آوردند چنانچہ در

کتاب الهیات به تفصیل شروح است اقول و به نستعین اگر مراد از کافر دو قول را گویند حضرات بنات و اخوات خود را به کفره فجره میداده مشرک است این قول کذب محض است چه هیچیک از امامیه قایل باین قول نیست و اگر مراد ازان مبتدع است نه بدعتے که مفجر به کفر صاحبش نه شود که او ر کافر تداول گویند یا منافق که مُظهر اسلام و متمسک به سائر شریعت باشد مسلم و محذورے ندارد به فحواي ولاتنكحوا المشركين حتي يومنوا الايه ممنوع و محرم انکاح با مشرک است و در حرمت مطلق انکاح مبتدع دلیلي و تزويج بامنافق دلیلي قایم نیست و قیاس یکے بر دیگرے مع الفارق چه منافق اگرچه حرمتش در حقیقت عظیمتر است و فسادش در شریعت شدید تر و به فحوای ان المنافقين في الدرک الاسفل در عقدي به عقوبت الیم گرفتار است لیکن حکمت الهیه داعي و مقتضي آں شد که احکام مشرکین و منافقین در دار دنیا از هم ممتاز باشد و ازینجاست که مشرکین را به فحواي فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم معاقب و ماخوذ گردانیده منافقین را زیں ورطه نجات بخشیده *

اِس تحریر پر علامه کشمیري کي هم اُن کا دل و جان سے شکر ادا کرتے هیں اور اپني ممنوني ظاهر کرتے هیں که جو بات هم کو لکھني چاهیئے تھي وه خود علامه ممدوح نے لکھدي اور جو تکلیف هم کو کرني پڑتي وه خود گوارا فرمائي اور اِن فقروں کو لکھکر که (منافق اگرچه حرمتش درحقیقت عظیمترست و فسادش در شریعت شدید تر) همارے طرف سے خود هي جواب دے دیا لیکن هم محو حیرت هیں که علامه ممدوح نے صاحب تحفه قدس سره کے اعتراض کے جواب میں اِس تحریر سے کیا فائده خیال کیا اِسلیئے که اُن کا اعتراض اِس پر هي که شیعوں کے نزدیک حضرات علیهم‌السلام نے اپني بیٹیاں کافر کو دي هیں علامه اُسکے جواب میں فرماتے هیں که نهیں کافروں کو نهیں دیں بلکه منافقوں کو اِسپر همارا یهه جواب هوتا که نکاح مومنه کا ساتهه کافر کے حرام هونے پر کوئي دلیل عقلي نهیں هي بلکه صرف قباحت شرعي هي اور وه قباحت منافق کے ساتهه نکاح کرنے میں بھي موجود بلکه کچهه زیاده هي وه خود حضرت نے فرما دیا پس اب اهل اِنصاف غور کریں که اعتراض صاحب تحفه کا اِس سے اور مدلل هو گیا یا اُنکا اعتراض اِس جواب سے اُٹهه گیا *

باقي رها یهه امر که احکام منافقین کي نه نسبت کافروں کے ظاهر شریعت میں سخت نهیں هیں اُسکا جواب یهه هي که چونکه منافق ظاهر میں اپنے آپ کو مسلمان کهتے هیں اور احکام شریعت ظاهر پر جاري هیں اِسلیئے وه قتل وغیره سے محفوظ هیں اور اِسکا سبب یهه هي که کوئي شخص سوائے خدا کے عِلم غیب نهیں رکھتا جو دل کا حال جانے پس شریعت نے نظر بر ظاهر اِسلام اُنکے قتل کا حکم نهیں دیا لیکن موافق اصول شیعه کے ائمه کرام کو علم ما کان و ما یکون حاصل هوتا هي اور امور پوشیده اُن پر روشن هوتے هیں اور حالات قلوب بني آدم اُن پر ظاهر هوتے هیں پس اُن کو منافقوں سے احتراز کرنا اور اُن کو ذلت دینا اور اُن سے عداوت رکهنا اور اُن سے قرابت نه کرنا بلکه اگر وه کسي دیني کام میں مدد کرنا چاهیں تو اُن سے اعانت نه لینا اور اُنکو کسي دیني کام میں شریک نه کرنا اور اگر وے مر جاویں تو اُن پر نماز جنازه کي نه پڑهنا اور اُنکے لیئے استغفار نکرنا واجب و لازم هي چنانچه جن منافقوں کا نفاق پیغمبر صاحب کے سامهنے کهل گیا تها یا جن کے نفاق کي خبر خدائے جلشانه نے حضرت کو دے دي

تھي اُن کے ساتھہ اِسی طرح پر برتاؤ کرنے کے لیئے آیات قرآني نازل هوئیں اور اُنکے لیئے سخت احکام صادر هوئے بلکہ جس طرح پر جہاد کرنے کا حکم اُوپر کفار کے هوا اُسي طرح پر اُوپر منافقوں کے هوا جیسا کہ الله جلشانہ فرماتا هی کہ یاایہاالنبي جاهدالکفار والمنافقین واغلظ علیهم ۔ ما وٰیهم جهنم و بئس المصیر کہ اي پیغمبر جہاد کر اُوپر کافروں کے اور منافقوں کے اور نہایت سختي کر اُوپر اُن کے اور جگہہ اُن کي جہنم هی *

غرض کہ جب اُن منافقوں کا جن کي نفاق کا حال معلوم هو گیا حال مثل کفار کے هو اور جہاد بھي اُن پر واجب هو اور اُن پر غلظت اور شدت بھي مثل کفار کے کرنیکا حکم هو تو پھر نکاح میں درمیان کفار کے اور اُن منافقوں کے کیا فرق رہا اب سواے اِسکے کہ یا حضرات شیعہ حضرت عمر کو منافق نہ کہیں اور اِس کلمہ کفر کے کہنے سے باز آویں یا کہ اِس نکاح کو حرام جانیں دوسرا کوئي علاج نہیں هی *

اگرچہ علماء شیعہ نے اِس معاملے میں عوام کے فریب دینے کو اور جاهلوں کو سمجھانے کو بہت ابلہ فریبي کي تقریر کي هی اور حضرت عمر کو مُظهر اِسلام کہکر اِس نکاح کا جواز ثابت کیا هی لیکن یہہ فریب ذرا سي بات میں کھلا جاتا هی اور یہہ سب توطیہ اُن کا ایک ادنی بات میں هباءً منثورا هوا جاتا هی یعني هم ایک اِستفتا کرتے هیں اُسکا فتوی لکھہ دیں اور جو بات هم پوچھتے هیں اُسکے جواب میں صرف لا یا نعم فرماویں وهو هذہ کیا فرماتے هیں جناب قبلہ و کعبہ اِن دو مسئلوں میں جن میں سے پہلا یہہ هی کہ ایک منافق جسنے خدا کي کتاب میں تحریف کي جسنے پیغمبر کي سنت کو بدلا جسنے حضرت فاطمہ علیہاالسلام کا حق غصب کیا جسنے معصومہ کے جسم اطہر پر ایسا صدمہ جسماني پہنچایا کہ اُس سے معصوم بچہ شہید هوا اور جس نے سیدۃالنساء کا حق نہ دیا اور اُن کو جھوتھا جانا اور اُنکا دعوي ارث پدري کا نہ سنا اور جسنے امیرالمومنین علي علیہ‌السلام کا حق غصب کیا اور جسنے اُن پر جبر و ظلم کیا وہ ایک مومنہ عارفہ کے ساتھہ نکاح کرنا چاهتا هی جایز هی یا نہیں *

دوسرا مسئلہ ایک مومن نے جس کو خدا نے ذاتي شجاعت اور شرافت میں یکتای روزگار پیدا کیا هی اور جسکے بازو کو قوت اور طاقت قلعہ شکني کي دي اور جسکو جرأت دس هزار جنگي سوار کے ساتھہ لڑنے کي دي هی اپني بیتي مومنہ عارفہ کا نکاح ایک منافق مرتد غاصب خاین کے ساتھہ صرف اُسکي تہدید زباني پر کر دیا اُسکي نسبت کیا حکم شرعي هی آیا وہ گنہگار هوا یا نہیں *

اور اگر ایسے استفتا پر فتوی دینے میں بھي چوں و چرا کو جناب قبلہ و کعبہ دخل دیں اور صاف جواب نہ دیں تو اُن سے هم ایک صاف مسئلہ پوچھتے هیں اُسیکو لکھدیں *

کیا فرماتے هیں علماء دین و مفتیاں شرع متین کہ نکاح مومنہ کا ساتھہ سني ناصبي کے جایز هی یا نہیں *

پس جو کچھہ جواب اِسکا لکھدیں وهي تمام اِس بحث کے طی کرنے کے لیئے کافي هی پھر نہ کسي توجیہ کي حاجت هی نہ کسي تاویل کي ضرورت هی ایک دو حرفي فتوی پر مدار اِس تمام قصہ جھگڑے کے فیصلہ کا هي پس ای حضرات شیعہ بنظر عنایت اِس سؤال کا جواب لکھدو اور اِس جھگڑے قصے کو میتو *

ادا سے دیکھہ لو جاتا رہے گلا دل کا بس اک نگاہ پہ تھہرا هی فیصلا دل کا

بعد اِسکے علامه کشمیري بجواب تحفه کے فرماتے هیں استبعاد ذکر فرج مستورالاسم والمسمي بر زبان اکابر در کمال استعجاب است و در واقع ژاژ خائیست که هیچ خرنه نماید چه در کلام آلهي که چند جا ذکر این عضو مستورالاسم والمسمي جاري شده و حضرت عایشه صدیقه در مجالس و محافل نام عضو مخصوص حضرت سرورعالم علیه‌السلام که مستورالاسم است بر زبان مي بردند الخ *

اِس تقریر سے مطلب علامه کشمیري کا یهه هی که شاه صاحب کا یهه فرمانا که لفظ فرج کا زبان پر اِمام کے آنا خلاف شان بزرگي کے هی موجب تعجب هی اِسلیئے که خدا کے کلام میں یهه لفظ مذکور هوا هی حضرت عایشه رضي الله تعالیٰ عنها نے عضو مستورالاسم کا نام لیا هی تو پهر اِمام نے اگر لیا تو کیا گناه کیا فقط جواب اِسکا یهه هی که یهه نافهمي اور نادانی حضرت علامه کي هی اِسلیئے که آیات اور احادیث میں اگر نام اِس عضو کا هی تو مسایل شرعیه کے بیان میں یا ستایش مومنین کے مقام پر هی نه که ایسے موقع و محل پر جو محل نزاع هی اور مسایل شرعیه کے بیان میں ایسے الفاظ کي ضرورت هوتي هی تو اُسکے بیان کا ایک سبب خاص هی هاں اگر شاه صاحب اُن احادیث و اخبار امامیه پر طعن کرتے جن میں واسطے بقاے مسئله شرعي کے اِس عضو کا نام لیا گیا هی تو یهه معارضه با تمثیل صحیح هوتا حالانکه صدها احادیث امامیه میں ائمه کرام کي زبان سے اِس عضو کا نام مذکور هی اور شاه صاحب نے کسي پر کچهه اِعتراض نهیں کیا اور اِس محل خاص پر جو اِعتراض کیا اُسکا مطلب یهه هی که ارازل عوام کو بهي اِسقدر غیرت اور حیا هوتي هی که اگر کوئي اُنکي جورو یا بیٹي کو لے جاوے تو وه ایسا لفظ زبان پر نهیں لاتے اور اپني جورو یا بیٹي کي نسبت شرمگاه کے غصب کر لینے کا لفظ زبان پر نهیں لاتے تو کیونکر ممکن هی که جناب اِمام نے ایسا لفظ زبان سے نکالا هو بلکه اگر في‌الواقع یهه نکاح بجبر و اکراه هوا تها تو اِمام کو مناسب تها که وه سایل کے جواب میں فرما دیتے که به ضرورت یهه نکاح هوا تها اور بوجه مُظهر اِسلام اور متمسک به شریعت هونے عمر کے شرعاً ایسا نکاح کر دینا جایز تها نه که اِس عبارت و الفاظ کو چهوڑ کر ایسا کریه لفظ جسکے هزار معنے بنائے جاویں مگر سمجهنیوالے اور هي کچهه سمجهتے هیں زبان پر لاتے اور اِس تقریر کا جواب خدا کي کلام میں اِس لفظ کے هونے یا حضرت عایشه کے بنظر ضرورت مسئله شرعي کے اُس لفظ کو زبان پر لانے سے نهیں هوتا این هذا من ذلک *

تیسرا قول بعض علماء شیعه نے یهه خیال کرکے که نکاح کے هونے سے اِنکار کرنا اپني احادیث و اخبار کي کتابوں پر خط نسخ کهینچنا هی اور روایت (اول فرج غصبت منا) که جو خاص کلیني نے کافي میں اِمام صادق علیه‌السلام کي حدیث کرکے لکهي هی غیر صحیح کهنا اِمام کو جهٹلانا هی اور اُسکو بغیر توجیه و تاویل کے تسلیم کرنا عقل اور ایمان اور عزت سے هاتهه اُٹهانا هی اِسلیئے که اُسکے معنے بنانے اور الفاظ کو حقیقت سے مجاز کے طرف پهیرنے پر آماده هوئے جب اُسکو بهي بے سود دیکها اور اُس سے بهي کچهه مطلب حاصل نه هوا تب دوسري طرح کي تاویلات دور ازکار کے جانب توجه فرمائي اور صبر اور وصیت اور تقیه سے پناه لي چنانچه هم هر ایک تاویل کو بتفصیل بیان کرتے هیں *

(پهلي تاویل صبر) بعض علماء شیعه نے فرمایا هی که جو معامله جناب امیر کو پیش آیا اکثر انبیاء اور اوصیا کو ایسے معاملے پیش آئے هیں اور اُنهوں نے صبر فرمایا هی اور اِس سے اُن کے درجات خدا نے

بڑھائے ھیں جیسا کہ حضرت لوط پر بھي ایسا ھي واقعہ گذرا ھی چنانچہ حضرت لوط کے پاس جب فرشتے آدمي کي صورت ھو کر آئے اور اُن کو کچھہ شبہہ ھوا تو اُنھوں نے اپني بیٹیاں اُنکے سامھنے کر دیں اور کہا کہ یاقوم ھٰؤلاء بناتي ھن اطھر لکم کہ یہہ میري بیٹیاں حاضر ھیں تمھارے واسطے اور یہہ اچھي ھیں تمھارے لیئے اور بلکہ صاف فرمایا کہ ھٰؤلاء بناتي ان کنتم فاعلین کہ یہہ میري بیٹیاں موجود ھیں اگر تم کو کچھہ کرنا ھی کرو پس تعجب ھی کہ جب حضرت لوط پیغمبر خدا نے اپني بیٹیاں سامھنے کر دیں اور ایسا کلمہ فحش زبان سے کہا کہ اگر کرنا ھی تو یہہ بیٹیاں حاضر ھیں اور اِسکا ثبوت آیات قراني سے ھوتا ھی تو پھر ناصبیوں کا یہہ اعتراض کہ حضرت امیرنے کیوں اپني بیٹي عمر کو دے دي تھي سراسر بیجا ھی جو جواب ناصبي حضرت لوط کے معاملہ کا دینگے وھي ھم مومنین کي طرف سے خیال کریں فقط چنانچہ قاضي نور الله شوستري نے مصائب النواصب میں اور اوٗر علماء شیعہ نے اپني کتابوں میں اِسکو لکھا ھی اور علاوہ اِسکے حضرت ابراھیم اور حضرت آسیہ زن فرعون کي بھي مثالیں دي ھیں چنانچہ ھم اُن سب کو لکھکر اُسکا جواب دینگے بالفعل بہ نسبت صبر جناب امیر کے جو کچھہ حضرات نے [illegible]مایا ھی اُس کو ھم ایک کتاب سیف صارم سے جو بعد ملاحظہ جناب مجتھد صاحب کے سنہ ۱۲۶۷ ھجري میں مطبع جعفریہ یعنے مطبع اثنا عشریہ میں چھپي ھی نقل کرتے ھیں گویا مولف نے اپنے تمام مجتھدین و علما کے اقوال کا خلاصہ اُس میں لکھا ھی مسلمانوں کو چاھیئے کہ اُسکو غور سے دیکھیں اور اُس بیچارہ مولف کي اور اُن کے مجتھدین و علماء کي حیا و شرم کي داد دیں اور اُن کے حق میں احسنت و آفریں کہیں و ھو ھذہ بلفظہ تواب کالشمس في وسط النھار ظاھر و ھویدا ھی کہ ایسے صغیر سن معصومہ کا نکاح ایسے شخص مُظھرالاسلام اور مُظھر اور مقر کلام مرقومہ سے قربت و وصلت کا بھي مفید نھیں صرف ظھور اجبار شیخ فاني تھا اور اذیت رساني اور مضطر کرنا اور بہ ظاھر تھتک پھنچا نفس رسول کو اور مُظھر اتمام حجت اور ثبوت غلبہ غالب کل غالب تھا نفس پر کہ اگرچہ درحقیقت قربت معصومہ طاھرہ یعنے وقوع اتصال و مواصلت جو کہ ظاھر میں غایت مناکحت ھی بموجب اقرار شیخ فاني اور ھم بسبب صغیرہ ھونے معصومہ کے ممتنع الوجود بقیني تھا اور باعتبار ظاھر کے بھي اور باعتبار باطن کے ازروے علم باطني کے بھي حضرت مولي پر ھویدا تھا اور مُظھرالاسلام بظاھر مقر رسالت و شرایع رسول انام سے قطع نظر اِسکے بھي مناکحت ممنوع شرعي نھیں تھي لیکن باعتبار ظاھر حال بنظر خواص و عوام البتہ کما انھتاک حرمت ولي خدا ظاھر کہ ایک منگیتر بیٹي ایسي صغیرہ کا باوصف دامادي اور ابن عمي رسول اور ملقب ھونے ساتھہ نفس رسول کے اور خیر کبیر اور غالب کل غالب ھونیکے اور مخاطب بہ لافتیٰ الا علي لا سیف الا ذوالفقار ھونیکے ایک شیخ فاني سے نکاح کرنا اور باوجود درپیشي اِس قدر اعتلال و تکرار کے ایسے سید عرب و عجم امیرالمومنین کہ اِس لقب کے خود صدیق و فاروق و صدیقہ نواصب تک گواہ ھیں لوگوں کي نظر میں ایک شیخ نومسلم ظاھري سے مغلوب دکھلائي دیں اور مجبور کھلاویں حتي کہ بیٹي حوالہ کر دیں کہ نفس سرکش کسي بشر کا ھرگز باوصف ظھور علت اباحت شرعي کے بھي اِس ھتک

کو نهیں گوارا کر سکتا سوا ے انبیا و اوصیاء کے که صبر و رضاي حضرات علیهم‌التحیه والبرکات بعطاي حضرت کبریا اُنهیں پر ختم هی که باوصف عطاي قوت و معجزه صبر و تحمل بهي ایسا هي اُن کو عطا هی که یهه اِستعداد اور حوصله کسي اوٗر بشر کو نهیں حاصل که نفس پر اتنا غلبه هو سکے که انتهاي مرتبه اور غایت کمال هی غالب کل غالب هونیکا *

ای مسلمانو ں کهاں هو کس نیند میں سو رهے هو ذرا چونکو هوش میں آؤ اُتهکر بیتهو اِس بچه نادان مولف سیف صارم اور اُسکے پیران نابالغ یعني مجتهدین و علماء کي عقل و حیا پر نوحه کرو اُنکے اِیمان و اِنصاف کے جانے پر مرثیه پڑهو اُنکے حال زار پر رحم کرو دیکهو که کیسي عقل و حیا اُنکي جاتي رهي هی که عیب کو هنر کرکے دکهلاتے هیں اور پرده میں محبت اهلبیت کي اُنکي شان میں کیا کچهه بکتے هیں جسکے سننے سے بدن پر رعشه جس پر خیال کرنے سے دل کو لرزه هوتا هی خیال کرو که بیغیرتي کو شجاعت کهتے هیں بیحمیتي کو صبر سے تعبیر کرتے هیں ای یارو یهه کیسے دوست اهلبیت کے هیں که اُن حضرات عالي درجات پر جنکي شان میں آیه تطهیر نازل هوئي جن کي عصمت و عفت پر پاکي نے قسم کهائي اُنکي نسبت کیا کیا کهتے هیں ای بهائیو صبر اِسي کا نام هی که ایک منافق بیتي کو غصب کرلے اور بجبر و اکراه نکاح ناجایز کرالے اور حضرات علیهم‌السلام بیتهے بیتهے دیکها کریں اور سواے سکوت کے زبان سے بهي کچهه نه فرماویں اور باوصف عطاے قوت معجزه و کرامات کے صبر و تحمل کو کام فرماویں خدا کي قسم هی که میں تعصب کو دخل نهیں دیتا اپنے مذهب پر خیال نهیں کرتا بلکه صرف عقل و حیا سے پوچهتا هوں که جسکا نام حضرات شیعه نے صبر رکها هی اور جس حالت کو صبر و تحمل سے تعبیر فرمایا هی حقیقت میں وه صبر و تحمل هي هی یا اُس کي اوٗر کچهه حقیقت هی میري سمجهه میں تو یهي آتا هی که اُنهوں نے وقاحت اور بیغیرتي کا نام صبر و تحمل رکها هی اور محبت کے حیله سے اهلبیت اطهار کو ذلیل کیا هی نعوذ بالله نعوذ بالله یهه کیا خرافات هی جو شیعه لکهتے هیں ابهي کسي ادنیٰ عامي آدمي کے گهر جاکر کوئي شخص گو وه شجاعت میں بینظیر اور قوت میں لاثاني اور مال و دولت میں لاجواب هو اُس کي بیتي سے به جبر و اکراه نکاح کرنیکا قصد کرے پهر تماشه دیکهے که وه عامي چپ چاپ رهتا هی یا اپني جان عزت پر قربان کرتا هی معلوم نهیں که حضرات شیعه نے امیرالمومنین یعسوب‌الدین صاحب ذوالفقار جد ائمه اطهار کي عزت اور همت اور شجاعت کو ایک ادنیٰ آدمي کے برابر بهي خیال نهیں کیا اور وقاحت کو بنام صبر تحمل کے قرار دیا هی اور طرفه ماجرا یهه هی که ایسي وقاحت کي باتیں اُنکي طرف منسوب کرتے جاتے هیں اور ایسے اِلزام اُن کو دیتے جاتے هیں اور پهر بهي اُنکو غالب کل غالب مطلوب کل طالب امیرالبررة قاتل‌الکفرة والفجرة سید الابرار مخاطب به لافتا الاعلي لا سیف‌الاذوالفقار کهتے جاتے هیں نه خدا سے شرماتے هیں نه رسول کا لحاظ کرتے هیں حقیقت میں دین و اِیمان کو حضرات شیعه نے بگاڑا اور شریعت محمدي کو اُنهوں نے درهم و برهم کیا اور شیطان کا نام بدنام هوا یهه باتیں شیطان کے دادا کو بهي نه سوجهي هونگي جو اِن حضرات کو سوجهي هیں *

کار زلف تست مشک افشاني اما عاشقاں   مصلحت را تهمتے بر آهوي چیں بسته اند

اب میں قصۂ لوط کا بھي مختصر جواب لکھتا ہوں اور آیہ کریمہ کي تفسیر بیان کرتا ہوں پوشیدہ نہ رھے کہ آیۂ مذکورہ کي یہہ معني نہیں ھیں جو حضرات شیعہ نے تصور کیئے ھیں کہ حضرت لوط نے ویسے ھي بلا نکاح اپني بیٹیاں زنا کرنے کے لیئے کسي کے سامھنے کر دي ہوں بلکہ مراد حضرت لوط کي پیش کرنے سے یہہ تھي کہ تم اِن سے نکاح کر لو اور چونکہ اُس وقت نکاح کافر کے ساتھہ جایز تھا اِسلیئے اُس میں کوئي قباحت شرعي نہ تھي اِسي واسطے حضرت لوط کي طرف سے خدا نے یہہ الفاظ فرمائے ھیں کہ (ھن اطہر لکم) کہ حضرت لوط نے یہہ فرمایا کہ میري بیٹیاں تمھارے واسطے پاک و پاکیزہ ھیں اور طہارت بے نکاح کے نہیں ہوتي *

اگر کوئي شیعہ کہے کہ ھم اِس امر کو نہیں مانتے لفظ نکاح کا آیہ میں نہیں ھی بہ جواب اُسکے ھم کہینگے کہ وہ تفسیروں کو ملاحظہ کریں اور سنیوں کي تفسیرونکو نہ دیکھیں اپني ھي تفاسیر سے اِسکي سند لیں چنانچہ امین‌الدین طبرسي مجمع‌البیان میں جو کہ نہایت معتبر تفاسیر شیعہ سے ھی اور طہران دارالسلطنت ایران میں چھپي ھی اِسي آیہ کے ذیل میں فرماتے ھیں قال یا قوم ھٰؤلاء بناتي ھن اطہر لکم وکان یجوز في شرعہ تزویج المومنۃ من الکافر کہ حضرت لوط کي شریعت میں نکاح مومنہ کا ساتھہ کافر کے جایز تھا *

اگر کوئي دانشمند شیعہ یہہ کہے کہ گو اِس آیہ کے اِن الفاظ سے مطلب نکاح کا ہو لیکن دوسري آیہ میں تو صاف فعل کرنا مذکور ھی کہ (ھٰؤلاء بناتي ان کنتم فاعلین) کہ حضرت لوط نے کہا کہ یہہ میري بیٹیاں ھیں اگر تم کرنیوالے ہو تو کرو اِسکے جواب میں بھي ھم اُنھیں کي تفسیروں پر رجوع کرتے ھیں اور جو اِن آیات کا مطلب اُنھوں نے بیان کیا ھی اُس کو نقل کرتے ھیں چنانچہ تفسیر مجمع البیان مذکور میں علامۂ موصوف فرماتا ھی کہ قولہ ان کنتم فاعلین کنایۃ عن النکاح اي ان کنتم متزوجین کہ فعل سے مراد نکاح ھی یعنے اگر تم نکاح کیا چاھو تو یہہ میري بیٹیاں حاضر ھیں *

اگر حضرات شیعہ کو ایک تفسیر پر اطمینان نہ ہو تو دوسري تفسیر کي عبارت بھي سنیں کہ فاضل کاشاني علماء شیعہ سے خلاصۃ المنہج میں اُسي آیہ کي تفسیر میں لکھتے ھیں کہ گفت لوط اي گروہ من اینہا دختران من اند ایشاں را بخواھید کہ ایشاں پاکیزہ اند و شما را تزویج دختران بشرط ایمان بودہ یا در شریعت او تزویج مومنات بکفار جایز بود *

الحاصل قصۂ لوط سے اور واقعۂ نکاح ام کلثومؓ سے کیا مناسبت ھی دونوں میں بڑا فرق ھی حضرت لوط کي شریعت میں نکاح مومنہ کا ساتھہ کافر کے جایز تھا اور اُن کا کہنا زنا کے لیئے نہ تھا بلکہ نکاح کے واسطے تھا اور پیغمبر خدا کي شریعت میں اخیر کو نکاح ساتھہ کافر کے حرام ہو گیا تھا اور مطابق اصول شیعہ کے دشمن اھلبیت اور ناصبي کے ساتھہ بھي نکاح حرام تھا علاوہ بریں حضرت لوط کي بیٹیوں کو کوئي غصب کرکے لے نہیں گیا نہ اُن کي عفت و عصمت میں خلل آیا اور یہاں تو معاملہ برعکس ھی کہ حضرت عمر نے نکاح بھي بجبر کرا لیا جو کہ شرعاً جایز نہ تھا اور پھر ام‌کلثوم کو اپنے گھر لے گئے اور چند سال تک رکھا اور اُن سے اولاد پیدا ہوئي پس دونوں شخصوں میں زمین و آسمان کا فرق ھی *

اي حضرات شیعہ کہاں تک باتیں بناؤ گے کیا کیا تاویلیں کروگے جو کچھہ کہو گے اُس میں جھوٹھے

ٹھہروگے جو کچھہ تاویل کروگے اُسي سے اهلبيت پر اِلزام دوگے اِس بحث کے اول سے آخر تک دیکھہ لو کہ جو کچھہ هم کہتے هيں وہ سچ هی یا جھوٹھہ هی اب لاف مُحبت اهلبيت نہ مارو اور صاف صاف اُنکي دشمني کا اِقرا کرو اور اپنے هر عقيدہ اور هر مسئلہ پر غور کرکے اِنصاف کرو کہ اُس سے محبت اهل بيت کي ظاهر هوتي هی یا عداوت اگر محبت اهلبيت هوتي تو کيا اُنکے جناب پاک کي نسبت ایسي ایسي وقاحت کي باتيں منسوب کرتے اُن کي شان ميں ایسي ایسي بيغيرتياں بيان کرتے استغفرلله استغفرالله *

جامي چه لاف ميزني از پاک دامني　　بر خرقۂ تو این همه داغ شراب چيست

جو کہ حضرت لوط کے قصے کا یہي جواب بخوبي هو چکا اب ميں حضرت ابراهيم عليه‌السلام کے قصے کا کچھہ بيان کرتا هوں *

بعض حضرات شيعہ نے فرمایا هی کہ حضرت ابراهيم عليه‌السلام کي بي بي سارہ کو بھي نمرود نے زبردستي چھين ليا تھا اور اُس وقت حضرت اِبراهيم سے سواے صبر اور دعا کے کچھہ نہ هوا چنانچہ مولف سيف صارم اِس مضمون کو اِس عبارت سے بيان کرتا هی و هوهذہ بلفظه علاوہ اِسکے تفسير عزيزي سے ایک اور مُختصر مضمون مقام حاجت هم لکھتے هيں زیادہ تفصيل تفسير مذکور ميں وہ دیکھہ سکتے هيں کہ اُنکے پير عزيز کي هی المختصر کہ سارا بي بي حضرت اِبراهيم کي کہ بہت خوبصورت تھيں بسبب ظلم و جور اشقيا کے اپنے خاوند اِبراهيم کے ساتھہ سر بصحرا نکليں جب مصر ميں پہنچيں تو وهاں کا بادشاہ نہایت جبر تھا اُس کي عادت تھي کہ جو عورت خوشرو هوتي تبي اُسکے خاوند کو مار ڈالتا تھا اور بھائي بند هوتا تو اُس سے چھين ليتا تھا غرض اِن پر بھي وهي نوبت پہنچي کہ پیادے ظالم کے حضرت پاس آئے اور پوچھا کہ یہہ عورت تمهاري کون هی حضرت نے کہا کہ بہن هی یعني مراد حضرت کے دل ميں یہہ تھي کہ دیني بہن هي اور اولاد آدم منصف فہم اِس جگہہ سے طریقہ تقيہ اور شعار انبيا ایسے مقام مجبوري و اِضطرار ميں خيال کر سکتا هی کہ اوصيا کو اُسوۃ و اِقتدا با نبيا هوتي هی اور مومنين کو اُسوۃ اُن سے تو ناصح صاحب کو اگر کچھہ بھي قوت منفعله هو تو سوچيں اور شرم کریں کہ اِن کے پير عزيز خود کيا لکھتے هيں غرض پیادگان شاہ مذکور نے اِبراهيم کو تو چھوڑ دیا اور حضرت سارہ خاتون کو زبردستي لے گئے حضرت اِبراهيم نے جب یہہ حال دیکھا تو نماز و دعا ميں مشغول هوئے اور حضرت سارہ جب اُس شقي کے پاس پہنچيں وہ شقي عاشق هو گيا اور چاها کہ بے ادبي کرے بالجمله حضرت سارہ نے دعا کي کہ اُسکا حال یہہ هوا کہ دونوں هاتھہ خشک هو گئے بدحال هوا انجام کو حضرت سارا نے دعا کي اچھا هو گيا پھر بدذاتي کي پھر وهي حال هوا غرض تيسري دفعہ حضرت سارا کو رخصت کيا اور هاجرہ حوالہ کيں *

هم اِس تحریر پر بھي آفریں و مرحبا کہتے هيں اور اِس قصے کے اِس موقع پر ذکر کرنے پر شاباش شاباش کہہ کر مولف کا دل بڑھاتے هيں کہ اِس نے ایسے قصے کو چھيڑا جس سے همارا مطلب حاصل

هوتا هي اور هم كو ايک حجت أن پر هوتي هي ليكن سخت حيرت أن كي عقل اور سمجهه پر هي كه اِس ميں أنهوں نے اپنا كيا فائده تصور كيا هي يعنے خلاصه اِس قصه كا يهي هي كه حضرت اِبراهيم كي بي بي ساره كو نمرود كے آدمي پكڑ لے گئے اور جب أس شقي نے بيحرمتي چاهي حضرت ابراهيم نے خدا سے دعا كي خدا نے نمرود كا هاتهه خشک كر ديا اور أن كي بي بي كي عصمت كو بچا ديا بلكه ايسا معجزه دكهلايا كه جسكے سبب سے أس نے ايک لونڈي هاجره اوڑ نذر كي اب كوئي اِس قصے كو حضرت ام كلثوم كے حال سے ملاوے كه مطابق هي يا مخالف اگر حضرت ام كلثوم كے ساتهه بهي ايسا هي معامله هوتا كه جب حضرت عمر أن كو اپنے گهر لے گئے تهے تب حضرت علي خدا سے دعا كرتے اور الله جلشانه حضرت اِبراهيم كي طرح أن كي عصمت بچانے كے ليئے عمر كا هاتهه خشک كر ديتا اور أن كو ڈرا ديتا اور وه معجزه ديكهكر صحيح و سالم امكلثوم كو حضرت علي كے گهر بهيجديتے بلكه اپني طرف سے ايک لونڈي اوڑ پيشكش كرتے اور تقصير اپني معاف كراتے تو بيشک قصه اِبراهيم و ساره كا مطابق أن كے حال كے هوتا حالانكه برخلاف أس كے حضرت عمر نے زبردستي ام كلثوم كا نكاح كرا ليا اور اپنے گهر آٹهه دس برس تک أن كو ركها اور ايک بيٹا اور ايک بيٹي بهي أن سے پيدا هوئي اور أن كے جيتے جي حضرت ام كلثوم أنكے گهر رهيں اور بعد أن كے وفات كے حضرت جعفر طيار كے بيٹے كے ساتهه أن كا نكاح هوا پس تعجب هي كه خدا نے حضرت ساره كي عصمت بچانے كے ليئے تو معجزات دكهلائے نمرود كا هاتهه بهي خشک كر ديا اور حضرت ام كلثوم بنت فاطمه بنت رسول كے غصب كا جب ايک منافق مرتد نے اراده كيا تو نه خدا كے درياء غيرت كو جوش هوا نه أسكا قهر و جلال ظاهر هوا نه أس نے كوئي معجزه دكهلايا نه أس غاصب كا هاتهه خشک كيا نه كسي اوڑ طرح بر اپنے رسول كي پوتي كو بچايا پس سواے اِسكے كيا كها جاوے كه شيعوں كا خدا بهي عمر سے ڈر گيا اور أس نے بهي خوف كے مارے كچهه دم نه مارا يا انكه اپنے رسول كے وصي كي طرح أس نے بهي صبر كيا اور تحمل فرمايا چونكه ادنيٰ آدميوں كو ايسے معاملات ميں بے صبري هو جاتي هي اور وه جان دينے پر آماده هو جاتے هيں مگر چونكه اِمام اور وصي كا رتبه اور درجه سب سے بڑا هوتا هي اِس ليئے أنهوں نے ايسے معامله ميں بهي صبر كيا (نعوذ بالله من هفواتهم و من سوء عقيدتهم *

اِس قصه ميں ايک شبهه جاهلانه اوڑ رها جاتا هي جس كا رفع كرنا بهي مناسب هي وه يهه هي كه تواريخ و سير سے ثابت هي كه جب حضرت اِبراهيم كي بي بي كو نمرود شقي نے پكڑوا ليا حضرت اِبراهيم نے خدا سے دعا كي أس دعا پر خدا نے معجزه دكهلايا اور نمرود كا هاتهه خشک كيا اور حضرت علي نے بعد جانے ام كلثوم كے دعا نهيں كي كه خدا أسكو قبول كرتا اور معجزه دكهلاتا فقط بيشک يهه سچ هي كه حضرت علي نے دعا نهيں كي اور يهه بهي درست هي كه جب خود حضرت امير جنكي بيٹي غصب كي گئي خاموش هو گئے تو خدا كيا كرتا وه بغير دعا و سوال كے كيوں اپنا قهر نازل كرتا ليكن حضرت امير كو دعا كا مانع كون تها أنهوں نے كيوں سكوت فرمايا اور دعا كے ليئے أنهوں نے اپنے گهر ميں رات كے وقت كيوں دروازه بند كركے هاتهه نه بڑهايا اگر مقابله كرنے ميں خوف جان كا اور لڑنے ميں انديشه قتل كا تها تو خير ايک مجبوري تهي جس كے باعث سے خاموش هو گئے ليكن گهر ميں رات كے وقت كسكا ڈر تها جس كے سبب سے دعا تک نه مانگي شايد خيال حضرت عمر كا هوگا كه وه اكثر رات كو بهي گشت كے

لیئے نکلا کرتے اور لوگوں کي خبر لیا کرتے تھے اگر کہیں حضرت امیر کو دعا کرتے سن لیتے تو شاید اُنکو تکلیف دیتے اور پھر وهي امر پیش آ جاتا حس کے لحاظ سے حضرت امیر ساکت هو گئے تھے یعني خوف قتل مگر خیال اُسوقت کرنا ضرور تها جبکه دعا کے لیئے چلانا ضرور هوتا حالانکه جهر دعا کے لیئے ضرور نهیں هي خدا دل کے دعا کو بهي ویسا هي سن لیتا هی جیسا که زبان سے چلانے کو سنتا هی پس دل هي سے دعا کرتے اور زبان سے کچهه نه فرماتے غرض تو مطلب حاصل هونے سے تهي پس حضرت امیر کے مقابله نه کرنیکا سبب تو هم نے مانا که خوف جان کا تها اور آواز سے دعا نه کرنے کے لیئے یهي هم نے معذور تصور کیا که اندیشه عمر کے سن لینے کا تها لیکن دل سے دعا نه کرنیکا کوئي سبب سمجهه میں نهیں آتا کاش کوئي شیعه هم کو یهه بتا دے اور همارا شبهه دور کر دے *

اگر کوئي دانشمند یهه فرماوے که جب نکاح کردیا تو پهر دعا مانگنے کي کیا ضرورت تهي معاذالله معاذ الله عمر زاني اور فاسق نه تهے جنکے ساتهه اپني بیٹي کا نکاح کرنے سے حضرت علي کچهه لحاظ فرماتے تو پس یهي قول همارا هی پهر روایت (اول فرج غصبت منا) کو کیا کرینگے اور اُن صدها اوراق کو جو اِس نکاح کي توجیه کے لیئے علماء نے سیاه کیئے هیں کس آنکهه کے پاني سے دهووینگے اگر نفس‌الامر یهي هی که حضرت علي حضرت عمر سے راضي اور حضرت عمر حضرت علي سے خوش تهے اور دونوں ایمان اور اخلاص میں ایک دوسرے پر بهروسه رکهتے تهے اِسلیئے اپني خوشي سے نکاح کر دیا تو بس جهگڑا طی هوا لیکن مذهب تشیع کا بطلان کالشمش في نصف النهار ثابت هوا *

اگر حقیقت میں یهه بات جو هم نے بیان کي حضرات شیعه تسلیم کر لیں تو اُنکو سواے اپنے مذهب کے چهوڑنے کے دوسرا چاره نهیں هی اور اِسیواسطے اُن کے علما نے هزاروں قسم کي تاویلات فرمائیں جنکي ضرورت نه تهي لیکن اصل حقیقت کے بیان کرنے سے چشم پوشي کي کسي نے عذر خوف جان کا بیان کیا کسي نے اُسکو صبر و تحمل پر محمول کیا کسي نے اُسکے معارضه میں حضرت لوط کے قصے کو پیش کیا کسي نے حضرت ابراهیم کي بي بي ساره کے پکڑے جانے پر بطور نظیر کے بیان کیا کسي نے حضرت امکلثوم کي شکل پر جنیه کي شکل هونے کا دعوی کیا بهر حال یهه سب نظیریں اور مثالیں اور حکایتیں بیان کرنا اور اُس کے عذرات اور وجوهات پیش کرنا بلکه اِس نکاح کو مثل مُردار کے کهانیکي جو ضرورتاً شرعاً حلال هو جاتا هی § سمجهنا کس لیئے هی اِسي لیئے تاکه یهه ثابت نهو که حضرت عمر رضي‌الله تعالی عنه لایق زوجیت حضرت امکلثوم کے تهے اور حضرت علي نے خوشي سے اُن کے ساتهه نکاح کیا پس ایک حضرت عمر کي نضیلت سے اِنکار کے واسطے کیا کیا توجیهات کي هیں اور کیسے کیسے اِلزام حضرات اهلبیت پر دیئے هیں که کچهه هو خواه اهلبیت بدنام هوں خواه اُن کي بنات طیبات مغصوبه تهہریں خواه اُنکے اولیا پر وقاحت کا اِلزام آوے سب کچهه منظور اور قبول هی لیکن حضرت عمر کي نضیلت کا اِقرار نه کیا نه کرتے هیں نه کرینگے *

§ جیسا که صاحب نزهه نے لکها هی که تجویز تزویج در مقام ضرورت و اضطرار از باب رخصت است چنانچه تجویز تناول میته در حالت مخمصه و اضطرار

(دوسري تاویل وصیت) جو که هم اُوپر صبر و تحمل کي تاویل سے جواب دے چکے اب دوسري تاویل کو بیان کرکے اُس کا رد کرتے هیں *

جبکه حضرات شیعه نے خیال کیا که صبر کي تاویل درست نهیں هی اور بغیر کسي وجه خاص کے ایسے نازک معاملے میں تحمل کا عذر صحیح نهیں اِسلیئے اُسکي تائید دوسري طرح سے کي اور اُسکے لیئے ایک

وجه خاص پیدا کي یعني وصیت کرنا پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و سلم کا که حضرت سرور کائنات اپنے وصي اور امام اول کو وصیت فرما گئے تھے که وہ سواے صبر کے کچھه نه کریں اور جو جو ظلم و ستم خلفاء جور کریں اُن سب کي برداشت کریں اور جو جو واقعے پیش آنیوالے تھے سب حضرت صلي‌الله علیه و سلم جناب امیر سے کہه چکے تھے اور هر ایک واقعه پر صبر و تحمل کي وصیت کر گئے تھے تو پھر کیونکر ممکن تھا که وصي نبي کے حکم کے خلاف کرتے اور صبر کو چھوڑ دیتے چنانچه اِس مضمون کو قاضي نور الله شوستري نے اپنے مصایب میں بیان کیا هی جس کا ترجمه فارسي ازالة الغین میں مذکور هی که اُسکو هم نقل کرتے هیں وهو هذه و بعضے از جہال ایشاں گفته‌اند که چه گنجایش دارد که علي تسلیم نکاح کند ابنهٔ خود را بر بنگه شما وصف کردید و ما میگوئیم که این سخن جہل‌است نه وجود تدبیر و بیان این آنست که چوں رسول خدا صلي‌الله علیه و آله و سلم وصیت کرد علي را نه آنچه محتاج بود در وقت فوت و معلوم او گردانید جمیع آنچه جاري خواهد شد از امر مستقبلین و احداً بعد واحدِ پس علي گفت مرا بچه امر میکني آں حضرت فمود صبر کن تا مردم رجوع کنند بسوي تو از روی طوع پس آں هنگام قتال کن با ناکثین و قاسطین و مارقین و با احدي از ثلثه منازعت مکن تا خود را بدست خود در تهلکه نیندازي و مردم از نفاق بشقاق بر گردند پس علي علیه‌السلام حفظ وصیت رسول خدا صلي الله علیه و آله و سلم بود بواسطهٔ حفظ دین تا مردم به جاهلیت بر نه گردند و چوں عمر خواستگاری امکلثوم نمود علي متفکر شد و گفت اگر مانع شوم او قصد قتل من خواهد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بیروں روم از اطاعت رسول خدا صلي‌الله علیه وآله و سلم و مخالف وصیت او میکنم و داخل میشود در دین آنچه مذکور میکرد ازاں رسول خدا صلي‌الله علیه و آله و سلم پس تسلیم ابنه درین حال اصلح بود از قتل او و بیروں رفتن از وصیت رسول خدا پس تفویض نمود امر او را بخدا و دسته بود که آنچه عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب کرده از انکار حق او وقعود بجاے رسول خدا صلي‌الله علیه و آله و سلم و تغیر احکام الٰهي و تبدیل فرایض خدا چنانچه گذشت اعظم‌است نزد حق تعالیٰ واقطع واشنع‌است از اغتصاب این فرج پس تسلیم کرد و صبر نمود چنانچه رسول خدا صلي‌الله علیه و آله و سلم امر نموده بود خلاصه اِسکا یهه هي که حضرت امیر کو پیغمبر خدا نے وصیت کي تهي که تم خلفاء ثلثه کے عهد میں کچھه نه کہنا اور نه کچھه کرنا جو ظلم و ستم وہ چاهیں کریں سر نه هلانا جو کچھه چاهیں وہ غصب کر لیں کچھه نه بولنا اِسي واسطے حضرت علي نے اصل معامله امامت و خلافت میں کچھه دم نه مارا اور سکوت کامل اختیار فرمایا حالانکه عمر کے خلیفه هونے سے جو کچھه خرابیاں هوئیں وہ ظاهر هیں پس خلافت کا غصب کرنا اور مسلمانوں کے مال پر متصرف هونا اور جناب امیر کو الگ کرکے خود پیغمبر خدا کي جگهه پر بیٹھنا خدا کے نزدیک بہت قبیح اور شنیع تها بانسبت غصب کرنے فرج امکلثوم کے پس جب ایسے بڑے قبیح اور شنیع معاملے میں یعني غصب خلافت میں حضرت پیغمبر خدا کي وصیت کے سبب سے حضرت علي نے صبر کیا تو پھر ایک بیٹي کي شرمگاہ غصب کرنے پر صبر فرمایا تو کیا تعجب هی اور اِس

تقریر لطیف کو لکھتے لکھتے قاضي نور الله شوستري مصایب النواصب میں اپنے حیا و شرم کي جوهر دکھلاتے هیں اور فرماتے هیں که دعوی کرنا خلافت کا جو عمر نے کیا اور بیٹھنا مسند رسول پر خدا کے نزدیک هزار فرج کے غصب کرنے سے بھي زیاده برا تها چه جاے فرج واحد کما ذکر ترجمته في ازالة الغین و آنچه دعوی کرد از براے خود از امامت از روي ظلم و جور و تعدي و خلاف بر خدا و رسول خدا صلي الله علیه و آله و سلم و بدفع امامے که نصب کرده او را خدا و رسول خدا و استیلاي او بر امور مسلمانان پس حکم به خلاف خدا و رسول اعظم ست نزد حق تعالی از غتصاب هزار فرج از زنان مومنه چه جاے فرج واحد ای مومنین با حیا اور ای شیعیان با صفا تم کو اپنے حیا اور صفا کي قسم هی که قاضي نور الله شوستري کي اِس تقریر لطیف کي لطافت دیکھو اور اُس کے الفاظ اور مضامین کو سوچو که ائمه اطهار اور بنات طیبات کي نسبت کیا کچھه فرمایا هی اور نکاح ام کلثوم کو کن لفظوں سے تعبیر کیا هی سبحان الله جناب سیدة النساء فاطمه زهرا کي محبت کا دعوی بھي کرنا اور اُن کي بنات طاهرات پر ایسي تهمت بھي کرنا اور ایسي بے ادبي کے الفاظ اُنکي شان میں زبان سے نکالنا قریب هی که زمین شق هو وے آسمان سے بجلي قهر کي گرے که کس منهه سے کس کي شان میں کیا کهے هیں اور یهه نهیں سمجھتے که ام کلثوم اُس معصومه کي بیٹي هیں جسکي صورت کسي نے نهیں دیکھي جسکي عفت کي عصمت نے قسم کھائي جب قیامت کے دن میدان محشر میں اُن کا گذر هوگا تب منادي ندا کریگا که (غضوا ابصارکم) یعني سب اپني آنکھیں بند کر لو که رسول کي بیٹي عفیفه معصومه گذرتي هی کسي کي اُسپر نظر نه پڑے غرض که جسکے ماں کي عصمت کي خدا کے نزدیک یهه قدر و منزلت هووے اُس کے جگر گوشه کي حضرات امامیه ایسي فضیحت و رسوائي بیان کریں اور جو باتیں ایک عامي کي نسبت کسي کي زبان سے نه نکلیں اُن کو ایسے جناب کے شان میں بیان کریں رها عذر وصیت رسول خدا علیه التحیة والثنا کا یهه ایسا عذر هی که نه عقلا لایق تسلیم هی نه نقلا عقلا اسلیئے که پیغمبر خدا واسطے هدایت خلق کے مبعوث هوئے تھے اُن کا کام تها خود وه کام کرنا جس میں لوگ گمراهي سے بچیں اور اوروں سے خصوصاً اپنے جانشینوں اور وصیئوں سے وه کام کرانا جس میں خلق خدا ضلالت سے محفوظ رهے پس کیونکر عقل قبول کرے که پیغمبر خدا نے یهه وصیت حضرت امیر کو کي هو که گو خلفاء ثلثه خلافت غصب کریں اور تمهارا حق چهین لیں اور لوگوں کے مال پر متصرف هوویں اور خدا کي کتاب میں تحریف کریں اور میري سنت کو بدلیں اور تمهاري بیٹیوں کو چهین لے جاویں مگر دم نه مارنا اور چپ رهنا اور یهه سب جور و ستم اپني نفس پر گوارا کرنا بھلا کسي کي سمجھه میں یهه بات آویگي که پیغمبر خدا نے ایسا فرمایا هو نعوذ بالله منه اِس سے بڑهکر اور کیا تهمت پیغمبر خدا پر هوگي رها یهه عذر که یهه اِس واسطے پیغمبر خدا نے فرمایا تها که لوگ ظاهر اسلام نه چهوڑ دیں اور علانیه کفر و شرک نه کرنے لگیں تو یهه امر بھي عقل کے خلاف هی اِسلیئے که اگر وے لاکھوں آدمي جنهوں نے برسوں پیغمبر خدا کي صحبت پائي هو اور جنهوں نے ابتداي اسلام سے اُسکي ترقي کے وقت تک وقتاً فوقتاً ایمان قبول کیا هو اور جنهوں نے جهاد اور لڑائیوں میں اپني جان دینے میں دریغ نه کیا هو اور جنهوں نے اپني آنکهه سے هزارها معجزات دیکھے هوں اور جنکي شان میں خدا نے آیات فضیلت نازل کي هوں وے سب

کے سب الا قليلا منهم ايسے منافق اور ناقص الايمان هوں که وے صرف حضرت علي کے مقابله کرنے سے ساتهه خلفاء ثلثه کے ظاهري اِسلام کو بهي چهوڑ دیں اور اپنے کفر اصلي کو ظاهر کر دیں اور علانيه مشرک هو جاویں اور باوجوديکه حضرت امير حق پر هوں اور صرف مسلمانوں کي جانوں اور مالوں کو اُن کے دست تعدي سے محفوظ رکهنے اور خدا کے دین کو تغير و تبديل سے بچانے اور لوگوں کے گمراه نه هونے کے واسطے وہ اُن کا مقابله اور اُن سے مقاتله کریں اور پهر بهي کوئي مسلمان اُن کا ساتهه نه دے بلکه ساتهه دينا کيسا اِسي قصور میں حضرت علي کو چهوڑ دیں اور ظاهري اِسلام سے هاتهه اُٹها کر بت پرستي اِختيار کر لیں تو ايسي جماعت کے اِيمان اور اِسلام سے کيا فائده تها اور بلکه اُن کا مسلمان رهنا اور کافر هو جانا برابر تها تو پهر پيغمبر خدا عليه التحيه والثنا کا وصيت فرمانا اور حضرت علي کو بخيال کافر نه هونے اُن لوگوں کے صبر پر تاکيد کرنا کيا ضرور تها اِس لیئے که جس امر کا انديشه تها که لوگ اِيمان و اِسلام سے نه پهر جاویں وہ موجود هي تها اور وے سب کے سب اِيمان و اِسلام سے هاتهه اُٹهائے هوئے تهے ورنه خيال کرنا چاهيئے که اگر حضرت علي اِس بات پر که اُن کي خلافت خلفاء جور نے غصب کي اور لوگوں کے مالوں پر تصرف کيا اور سنت نبوي کو تغير ديا اور رسول کي بيٹي کو غصب کرلے گئے اُن خلفاء سے مقابله کرتے اور اصحاب رسول سے مدد چاهتے تو وہ بجاے مدد دينے کے کلمه شهادت سے بهي منکر هو جاتے اور خدا کي توحيد اور رسول کي رسالت کا بهي اِنکار کرنے لگتے تو پهر اُنکے اِسلام کا لحاظ کيا ضرور تها اگر ايسے دلي کافر ظاهري مسلمان ظاهر میں کلمه گو رهتے تو کيا اور بت پرست هو جاتے تو کيا صرف اُن کے ظاهري اِسلام کے لحاظ سے اِس قدر ظلم و ستم اُٹهانا اور خدا کے دین کو غارت هونے دينا اور بيٹيوں کو چهين لے جانے دينا کيا معني اور ايسے لوگوں کي خاطر وصيت کرنا پيغمبر خدا کا اور صبر و تحمل پر ثابت قدم رهنے کے اپنے وصي کو تاکيد کرنے سے کيا حاصل تها *

اى حضرات يهه معامله نکاح ام کلثوم کا ايسا آسان نهيں هي که (اول فرج غصبت منا) کهکر اُسکو ٹال دو اور اُس کو ايسي پوچ لچر باتوں میں بهلا دو ذرا اِنصاف کرو که اگر کسي شخص کا غلام يا خدمتگار يا ملازم جس نے چند هي روز اپنے آقا کا نمک کهايا هو وہ ديکهے که بعد مرنے اُس آقاء کے کوئي شخص اُسکے مال کو غصب کرتا هي يا اُسکے خاندان کي کسي لڑکي کي عزت ليتا هي بلکه غصب کرنا کس کا عزت لينا کيسا وہ يهه سمجهے که ايسا اِراده بهي رکهتا هي تو اگر وہ نمک حلال هوگا تو ضرور اپني جان دينے پر مستعد هوگا اور اپنے جيتے جي اپنے آقاء کي حرمت و عزت میں داغ نه آنے ديگا پس کيا چار لاکهه اصحاب رسول میں ايک بهي ايسا نه تها که وہ حضرت علي کا شريک هوتا اور پيغمبر خدا کے خاندان کي عصمت و عفت بچاتا اصحاب رسول کو جانے دو اُن سب کو مرتد اور منافق سمجهو کيا بني هاشم میں بهي کوئي شخص نه تها جو اپني بيٹيوں کي عزت بچاتا اور دست تعدي سے ايک منافق کے اُنکو محفوظ رکهتا شايد اِس کا جواب حضرات شيعه يهه دينگے که پيغمبر خدا نے وصيت صبر کي کي تهي اور فرما ديا تها که گو کوئي شخص کتنا هي ظلم کرے اور گو تمهاري لڑکيوں کو غصب کرلے جاوے اور جو چاهے سو کرے مگر کوئي دم نه مارنا تب هم کهينگے که وہ وصيت جنگ شام اور صفين میں کيوں بهلا دي گئي اور کس ليئے هزاروں آدمي کا خون کرايا تب شايد يهه فرماويں که اُس وصيت میں يهه بهي تها که خلفاء ثلثه کے زمانه میں کچهه نه کرنا مگر معاويه سے لڑنا تب هم کهينگے که وصيت پيغمبر خدا کي کيا

تھہري مرزا دبير اور مير انيس کا مرثيه تھہرا که جو مضمون اُن کے ذھن میں آیا اُسي وقت ایک روایت اپني طرف سے جھوٹھي سچي بنا لي اور اپني شاعري دکھلا دي آخر اِس وصيت کا کچھہ سبب کوئي وجه بھي ھي یا نہیں اگر یہه وجه ھو که نوبت خونریزي کي نه پہنچے تو جنگ معاویه میں وہ وجه موجود تھي که ہزارھا آدمي کے قتل کي نوبت آئي اور اگر یہه سبب ھو که کوئي اصحاب میں سے شریک نہوگا ناحق علي کي جان جاویگي تو اُسکا حال جنگ معاویه میں کھل گیا که تمام مہاجرین اور انصار اور اھل حل و عقد بزرگان دین حضرت علي کے ساتھه تھے اور ہزاروں اُنکي اعانت میں شہید ہوئے تو کیا وے لوگ جنھوں نے حضرت علي کو پیچھے مدد دي پہلے مدد نه دیتے اور جسطرح معاویه کے ساتھه لڑے اُسطرح خلفاء کے ساتھه نه لڑتے پس صاف ظاہر ھي که یہه وصيت کا مضمون صرف بنایا ہوا ھي اور ناحق تہمت رسول خدا علیه التحیه والثنا پر ھي اگر شک ھو تو ھم اُسکو نقلاً بھي ثابت کرتے ھیں *

پوشیدہ نه رھے که قطع نظر دلایل عقلي کے جس سے بطلان اِس وصيت کا ثابت ہوتا ھي اگر ھم احادیث و اخبار پر کتب شیعه کے غور کرتے ھیں تو اُس سے بھي غلط ہونا اِس کا معلوم ہوتا ھي اِس لیئے که ماحصل وصيت کا یہه ھي که حضرت علي خلفاء ثلثه کے زمانے میں صبر و تحمل کریں اور اُن کے کسي ظلم و ستم پر کچھہ نه بولیں پس اگر حضرت علي اُنکے زمانے میں صابر اور شاکر رھے ھوں اور اُن کے ساتھه سختي اور درشتي کے ساتھه پیش نه آئے ھوں اور اُنکا مقابله نه کیا ھو تو بیشک ھم بھي تسلیم کر سکتے ھیں که شاید ایسي وصيت ہوئي ھو لیکن اگر یہه امر ثابت ھو جاوے که حضرت علي نے اپنے جلال و قہر کو کام فرمایا اور خلفاء ثلثه سے به سختي پیش آئے اور اُن سے مقابله کیا اور اُن کو ھر طرح پر ڈرایا اور اُن کے قتل پر آمادہ ہوئے تو کیونکر ھم قبول کریں که پیغمبر خدا نے وصيت کي تھي اِسلیئے که اگر وصيت کرتے تو ضرور حضرت علي اُسپر عمل کرتے اور کسي امر میں چوں و چرا نه فرماتے لیکن چھوٹي چھوٹي باتوں میں تو حضرت امیر اُنکا مقابله کریں اور مرنے مارنے پر مستعد ھو جاویں اور وصيت نبوي کو بھلا دیں اور ایسے بڑے معاملے میں مثل غصب امکلثوم کے صبر و تحمل کریں اور وصيت پر عمل فرماویں یہه امر ھماري ناقص فہم کي سمجھه سے باھر ھي اِس دقیق مضمون کو حضرات شیعه ھي سمجھتے ہونگے *

اب ھم چند احادیث و اخبار کتب معتبرہ شیعه کي نقل کرتے ھیں جس سے ثابت ہوتا ھي که حضرت علي ذرا ذرا سي بات پر مقابله خلفا کا کرتے اور اُنکے قتل پر مستعد ہوتے تھے *

(پہلي روایت) کشف الغمه میں محمد ابن خالد سے ایک روایت لکھي ھي جسکا مضمون یہه ھي که ایک روز حضرت عمر نے اثناء خطبه میں لوگوں سے کہا که اگر میں چاھوں که تم کو معلومات دینیه اور معتقدات یقینیه اور احکام شرعیه محمدیه سے پھیروں اور یہه کہوں که اِسکو چھوڑکر اُن قاعدوں پر چلو جو جاھلیت کے زمانے میں تھے تو تم میري اطاعت کرو یا نہیں کسي نے کچھہ جواب نه دیا جب تین مرتبه اِسیطرح پر حضرت عمر نے پوچھا تو حضرت علي نے فرمایا که اگر یہه حالت تمھاري ھم دیکھیں اور تمکو خدا کے دین سے پھرا ہوا پاویں تو دوسرا نائب ھم طلب کریں اور اگر تم توبه کرو تو تمھاري توبه قبول کریں اگر توبه نکرو تو ھم تمھاري گردن ماریں حضرت عمر نے یہه سنکر کہا که الحمدلله که ھمارے دین میں ابھي ایسے آدمي ھیں که اگر میں منحرف ھو جاؤں تو وہ مجھے راہ راست پر لا سکتے

هیں فقط پس جب حضرت علي حضرت عمر کے پوچھنے پر ایسا سخت جواب دیں اور اُنکے قتل کرنے اور گردن مارنے پر اپني مستعدي ظاهر کریں تو اگر حقیقت میں حضرت عمر دین سے پھر جاتے اور احکام شرعیہ محمدیہ کو بدل دیتے تو حضرت علي اپنے قول کو پورا کرتے اور ضرور اُنکو مار هي ڈالتے پس حضرت علي سے مستعد کیونکر حضرت عمر کو اپني بیٹي لے جانے دیتے اور کچھہ چوں و چرا نکرتے

اصل ترجمہ بلفظہ اُس حدیث کا یہہ هی روایت است از محمد بن خالد الضبي که روزے عمر بن خطاب در اثناء خطبه از حاضران سوال کرد که اگر من خواهم که شما را از معلومات دینیه و معتقدات یقینیه و احکام شرعیه محمدیه صرف نمایم و گویم که از معتقدات بر گردید و رجوع نمائید بقواعد که در زمان جاهلیت بود شما با من چه خواهید کرد آیا تابع من دراں خواهید شد یا مخالف من مردمان همه خاموش شدند و هیچکس جواب نگفت عمر دیگر بار همیں سخن را اعاده کرد از هیچکس جوابے نشنید پس دیگر بار همیں مقوله اعاده کرد شاه ولایت فرمود که هرگاه از تو ایں حالت مشاهده گردد و ترا از دین مصطفی منحرف یابیم تایب دیگر طلب کنیم و اگر توبه نکني توبه ترا قبول کنیم و اگر نکني ترا گردن زنیم عمر چوں ایں سخن از شاه اولیا شنید گفت که در دین ما مردان هستند که اگر منحرف شویم ما را بطریق مستقیم مقیم و ثابت دارند انتهي بلفظه *

(دوسري روایت) ملا باقر مجلسي نے حیات القلوب میں ایک حدیث طویل نقل کي هی جسکا خلاصہ یہہ هی کہ عمر فاروق کے دل میں اِسقدر خوف اور هیبت شاہ مرداں کي تھي کہ بمجرد دیکھنے کے لرزہ آ جاتا تھا چنانچہ بعد لکھنے ایک قصہ طول طویل کے اِس مضمون کو اِن لفظوں سے ادا کیا هی علي ابن اِبراهیم از ابوذر ثلثه روایت کرده است که گفت روزے با عمر بن خطاب براهے میرفتم ناگاه اضطرابے در راه یافتم و صداي از سینۂ او شنیده شد مانند کسے که از ترس مدهوش شود گفتم چه مي شود ترا اي عمر گفت مگر نه بیني شیر بیشه شجاعت را و معدن کرم و نتوت را و کشنده طاغیاں و باغیاں و زیبنده شمشیر را و علمدار صاحب تدبیر را چوں نظر کردم علي بن ابیطالب را دیدم (الي قوله) تا ایں ساعت ترس او از دل من بدر نرفته است و هرگاه که او را مي بینم چنیں هراساں میشوم فقط پس اب اِس حدیث سے زیادہ اور کیا سند چاهیئے جس سے معلوم هوتا هی کہ حضرت عمر حضرت علي کي صورت دیکھنے سے ڈر جاتے تھے اور اُن کے بدن پر هیبت سے لرزہ هونے لگتا هی اور بهت دیر تک هوش و حواس اُنکے درست نہ هوتے تھے پس جب کہ حضرت علي کے دیکھنے سے یہہ حال حضرت عمر کا هوتا هو اور اُنکے هوش و حواس اُن کي صورت دیکھنے سے جاتے رهتے هوں تو کیونکر قیاس میں آوے کہ پھر اُن کي بیٹي سے بجبر نکاح کر لیا هو شاید حضرات شیعہ یہہ فرماویں کہ اُسوقت حضرت علي کا جلال جاتا رها تھا بلکہ معاملہ برعکس هو گیا تھا *

(تیسري روایت) جناب مولوي سید دلدار علي صاحب قبلہ عماد الاسلام میں لکھتے هیں کہ کتب امامیہ میں لکھا هوا هی کہ حق تعالی نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ سب کے دروازہ مسجد سے بند

کریں سواے اپنے اور علي کے دروازہ کے بعد چند روز کے حضرت عباس نے عرض کي که میرے لیئے بھي خدا سے عرض کیجیئے که میرا دروازہ کھول دیا جاوے آپ نے کہا ممکن نہیں تب حضرت عباس نے کہا که ایک میزاب هي کے لیئے دعا کیجیئے حضرت خاموش هوئے اور خدا نے حضرت عباس کي درخواست ثاني کو منظور کیا پس حضرت خود اُٹھے اور حسب خواهش حضرت عباس کے سقف خانه پر پرناله نصب کیا چنانچه وه پرناله تین برس تک زمانه خلافت عمر میں قایم تها ایک روز اُس پرناله کا پاني بهتا تها که عمر کے کپڑوں پر گرا اُنهوں نے حکم دیا که یهه پرناله اُکهاڑ دیا جاے چنانچه وه اُکهاڑ دیا گیا اور عمر نے غیظ و غضب میں آ کر کہا که اگر کوئي اِسکو پھر لگائیگا تو میں اُسکي گردن مارونگا حضرت عباس اپنے لڑکوں پر تکیه کرکے اُسي شدت مرض میں حضرت امیر کے پاس فریاد کو آئے اور کہا که میں دو آنکهیں رکھتا تها ایک تو جاتي رهي یعني پیغمبر خدا دوسري باقي هی یعني علي ابن ابیطالب میں نه جانتا تها که تمهارے جیتے جي مجهپر یهه مُصیبت هوگي حضرت امیر نے فرمایا که تم اپنے گھر میں آرام سے بیٹھو دیکھو میں کیا کرتا هوں ثم نادیٰ یا قنبر علي بذي الفقار فتقلده ثم خرج الي المسجد والناس حوله و قال یا قنبر اصعد و رد المیزاب الی مکانه فصعد قنبر فرده الي موضعه و قال علي و حق صاحب هذا القبر والمنبر لئن قلعه قالع لاضربن عنقه و عنق الامر له بذلک و لا صلبنها في الشمس حتي ینفذوا فبلغ ذلک عمر بن الخطاب فنهض و دخل المسجد و نظر الي المیزاب وهو في موضعه فقال لا یغضب احد اباالحسن فیما فعله و تکفر عنه عن الیمین فلما کان من الغداة مضي علي بن ابیطالب الي عمه العباس فقال له کیف اصبحت یا عم قال با فضل النعم مادمت لي یا بن اخي فقال له یا عم طب نفسک و قر عینا فوالله لو خاصمني اهل الارض في المیزاب لخصمتهم ثم لقتلتهم بحول الله وقوته و لا ینالک ضیم و لا غم فقام العباس فقبل بین عینیه و قال یا بن اخي ماخاب من انت ناصره فکان هذا فعل عمر بالعباس عم رسول الله وقد قال في غیر موطن و صیته منه في عمه ان عمي العباس بقیة الاباء والاجداد فا حفظوني فیه کل في کنفي و انا في کنف عمي العباس فمن اذاه فقد اذاني و من عاداه فقد عاداني فسلمه سلمي و حربه حربي و قد اذاه عمر في ثلث مواطن ظاهرة غیر خفیة منها قصة المیزاب و لولا خوفه من علي علیه السلام لم یترکه علي حاله انتهي بلفظه پس حضرت امیر نے قنبر کو آواز دي اور کہا که میري ذوالفقار لاا چنانچه وه ذوالفقار لایا اور حضرت علي نے اُسکو حمایل کیا اور همراه آدمیوں کے مسجد میں آئے اور قنبر سے کہا که پرناله کو جهاں تها وهاں لگا دے چنانچه قنبر نے لگا دیا بعد اُسکے حضرت امیر نے فرمایا که قسم هی مجهکو صاحب قبر و منبر کي که اگر کسي نے اِس پرناله کو اُکهیڑا تو میں اُسکي گردن مارونگا یهه خبر عمر کو پهنچي تب وه مسجد میں آئے اور پرنالے کو اپني جگهه پر دیکها اور کہا نه کوئي ابوالحسن یعنے امیر کو غضب میں نه لاوے وقت صبح کے حضرت امیر نے حضرت عباس سے پوچها که کهئیے کیا هوا حضرت عباس نے کہا که جب تک تم زنده هو چین و آرام سے گذرتي هی حضرت امیر نے فرمایا که قسم هی خدا کي که اگر تمام اهل زمین مجهسے بخصومت پیش آویں میں سب کو قتل کر دوں فقط اِس روایت کو مطاعن حضرت عمر رضي الله تعالی عنه میں لکهکر مجتهد صاحب فرماتے هیں که اگر عمر کو علي کا خوف نه هوتا تو کبهي پرناله کو اپني جگهه پر لگانے نه دیتے *

غرض که جب ایک خفیف بات یعني پرناله کے لگانے پر جناب امیر اِس قدر غیظ و غضب میں آ جاویں اور قنبر سے ذوالفقار منگا کر مسجد میں آویں اور اپنے سامھنے کھڑے کھڑے پرناله نصب کراویں اور باوجودیکه حضرت عمر کو تین برس گذر چکے تھے اور اُن کي خلافت کا زمانه شباب پر تھا اور پھر بھي اُن سے نه ڈریں اور اُنکے قتل کرنے پر مستعد هو جاویں بلکه تمام دنیا کے قتل کا بحالت مخالفت دعوی کریں تو کیونکر قیاس قبول کرے که پیغمبر خدا نے اُن کو وصیت صبر کي کي هوگي اگر واقعي حضرت نے وصیت کي هوتي تو اِس واقعه میزاب میں جناب امیر کیوں اُس کو بھول جاتے اور کسلیئے ذوالفقار لیکر باهر آتے اور اگر حضرت علي سے حضرت عمر ڈرتے نه هوتے تو کیوں وه چپ هو جاتے اور کسلیئے اُن کے لگائے هوئے میزاب کو اُکھڑوا نه دیتے عجب حال هی حضرات شیعه کا که کبھي تو حضرت علي کو ایسا شیر دلیر بنا دیتے هیں که ذرا ذرا سي بات پر اُنکے قهر و جلال کے قصے بیان کرتے هیں اور خفیف خفیف معاملات میں اُن کا قتل و قتال پر مستعد هو جانا ثابت کرتے هیں اور کبھي اُن کو ایسا خائف اور کمزور کر دیتے هیں که بڑے بڑے معاملات میں اُن کو صابر شاکر کهتے هیں کیا حضرات شیعه کے نزدیک حضرت ام کلثوم کا غصب هونا حضرت عباس کے سقف خانه کے میزاب کے برابر بھي نه تھا که اِسپر تو اِس قدر غیظ و غضب هووے اور اُسپر صبر و سکوت کیا جاوے کاش جناب امیر میزاب کے معامله میں سکوت فرماتے اور حضرت ام کلثوم کے معامله میں اپنے جلال و قهر کو ظاهر کرتے اور قنبر سے ذوالفقار لیکر باهر آتے اور عمر کے قتل کرنے اور گردن مارنے پر مستعد هوتے تو یهه قهر و غضب بجاے خود هوتا *

معلوم نهیں که حضرات شیعه اِس نکاح کو قبل از واقعه میزاب کے روایت کرتے هیں یا بعد اُسکے اگر نکاح قبل از واقعه میزاب تھا تو حضرت عباس کا جناب امیر کے پاس معامله میزاب میں فریاد کو آنا بعید از قیاس هی اِس لیئے که حضرت عباس خوب جانتے تھے که حضرت عمر کے ڈر سے اُنھوں نے اپني بیٹي کو دے دیا اور کچھه نه بولے تو کیونکر حضرت عباس پھر اپنے میزاب کے معامله میں اُن کے پاس فریاد کو جاتے کیونکه جب جناب امیر لڑکي کے معامله میں نه بولے اور صبر کیا تو پھر ایسے خفیف معامله میں کیا بولتے اور اگر یهه نکاح بعد از واقعهٔ میزاب هوا تو جب حضرت عباس حضرت علي کو سمجھانے گئے تھے که عمر آمادهٔ فساد هی تم نکاح هونے دو ورنه وه تم کو تکلیف دیگا تب اگر حضرت عباس اِس قصه کو بھول گئے تھے تو جناب امیر یاد دلاتے که چچا تم کو یاد نهیں هی که تمهارے میزاب کے معامله میں میں نے کیا کیا اور عمر کو کیسا ڈرا دیا پس کیونکر ایسے بڑے معامله میں میں اُس سے ڈر جاؤں اور اُسي وقت قنبر سے تلوار منگا کر عمر کے پاس آتے اور اُن کو میزاب کے معامله کي طرح ڈرا دیتے اگر ایسا کرتے تو پھر کیا مجال عمر کي تھي که وه کچھه بولتے غرض که اب تو حضرات شیعه اِن روایات کو دیکھیں اور صبر یا وصیت کا نام زبان پر نه لاویں اِسلیئے که اِن روایات سے اُن کا ابطال ایسا نهیں هوا هی که کسي کو کچھه کهنے کي گنجایش رهي هو *

(تیسري تاویل تقیه) اگرچه جو کچھه هم نے صبر اور وصیت کي تاویل میں بیان کیا اُسکا بھي بطلان بخوبي هو گیا لیکن خاص اِس لفظ سے هم کچھه بحث کرتے هیں *

بعض علماء شیعه نے فرمایا هی که حضرت امیر کو حکم تقیه کرنیکا تھا اِس لیئے وه معذور و مجبور تھے اور نکاح کر دینے میں وه بجاآوري فرمان الهي کي کرتے تھے اور امتثال امر الهي مقتضی اجر هی

چنانچه اِسي مضمون کو باین الفاظ صاحب نزهة اثنا عشریه نے به جواب تحفه کے ادا کیا هی قائلین به تقیه میگویند که شارع فعلي را که بطریق تقیه واقع شود مقام مامور به قرار داده بس دریخجا آوردن آن امتثال امر الهي است و این معني مقتضي اجرست اور اِسي طرح پر سید مرتضی ملقب به علم الهدي اور ابن مطهر حلي نے بهي فرمایا هی که یهه تقیه اُس سے زیاده نهیں هی جو که در باب امامت کے جناب امیر نے کیا اور صاحب نزهة کي یهه عبارت بعینه ترجمه مصایب النواصب کے اعتراض چهارم کا هی غرض که اِن روایات سے یهه امر ثابت هی که جناب امیر نے تقیه کے سبب سے نکاح کرا دیا اور چونکه حضرت امیر مامور به تقیه تهے اِسلیئے اِس نکاح میں مستحق اجر هوئے لیکن تاویل تقیه کي باطل هی چند وجوه سے *

وجه اول تقیه خود تهمت حضرات شیعه کي هی اهلبیت کرام پر اور کبهي کسي امام نے نه تقیه کیا نه وه مامور به تقیه تهے که اِس کو هم بحث تقیه میں ثابت کرینگے انشاء الله تعالی *

وجه دوم تقیه کرنیکے دو سبب خیال میں آتے هیں یا خوف جان یا خوف عزت عزت تو اِس نکاح کے کردینے سے جاتي هي رهي پس اُسکا خوف بے بنا هي رها جسکے لیئے حاجت تقیه کي هوتي رها خوف جان اُسکے سبب سے جناب امیر مامور به تقیه نه تهے نه اِسکو علماء شیعه نے خود تسلیم کیا هی جیسا که تقلیب المکاید میں علامه دنتوری لکهتے هیں که شیعیان هرگز نمیگویند که حضرت امیرالمومنین بسبب خوف هلاکت جان خود ترک قتل و قتال ابوبکر کرده بود بلکه میگویند که حضرت امیرالمومنین هیچیک از فرایض و واجبات را ترک نکرده و تقیه بجهت خوف هلاکت جان خود نه بود بلکه به جهت خوف هتک عرض و ناموس بود *

وجه سوم اگر هم تسلیم کریں که حضرت علي کو خوف جان کا تها تو خود حضرات شیعه اِس کو قبول نه کرینگے اِس لیئے که اُنکے مذهبي روایات سے ثابت هوتا هی که کئي دفعه حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضي الله تعالی عنهما نے حضرت امیر کے قتل کا اِراده کیا تها لیکن وه به سبب شجاعت حضرت امیر کے پورا نهوا جیسا که ملا باقر مجلسي حق الیقین میں لکهتے هیں * که جب حضرت علي نے معامله فدک میں ابوبکر و عمر کو بهت سخت سست کها اور اُنسے معارضه کیا تب ابوبکر نے عمر کو بلایا اور کها که تم نے دیکها که آج علي نے کیا کیا اگر ایک دفعه اور ایسا هي وه کرینگے تو همارے سب کام درهم و برهم هو جاوینگے یهه سنکر عمر نے کها که میري صلاح یهه هی که علي قتل کر دیئے جاویں اور اِس خدمت پر خالد ابن الولید کو متعین کیا اور صبح کي نماز کا وقت اُنکے قتل کا مقرر هوا چنانچه جب صبح کي نماز کو حضرت علي مسجد میں آئے اور براه تقیه ابوبکر کے پیچهے نماز کو کهڑے هوئے اور خالد تلوار باندهکر حضرت علي کے برابر کهڑے هوئے مگر جب که ابوبکر تشهد کے لیئے بیٹهے تب اُن کو ندامت هوئي اور فتنه و فساد سے ڈرے اور شدت اور سطوت اور شجاعت حضرت امیر کي اُن کو معلوم تهي تب ایسا خوف ابوبکر پر غالب هوا که نماز ختم نه کر سکے بار بار تشهد پڑهیں اور خوف کے مارے سلام نه پهیریں آخر خالد سے کها که جو کچهه میں نے تمسے کها هی وه نه کرنا چنانچه بعد نماز کے حضرت علي نے خالد سے پوچها که تم سے ابوبکر نے کیا کها تها اُنهوں نے کها که تمهارے قتل

* اصل عبارت بحث تقیه میں نقل هو

کو کہا تھا اور اگر وہ مجھے منع نہ کرتے تو ضرور میں تمکو مار ڈالتا کہ حضرت علي نے غصے میں آکر خالد کو پکڑا اور زمین پر دے مارا جب عمر چلانے لگے اور لوگ جمع ہو گئے تب حضرت امیر نے خالد کو تو چھوڑ دیا اور گریباں عمر کا پکڑا اور کہا کہ اگر وصیت رسول خدا کي اور تقدیر الهي نہوتي تو تم اِس وقت دیکھتے کہ کون ضعیف هی هم یا تم اور ایک روایت میں یہہ هی کہ حضرت امیر نے خالد کو ایک اُنگلي پر اُٹھا لیا اور ایسا دبایا کہ اُس کي جان نکلنے کے قریب ہو گئي اور خالد نے پاخانہ پھر دیا اور پانوں میں رعشہ پڑ گیا اور بات زبان سے نہ نکل سکي اور جو کوئي نزدیک جاتا کہ خالد کو چھڑاوے اُسکي طرف شیر خدا ایسے غضب کي نگاہ سے دیکھتے کہ وہ ڈرکے مارے لوٹ جاتا کہ آخر حضرت عباس آئے اور اُنھوں نے قسم دیکر خالد کو چھڑایا فقط *

اي حضرات شیعہ اِس روایت کو دیکھو اور شیر خدا وصي رسول کي شجاعت اور مردانگي پر خیال کرو اور پھر معاملہ نکاح ام کلثوم پر نظر کرو اور سوچو کہ اگر نکاح بجبر و اکراہ ہوتا اور حضرت امیر کو منظور نہ ہوتا تو عمر کي یا کسي شخص کي محال تھي کہ وہ جناب امیر کو ڈرا کر اُنکي بیٹي نے لیتا اور حضرت علي قتل کے خوف سے کچھہ نہ کہتے اگر حضرت امیر کو حضرت عمر نے خوف دیا تھا اور اُن کے مارنے کي دھمکي دي تھي تو کیوں حضرت علي خاموش ہو گئے اور کس لیئے عمر کو ایک اُنگلي پر اُٹھا کر زمین پر نہ دے مارا اور اگر کوئي اُنکا حامي ہوا تھا تو کیوں اُس کي طرف غضب کي نگاہ سے نہ دیکھا هم اگر اِس روایت کو ملا باقر مجلسي کے قبول کریں تو پھر کبھي هماري ذهن میں یہہ بات نہیں آ سکتي کہ حضرت علي ام کلثوم کے نکاح میں ایسے خوف‌زدہ اور مضطر ہو جاویں کہ کچھہ نہ بولیں اور اپني معصومہ بیٹي کا غصب ہونا پسند کریں اگر اِس روایت پر بھي خاطر جمع نہ ہو تو هم دوسري سند شجاعت علي مرتضی شیر خدا کي بیان کرتے هیں کہ ملا باقر مجلسي حق‌الیقین میں لکھتے هیں کہ بعد از غصب فدک حضرت امیرالمومنین بہ ابوبکر نامہ نوشت در نہایت شدت و حدت و تہدید و وعید بسیار دراں درج نمود چوں ابوبکر نامہ راخواند بسیار ترسید و خواست کہ فدک را و خلافت را هر دو رد کند پس اِس سے بھي ثابت ہوتا هی کہ حضرت علي کي ایک خفگي کے خط سے حضرت ابوبکر صدیق ایسا ڈر گئے کہ فدک اور خلافت چھوڑنے پر مستعد ہوئے تو حضرت علي کو کون مانع تھا کہ حضرت ام کلثوم کے معاملہ میں بھي حضرت عمر کو ایک نامہ لکھتے اور اپني شجاعت اور مردانگي کي یاد دلاتے اور جو تہور اور سطوت پہلے حضرت نے ظاهر کي تھي اُسکا ذکر کرکے ڈراتے حالانکہ یہہ بھي کسي روایت سے شیعوں کے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علي نے کوئي خط لکھا ہو یا حضرت عمر کو ڈرایا ہو اگر اور کچھہ نہ ہوتا تو حجت تو تمام ہو جاتي لیکن جناب امیر کے سکوت اور خاموشي کا سبب ایسے نازک معاملہ میں هماري سمجھہ میں نہیں آتا اور تقیہ کرنے کي کوئي وجہ ایسے بڑے عظیم امر میں هم کو معلوم نہیں ہوتي شاید اِس معاملہ میں کوئي سر اسرار امامت سے ایسا ہوگا جو هماري سمجھہ میں نہیں آ سکتا اِسلیئے کہ اسرار امامت کو سوائے ملک مقرب اور پیغمبر مرسل کے اور مومن کامل کے دوسرا سمجھہ هي نہیں سکتا هی جیسا کہ ملا باقر مجلسي حق‌الیقین میں لکھتے هیں کہ غرائب احوال و خفایاي اسرار ایشانرا خلق نمیدانند و تاب شنیدن آنہا ندارد مگر ملک مقربي یا پیغمبر مرسلے یا مومن کاملي کہ حقتعالی دل او را امتحان کردہ باشد و بنور ایمان منور گردانیدہ باشد *

مجھے اِس مقام پر ایک حدیث اِمام محمد باقر علیہ السلام کي یاد آتي ھی جو کہ کلیني نے بسند معتبر لکھي ھی کہ اِمام کي دس نشانیاں ھیں منجملہ اُن نشانیوں کے نشاني نہم میں وہ لکھتے ھیں کہ جو فضلہ اِمام سے جدا ھوتا ھی اُس سے مشک کي بو آتي ھی اور زمین کو خدا نے موکل کر دیا ھی کہ وہ اُس فضلہ کو نگل جاتي ھی فقط پس نہایت تعجب ھی حضرات شیعہ سے کہ باوجودیکہ اِمام کے فضلہ کي نسبت تو یہہ اِعتقاد کریں کہ اُسکو زمین نگل جاتي ھی اور اُس میں بدبو نہیں ھوتي بلکہ مشک کي بو اُس سے آتي ھی اور پھر اُسي اِمام کے جگر کے پارہ اور بدن کے ٹکڑے کي نسبت یہہ کہیں کہ اُسکو ایک غاصب نے غصب کر لیا اے حضرات شیعہ ذرا تو سوچو کہ فضلہ اِمام کا کسلیئے زمین کو سپرد ھوا اور خدا نے کیوں اُس میں مشک کي خوشبو رکھي اِسیواسطے کہ فضلہ ایک نجس اور ناپاک چیز ھی اگر وہ زمین پر رھیگا کیڑے پڑینگے بدبو پھیلیگي لوگ دیکھکر نفرت کرینگے اور چونکہ اُسکو ایک تعلق اِمام سے ھی گو وہ تعلق نہایت تعلقات بعیدہ سے ھی اِسلیئے خدا نے اِمام کي فضیلت ظاھر کرنے کے لیئے فضلہ کو زمین کے سپرد کیا کہ وہ نگل جاوے تو کیا حضرت اُم کلثوم جو حضرت سیدۃالنساء کي ایک جزو تھیں اور حضرت علي کي جسم کي ایک ٹکڑا تھیں خدا کے نزدیک ایسي بے قدر تھیں کہ خدا نے اُنکي کچھہ بھي حفاظت نہ کي اور اُن کو ایک غاصب کے پنجہ سے نہ بچایا کیا اُنکو کچھہ بھي نسبت حضرت علي سے نہ تھي اور کیا اُن کو کچھہ تعلق سیدۃ پاک سے نہ تھا اور کیا اُن کي ایسي بے عزتي سے کچھہ لوث دامن پاک پر جناب امیر کے نہ آتا تھا اور کیا اُن کے غصب سے کوئي داغ ائمہ اطہار کي شان میں نہ لگتا تھا اے بھائیو ذرا سوچو اور شرماؤ اور اِنصاف کو دخل دو کہ سوائے اِسکے کہ تم اِقرار کرو کہ حضرت عمر صلاحیت زوجیت کي رکھتے تھے اور کسیطرح پر یہہ اِلزام رفع ھو سکتا ھی یا نہیں *

چوتھا قول جب کہ حضرات شیعہ نے دیکھا کہ نہ تاویل صبر کي درست ھوئي ھی نہ وصیت اور تقیہ کي توجیہ سے کچھہ مطلب حاصل ھوتا ھی اِسلیئے بعضوں نے اِن سب کو چھوڑ کر اَور ھي دعویٰ کیا اور صحبت اور ھمبستري سے اِنکار کیا چنانچہ صاحب سیف ناصري فرماتے ھیں کہ اگرچہ در حقیقت قربت معصومہ طاھرہ یعني وقوع اتصال و مواصلت جو کہ ظاھر میں نسبت مناکحت ھی بموجب اِقرار شیخ فاني اور رھم بہ سبب صغیرہ ھونے معصومہ کے ممتنع الوجود بلیقیني تھا اور باعتبار ظاھر کے بھي اور باعتبار باطن کے از روے علم باطني کے بھي حضرت مولیٰ پر ھویدا تھا اور پھر بعد چند اوراق کے مولف مذکور لکھتے ھیں کہ مواعظ حسنیہ جناب غفران ماب وغیرھا کذب حقہ میں جو اھل اِیمان بتصریح دیکھا چاھیں تو وھاں رجوع کر سکتے ھیں صاف واضح ھوگا کہ وصلت و قربت زن و شوي ھرگز نہیں وقوع میں آئي بلکہ بہ طریقۂ اھلبیت طاھرہ روایات صحیحہ مخبر ھیں اِس بات کے کہ ظاھر میں یہہ رنج و صعوبت بیشک مولاے مومنین نے اپنے سر لیا لیکن حقیقت میں قربت و مواصلت با معصومہ ھرگز وقوع میں نہیں آئي بلکہ از راہ اعجاز بہ عنایت کریم کارساز ایک جنیہ مشکلہ بشکل جناب معصومہ حوالہ کي گئیں اور جناب معصومہ تا حیات شیخ فاني نظر سے لوگوں کے غائب کي گئیں وزیدالتصریح فہ

انتهي بلفظه جو كه مولف سيف صارم نے بعد اِس عبارت كے بڑي بڑي كتابوں پر حواله ديا هى اِس سے مشتاقين كو اِشتياق اُن كے ديكهنے كا بهي پيدا هوگا تا كه معلوم هووے كه اُنكے بڑوں نے كيا نكات و اسرار لكهے هيں اسليئے ميں اُنكے علماء اعلام كے قول كو بهي نقل كرتا هوں اور سامعين كے ليئے حالت منتظره باقي نهيں ركهتا هوں واضح هو كه قطب الاقطاب راوندي مولف خرائج جرائح نے يهه دعوىٰ كيا هى اور جناب مولوي دلدار علي صاحب قبله نے مواعظ حسنيه ميں اُسكو اِن لفظوں سے بيان فرمايا هى گفت عرض نمودم بخدمت حضرت صادق عليه السلام كه مخالفين برما حجت مي آرند و ميگويند كه چرا علي دختر خود را بخليفهٔ ثاني داد پس حضرت صلوات الله عليه كه تكيه كرده نشسته بودند درست نشسته فرمودند كه آيا چنيں حرفها ميگويند بدرستيكه قوميكه چنيں زعم ميكنند لا يهتدون سواء السبيل سبحان الله حضرت اميررا ايں قدرقدرت نبود كه حائل شود مياں خليفه و دختر خود دروغ ميگويند كه هرگز چنيں نبود بدرستيكه چوں خليفهٔ ثاني پيغام عقد را بحضرت امير داد حضرت اِنكار نمودند پس خليفهٔ ثاني بعباس گفت كه اگر دختر علي را بمن عقد نميكني سقايت و زمزم از دست تو ميگيرم پس عباس بخدمت حضرت امير آمده حقيقت حال را گفت حضرت اِنكار نمودند چوں عباس باز الحاح نمود حضرت امير باعجاز خود جنيه را از اهل بخراں طلبيدند و او يهوديه بود پس او بموجب امر بصورت ام كلثوم ممثل گرديد و حضرت امير ام كلثوم را باعجاز خود از نظرها مستور گردانيدند پس تا مدت دراز جنيه پيش او ماند تا اينكه يك روز ببعضے از قرائن دريافت نمود كه زن او ام كلثوم نيست بلكه از بني آدم هم نيست گفت نديده ام ساحر تر از بني هاشم كسے را و چوں خواست كه ايں امر را اِظهار نمايد خود كشته شد پس جنيه بخانه خود رفت و ام كلثوم ظاهر گرديد انتهي اى حضرات شيعه اپنے قطب الاقطاب اور اپنے قبله و كعبه كے علم و عقل و فهم كي داد دو اور شكر اُنكے اِحسان كا ادا كرو كه ايك نكته ميں سب مشكليں حل كر ديں اور سنيوں ناصبيوں كے اِعتراض كو ايك لطيفه ميں دور كر ديا اور معصومه كي عصمت و عفت بچانے كے ليئے اُنكي مقارنت سے ساتهه حضرت عمر كے اِنكار كيا اور حضرت امير كي قدرت اور معجزه دكهلانيكے واسطے ايك جنيه كا به شكل ام كلثوم كے متشكل كر دينيكا دعوىٰ كيا حقيقت ميں اِس تقرير سے تمام اِعتراض ناصبيوں كے باطل هو گئے اب نه كوئي معصومه كي عصمت پر حرف ركهه سكتا هى نه كوئي حضرت امير كو عاجز كهه سكتا هى نه كوئي خليفهٔ دوم كي فضيلت بيان كر سكتا هى نه اهلبيت كے ننگ و ناموس پر كوئي انگشت اُٹها سكتا هى ليكن اِس جواب ميں يهه امر لايق عرض كرنيكے هى كه اگر جنيه بشكل ام كلثوم كے بنا كر خليفهٔ دوم كے پاس بهيج دي گئي تهي تو اولاد بهي اُس سے پيدا هوئي تهي يا كه وه ام كلثوم سے اور زيد بن خطاب جو بالغ هو كر مرا ماں اُس كي وهي جنيه تهي يا ام كلثوم *